تاریخ وشرح

شجرۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۚ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

محمد رسول اللہ ﷺ

علی المرتضیٰ — امام حسین — امام زین العابدین — امام محمد باقر — امام جعفر صادق

امام موسیٰ کاظم — امام علی رضا — معروف کرخی — سری الدین سقطی — جنید بغدادی

ابوبکر شبلی

غوث اعظم
شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی

اعلیٰحضرت
امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رحمۃ اللہ) کراچی
(بہ تعاون خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ کراچی)

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا
قدرِ عبدالقادرِ قدرت نما کے واسطے

تاریخ وشرح شجرۂ رضویہ

سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ

از

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
(ایم۔ایس۔سی جیولوجی، ایم۔اے اسلامیات، پی۔ایچ۔ڈی قرآنیات)

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی
(بہ تعاون خانقاہِ قادریہ رضویہ مجیدیہ)

نام .... تاریخ وشرح شجرۂ رضویہ

از .... پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

سنہ اشاعت ۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۰ء

طباعت .... ایک ہزار پانچ سو

نگرانِ طبع .... اقبال احمد اختر القادری

حروف سازی .... وامق انصاری، کراچی
0300-2393848

ناشر .... ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ)

ہدیہ .... -/300

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا: ۲۵۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی
فون: 021-32725150، واٹس ایپ: 0303-9205511
E.mail: imamahmadraza@gmail.com

خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ: الکوثر ہاؤس، C-50/1، بلاک A-1، گلستان جوہر، کراچی
فون: 021-34021657-8، واٹس ایپ: 0322-2175095

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشمولات

شمار	موضوع	صفحہ
۱	مجیدِ قادری (ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری)	۱۰
۲	تقریظ ھادی (مولانا عبدالہادی قادری رضوی نوری)	۱۵
۳	تقریظ حنیف (علامہ مفتی محمد حنیف خاں رضوی)	۱۷
۴	اظہار خیال (ڈاکٹر سید خضر نوشاہی)	۲۲
۵	تاریخی و روحانی کارنامہ (سید صبیح الدین صبیح رحمانی)	۲۴
۶	سند بیعت (مقدمہ)	۲۶
۷	شجرہ طیبہ اور قرآن کریم	۴۸
۸	لغت میں لفظ شجرہ کی تعریف	۴۸
۹	سند حدیث میں راویوں کے ناموں کی اہمیت	۴۹
۱۰	امام احمد بن حنبل کی مبارک سند کے متعلق رائے	۵۱
۱۱	وابتغوا الیہ الوسیلہ کی تفسیر رضوی	۵۳
۱۲	مرشد کی تلاش آیت وسیلہ کی روشنی میں	۵۴
۱۳	امام احمد رضا کی شیخ طریقت سے متعلق رائے	۵۶
۱۴	بیعت طریقت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے	۵۶
۱۵	بیعت طریقت کے فوائد	۶۸

۱۶	شیخ طریقت یعنی مرشد کے حقوق	۶۰
۱۷	سلاسل طریقت میں کوئی سلسلہ ادنیٰ نہیں	۶۲
۱۸	شجرہ طیبہ کی حقیقت اور اس کے فوائد	۶۲
۱۹	سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی مختصر تاریخ	۶۵
۲۰	سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی بنیاد	۶۶
۲۱	اعلیٰ حضرت نے سلسلہ بیعت کب شروع کیا !	۶۸
۲۲	امام احمد رضا کے بیعت لینے کا طریقہ	۷۱
۲۳	خانقاہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے سجادگان	۷۳
۲۴	امام احمد رضا کی مریدوں کو ہدایات	۷۴
۲۵	امام احمد رضا کے ۱۳/ سلاسل طریقت کی تفصیل	۷۵
۲۶	امام احمد رضا کے تصنیف شدہ شجروں کی تفصیل	۷۹
۲۷	عربی شجرہ بہ صیغہ درود مکمل	۷۹
۲۸	عربی شجرہ بہ صیغہ درود مختصر	۸۱
۲۹	شجرہ طریقت قادریہ برکاتیہ بشکل سند حدیث (عربی)	۸۲
۳۰	عربی شجرہ طریقت سلسلہ برکاتیہ چشتیہ نظامیہ	۸۴
۳۱	شجرہ طریقت قادریہ برکاتیہ بزبان فارسی (منظوم)	۸۶
۳۲	اردو منظوم شجرہ طریقت اور امام احمد رضا	۸۷
۳۳	منظوم شجرہ نویسی میرزا امجد رازی کی رائے میں	۹۰
۳۴	امام احمد رضا کا پہلا اردو شجرہ طریقت	۹۲

۳۵	حدائق بخشش کی اشاعت کی مختصر تاریخ	۹۲
۳۶	شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ (منظوم اردو)	۹۷
۳۷	منظوم اردو شجرہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ برکاتیہ	۹۸
۳۸	منظوم شجرہ اردو بشکل مسدس کا مختصر تعارف	۱۰۰
۳۹	شجرہ مبارکہ قادریہ رزاقیہ برکاتیہ رضویہ	۱۰۲
۴۰	عربی شجرہ قادریہ برکاتیہ بہ صیغہ درودیہ......(شجرہ نمبر ۱)	۱۰۴
۴۱	طویل عربی شجرہ بہ صیغہ درود......(شجرہ نمبر ۲)	۱۰۷
۴۲	عربی شجرہ بشکل سند حدیث......(شجرہ نمبر ۳)	۱۱۴
۴۳	عربی شجرہ چشتیہ نظامیہ برکاتیہ بشکل سند حدیث......(شجرہ نمبر ۴)	۱۱۷
۴۴	امام احمد رضا کے فارسی منظوم شجرہ طریقت کا تعارف	۱۲۱
۴۵	فارسی منظوم شجرہ طریقت اور اس کی شرح......(شجرہ نمبر ۵)	۱۲۶
۴۶	امام احمد رضا کے منظوم اردو شجرہ طریقت کا تعارف	۱۳۷
۴۷	مکمل اردو منظوم شجرہ طریقت قادریہ برکاتیہ رضویہ (شجرہ نمبر ۶)	۱۴۳
۴۸	اردو شجرہ طریقت کی مختصر شرح	۱۴۶
۴۹	پہلا شعر اور تعارف اول شیخ	۱۴۷
۵۰	دوسرا شعر: تعارف امام مولیٰ علی وامام حسین	۱۴۹
۵۱	شعر نمبر ۳: تعارف امام زین العابدین وامام باقر	۱۵۱
۵۲	شعر نمبر ۴: تعارف امام صادق کاظم اور امام علی رضا	۱۵۲
۵۳	شعر نمبر ۵: تعارف شیخ کرخی، شیخ سری سقطی، شیخ جنید بغدادی	۱۵۴

۵۴	شعر نمبر ۶: تعارف شیخ شبلی، شیخ عبدالواحد تمیمی	۱۵۶
۵۵	شعر نمبر ۷: تعارف شیخ ابوالفرح، شیخ ابوالحسن، شیخ مخزومی	۱۵۷
۵۶	شعر نمبر ۸: تعارف شیخ الشیوخ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی	۱۵۹
۵۷	شعر نمبر ۹: تعارف شیخ سیدنا عبدالرزاق قادری جیلانی	۱۶۲
۵۸	شعر نمبر ۱۰: تعارف شیخ ابوالصالح، شیخ محی الدین بغدادی	۱۶۳
۵۹	شعر نمبر ۱۱: تعارف شیخ سید علی بغدادی، شیخ موسیٰ بغدادی، شیخ حسن قادری بغدادی، شیخ احمد جیلانی بغدادی، شیخ بہاء الدین شطاری قادری	۱۶۴
۶۰	شعر نمبر ۱۲: تعارف شیخ ابراہیم ایرجی، شیخ نظام الدین بھیکا	۱۶۶
۶۱	شعر نمبر ۱۳: تعارف شیخ قاضی ضیاء الدین، شیخ جمال اولیاء	۱۶۸
۶۲	شعر نمبر ۱۴: تعارف میر محمد کالپوی، میر احمد کالپوی، میر فضل اللہ کالپوی بلگرامی	۱۶۹
۶۳	شعر نمبر ۱۵: تعارف شاہ برکت اللہ قادری مارہروی عشقیؔ	۱۷۰
۶۴	شعر نمبر ۱۶: تعارف شاہ آل محمد مارہروی، شاہ سید حمزہ برکاتی مارہروی	۱۷۵
۶۵	شعر نمبر ۱۷: تعارف سید شاہ آل احمد المعروف اچھے میاں برکاتی مارہروی	۱۷۶
۶۶	شعر نمبر ۱۸: تعارف سید شاہ آل رسول قادری مارہروی	۱۷۸
۶۷	شعر نمبر ۱۹: تعارف امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی	۱۸۱
۶۸	منظوم شجرہ اردو چشتیہ نظامیہ برکاتیہ رضویہ (شجرہ نمبر ۷)	۱۸۳
۶۹	منظوم شجرہ اردو قادریہ رزاقیہ برکاتیہ رضویہ بشکل مسدس (شجرہ نمبر ۸)	۱۸۷
۷۰	عکس قلمی شجرہ شریف بدست امام احمد رضا	۱۸۹

انتساب

(اول)

حضرت علامہ غلام رسول کشمیری قادری رضوی نوری علیہ الرحمہ

آپ نے مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری بریلوی علیہ الرحمہ سے احقر اور میری تین بہنوں کو ۱۹۶۲ء میں یکم شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ میں سلسلہ قادریہ میں بیعت کرایا تھا اور حضرت نے ہم چاروں کو اپنے سلسلے میں داخل فرما کر اپنے دستخط سے شجرہ طریقت عنایت فرمایا تھا۔

(دوم)

حضرت علامہ صاحبزادہ علم الدین قادری علمی علیہ الرحمہ (م۔ ۱۹۸۶ء)

ابن شمس الفقراء حضرت علامہ مولانا غلام رسول قادری علیہ الرحمہ (م۔ ۱۹۷۱ء) آپ کی خانقاہ قادریہ غلام رسول شاہی سولجر بازار (قائم شدہ ۱۹۲۷ء) میں فقیر نے (۱۹۷۲ء تا ۱۹۸۶ء) سلسلہ قادریہ کا فیض حاصل کیا اور ۱۴ سال مسلسل صحبت حاصل رہی۔ اس خانقاہ میں حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد لائل پوری علیہ الرحمہ کے ساتھ ۱۹۴۷ء سے قبل دو دفعہ تشریف لائے تھے۔

اللہ تعالیٰ دونوں بزرگوں کی نظر کرم نصیب فرمائے۔ آمین

احقر العباد

مجید اللہ قادری

عرضِ ناشر

فاضل مصنف پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نوری ابن شیخ حمید اللہ قادری رضوی حشمتی کانپوری (م۔ ۱۹۸۹ء) صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی کی شخصیت دنیائے علم وادب میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ جامعہ کراچی میں ۴۰ رسال تک علوم ارضیات پڑھاتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ آپ کو ۴۰ رسال سے زیادہ عرصہ ہوچکا کہ آپ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے پلیٹ فارم سے مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ میں مسلسل قلمی خدمات انجام دے رہے ہیں، اس کے علاوہ سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ حامدیہ کے فروغ کے لیے ۱۹۹۴ء میں خانقاہ قادریہ مجیدیہ قائم کر کے سلسلہ بیعت کا آغاز کیا جو آج بھی الحمدللہ جاری وساری ہے۔ آپ کی کئی گراں قدر تصانیف شائع ہوچکی ہیں جن میں چند ایک یہ ہیں:

(۱) کنز الایمان اور دیگر تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ......مقالہء پی ایچ۔ڈی

(۲) سیر لامکاں، سفر نامہء معراج
(۳) چند یادگار سفر
(۴) ایصال ثواب کے ۲۵ طریقے
(۵) تذکرہ محبانِ رضا
(۶) قرآن، سائنس اور امام احمد رضا
(۷) فتاوٰی رضویہ کا موضوعاتی جائزہ
(۸) مقالات مجیدی
(۹) درود وسلام کی حقیقت واہمیت
(۱۰) امام احمد رضا اور علماء سندھ
(۱۱) امام احمد رضا اور علماء ڈیرہ غازی خاں

(۱۲)امام احمد رضا اور علماء بہاولپور (۱۳)امام احمد رضا اور علماء لاہور، وغیرہ

پروفیسر صاحب کی پیش نظر تصنیف ''تاریخ وشرح شجرہ رضویہ'' میں آپ نے امام احمد رضا کے تصنیف شدہ ۴/عربی، ایک فارسی اور ۳/اردو نظم میں لکھے گئے شجرۂ طریقت مرتب کیے ہیں اور ساتھ ہی شجرہ کی اہمیت اور ضرورت پر مفصل مقدمہ بھی لکھا ہے۔ آپ نے امام احمد رضا کے سلسلہ طریقت کا بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے اس تحقیقی کاوش کو کئی اہل قلم نے اپنے رشحات میں خوب سراہا ہے مثلاً مولانا عبدالھادی قادری نوری نے اس کاوش کو پسند کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ ضرور کروں گا۔ بریلی شریف کے علامہ مفتی محمد حنیف خاں رضوی نے اس کاوش کا سراہتے ہوئے لکھا کہ موصوف نے شجرہ کی اہمیت وافادیت سے متعلق کتاب میں بہت کچھ جمع کر دیا ہے اور شجرہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے تعلق سے نہایت اہم معلومات جمع کردی ہیں۔ ڈاکٹر سید خضر نوشاہی (سجادہ نشین دارالفقراء نوشاہیہ) نے اس تصنیف کو روح پرور اور ایمان افروز تحریر قرار دیا، جبکہ سید صبیح الدین صبیح رحمانی نے اس کاوش کو شجرہ سازی کی تاریخی وروحانی لوازمہ قرار دیا۔

ادارہ محترم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کا انتہائی مشکور ہے کہ اس کتاب کو زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے میں آپ کی علمی وفنی خدمات قابل ستائش ہیں۔ ادارہ خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ کی اشاعتی کمیٹی انجینئر محمد موسیٰ رضا قادری اور علامہ حکیم محمد کاشف قادری کا بھی ممنون ہے جنھوں نے اپنے تعاون کے ساتھ اس کتاب کی اشاعت کی اجازت سے نوازا۔ ہم جناب شیخ رشید اللہ قادری وشیخ وحید اللہ قادری کے بھی مشکور ہیں کہ جن کے مالی تعاون سے اس کتاب کی اشاعت ممکن ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سب کو دین ودنیا میں خوب نوازے۔

(ادارہ)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علٰی خاتم النبیین

مجیدِ قادری

(ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری)

ہیں مجید اللہ اِک مردِ ذی احترام اِن کو حاصل جہاں میں ہے اَرفع مقام
صاحبِ علم و دانش ہیں یہ خوش لقا اِن کا سرمایہ ہے عشقِ خیرالانام ﷺ

(فیض الامین)

فاضل مصنف محقق رضویات پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید عنایۃ کی ذات اور ان کے قلمی شہ پارے دنیائے علم اور حلقہ اہل سنت میں کسی تعارف کے محتاج نہیں...... وہ ایک عرصہ سے لکھ رہے ہیں...... دیگر مذہبی عناوین کے علاوہ اعلیٰ حضرت اور جدید علوم فنون ان کا خاص موضوع ہے...... آج کے دور میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی شخصیت اور ان کی عالمگیر تجدیدی خدمات پر بہت کچھ لکھا جا رہا ہے مگر لکھنے والے بالعموم وہی باتیں دہرا دیتے ہیں جو پہلے لکھی جا چکی ہیں، ماہر رضویات حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نور اللہ مرقدہ کے بعد ایسے محققین بہت کم ہیں جو اپنے قاری کے علم میں اضافہ کرتے ہیں...... کہتے ہیں کہ علم مطالعہ سے آگے

بڑھتا ہے ورنہ جمود طاری رہتا ہے...... ماشاء اللہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید عنایۃ مطالعہ کر کے قدم آگے بڑھاتے ہیں اور تحقیق کر کے اپنے قاری کو نئی نئی معلومات فراہم کرتے ہیں...... مثلاً ابھی تک یہی معلوم تھا کہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے سلسلہ طریقت قادریہ برکاتیہ رضویہ کے دو یا تین شجرے تصنیف فرمائے ہیں مگر فاضل مصنف نے اپنی تحقیق سے نہ صرف یہ ثابت کیا ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے سلسلہ طریقت قادریہ برکاتیہ رضویہ کے دو یا تین نہیں آٹھ شجرے لکھے تھے بلکہ تحقیق کر کے وہ آٹھ کے آٹھ کے شجرے پیش بھی کر دیے ہیں...... موصوف نے یہ بھی تحقیق فرمائی ہے کہ امام احمد رضا سے پہلے منظوم شجرہ نویسی کا کوئی رواج نہ تھا، جب امام احمد رضا نے اپنا شجرہ منظوم کیا تو خانقاہی نظام میں اس کا رواج پڑا، گویا کہ امام احمد رضا منظوم شجرہ نویسی کے موجد ہوئے۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید عنایۃ ابن الحاج شیخ حمید اللہ قادری حشمتی (م۔ ۱۹۸۹ء) ۳/اپریل ۱۹۵۵ء کو کراچی میں پیدا ہوئے...... والد ماجد شیر بیشہء اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خاں پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ سے اور آپ کے نانا مولانا محمد عبدالوکیل قادری رضوی کانپوری علیہ الرحمہ (م۔ ۱۹۶۱ء) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ سے براہ راست بیعت تھے۔ آپ کا بچپن نانا کی صحبت میں گزرا جس کے سبب امام احمد رضا کی محبت بچپن ہی سے دل میں رچ بس گئی تھی۔

آپ نے جوانی کے ابتدائی سال اپنے والد کے ہمراہ حجاز مقدس میں گزارے۔ ۱۹۶۴ء سے ۱۹۶۸ء کے دوران کئی مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت نصیب ہوئی، جبکہ ۱۹۶۴ء اور ۱۹۶۷ء میں اپنے والدین کے ساتھ سعادت حج حاصل کی...... وطن واپسی کے بعد آپ نے اسکول و کالج کی تعلیم کے بعد کراچی یونی ورسٹی

سے ۱۹۷۵ء میں B.Sc اور ۱۹۷۶ء میں M. Sc کی اسناد اول پوزیشن کے ساتھ حاصل کیں اور ۱۹۷۸ء میں جامعہ کراچی میں لیکچرار کی حیثیت سے شعبہ ارضیات میں ملازمت اختیار کی اور ترقی کرتے کرتے شعبہ چیئرمین کے منصب تک پہنچ کر ریٹائرڈ ہوئے۔ چونکہ امام احمد رضا کی محبت وعقیدت بچپن ہی سے میسر تھی اس لیے جہاں بھی رہے' رضویات پر کام کیا...... آپ نے خصوصیت کے ساتھ جامعہ کراچی کی فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز میں اسپیشل رکن کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے ہوئے شعبہ علوم اسلامی، شعبہ قرآن وسنہ اور شعبہ شیخ زید اسلامک سینٹر کے نصاب میں نہ صرف امام احمد رضا بلکہ دیگر علماء اہل سنت کی عمومی کتب اور ان کے تذکرے کو داخل نصاب کروا کر اہم وتاریخی کردار ادا کیا۔

آپ ان چند لوگوں میں ہیں جو ایک طرف سائنسی علوم میں مہارت رکھتے ہیں تو دوسری طرف علوم اسلامیہ میں بھی اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں۔ بچپن میں نانا سے ملی امام احمد رضا کی محبت آپ کو قافلہ رضویات میں کھینچ لائی اور ۱۹۸۲ء میں آپ نے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا میں شمولیت اختیار کر کے امام احمد رضا کی تعلیمات کو عام کرنے کا مشن شروع کر دیا' اس مشن میں آپ ایسے منہمک ہوئے کہ ایک عام رکن، پھر جنرل سکریٹری اور اب ماشاءاللہ ادارہ کے صدر نشین ہیں۔ ادارہ میں خدمت کرتے ہوئے ۱۹۸۶ء میں پرائیویٹ ایم اے اسلامیات کر کے امام احمد رضا کے مشہور زمانہ ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' پر ۱۹۹۳ء میں پی ایچ ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کر کے آپ پاکستان میں امام احمد رضا پر پی ایچ ڈی کرنے والے پہلے اسکالر بن گئے۔

آپ نے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا میں شمولیت کے بعد اپنے عہد کے دو عظیم بزرگ محقق ومصنف حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی (م۔ ۱۹۹۷ء) اور ماہر

رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (م۔ ۲۰۰۸ء) علیہما الرحمۃ سے خوب علمی وروحانی فیض پایا، ان کی صحبت نے تصنیف وتالیف کا ایسا شوق پیدا کیا کہ آپ آج امام احمد رضا اور دیگر مذہبی عنوانات پر لکھے سو سے زائد مقالات ومضامین اور کتب ورسائل کے مصنف ہیں...... آپ نے شیخ الحدیث علامہ مفتی نصر اللہ خاں افغانی اور علامہ غلام رسول قادری رضوی کشمیری علیہ الرحمہا اور دیگر علماء مشائخ کی صحبت کا فیضان بھی پایا۔

ایک پروفیسر اور استاد ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ایک سادہ لہجہ خطیب اور شیخ طریقت بھی ہیں...... نماز جمعہ اور دیگر مذہبی محافل میں آپ کے خطابات، سیمینارز اور علمی کانفرنسوں میں آپ کے لیکچر ومقالات سننے والے کو نئی نئی معلومات فراہم کرتے ہیں...... آپ کو شہزادہ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری برکاتی نوری رضوی علیہ الرحمۃ سے شرف بیعت کے ساتھ ساتھ ان بزرگوں سے اجازات وخلافت کا اعزاز بھی حاصل ہے:

☆ تاج الشریعہ سیدی مرشدی علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری الازہری

☆ الحاج مولانا شفیع محمد قادری رضوی حامدی

☆ علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی نوری

☆ علامہ مفتی ظفر علی نعمانی قادری رضوی امجدی

☆ علامہ سید مراتب علی شاہ قادری چشتی سیالوی

☆ علامہ عبد اللہ عتیق نقشبندی مجددی رضوی

متعدد سلاسل میں اجازات کے باوجود جب آپ نے سلسلہ رشد وہدایت کے لیے خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ کا آغاز کیا تو اپنے تصنیفی کام کی طرح اس میں بھی انفرادیت کا پہلو مدنظر رکھا' چنانچہ موصوف پیش نظر کتاب میں ایک جگہ خود لکھتے ہیں:

”جب احقر العباد نے اس بات کا ارادہ کیا کہ سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کو فروغ دیا جائے تو احقر نے سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ حامدیہ کو فروغ دینے کی نیت کی کہ پاکستان میں سلسلہ قادریہ رضویہ حامدیہ کو فروغ دینے والے شیوخ کم ہوتے جارہے ہیں اور سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ مصطفویہ کے سلسلے کو فروغ دینے والوں کی کثرت ہے اس لیے احقر نے بعمر ۴۰؍سال اپنی قیام گاہ جس کو احقر کے مرشد نے احقر کی سند شجرہ میں کوٹھی نمبر۴۔کلیٹن روڈ کراچی لکھا تھا‘ سلسلہ کا آغاز بروز جمعرات ۹؍ذی القعدہ ۱۴۱۴ھ/ ۲۱؍اپریل ۱۹۹۴ء سے کیا اور اس وقت پانچ افراد فقیر کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور سند شجرہ حاصل کیا۔آج سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ حامدیہ کو فروغ دیتے ہوئے ۲۵؍سال سے زیادہ ہوچکے“۔

اُمید ہے فاضل مصنف کی پیش نظر کتاب اہل علم وقلم کے لیے ایک اہم ماخذ اور خانقاہی دنیا میں ایک حسین اتصالی قندیل ثابت ہوگی۔

احقر

اقبال احمد اختر القادری
L-317/5-B-2، نارتھ کراچی
mothereilmi@gmail.com

۵؍صفر المظفر ۱۴۴۲ھ
۲۴؍ستمبر ۲۰۲۰ء

۞۞۞

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

تقریظِ ھادی

از: مولانا عبدالھادی قادری نوری

(امام احمد رضا اکیڈمی ساؤتھ افریقہ)

عزیزی و محبی پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی تصنیف بعنوان ''تاریخ وشرح شجرہ رضویہ'' چند دن قبل واٹس اپ کے ذریعہ دیکھنے اور پڑھنے کو ملی باوجود کہ فقیر چند دن قبل گرنے کے باعث تکلیف میں تھا مگر جب کتاب پڑھنا شروع کی تو دل چاہا کہ اس کو ایک ہی نشست میں مکمل کرلوں مگر طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے لفظاً لفظاً تو نہ پڑھ سکا مگر اکثر حصہ اس کا مطالعہ کیا۔ یقین سے یہ بات لکھ رہا ہوں اور فون پر بھی پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کو اس کتاب کی مبارک باد دی اور کہا کہ سلسلہ قادریہ رضویہ کی شجرہ نویسی پر بہترین کاوش ہے۔ میں نے اس کو پڑھ کر کئی دفعہ چوما اور ارادہ کیا کہ اس کا انگریزی زبان میں ضرور ترجمہ کرونگا کہ یہ ان افراد کے لیے بہترین کتاب ہے اور انتہائی معلوماتی کتاب ہے جو اپنے آپ کو کسی نہ کسی سلسلے طریقت سے وابستہ رکھے ہیں اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اول تو مرید اپنے شیخ کی حقیقت کو سمجھے گا کہ بیعت

کر کے میں کتنا خوش نصیب ہوگیا کہ میرا میرے رسول ﷺ سے اتصال ہوگیا اور سلسلے کے تمام بزرگوں کی نظر میں آگیا دوسرا اس کو اس بات کا بھی احساس ہوگا کہ جب میں شجرہ پڑھتا ہوں تو حقیقت میں اپنے شجرہ کے تمام بزرگوں کا واسطہ دیتا ہوں اور جب کوئی ۴۰؍ سے زیادہ بزرگوں کے واسطے سے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرے گا تو یقیناً اس کی دعا اللہ کی بارگاہ میں ضرور قبول ہوگی۔

پروفیسر صاحب نے سلسلہ قادریہ رضویہ کے چاہنے والوں کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی ایک اور انفرادیت بھی بتادی کہ برصغیر پاک و ہند میں ابھی تک کسی ایک شیخ طریقت نے اتنے شجرہ طریقت قلم بند نہ کیے ہوں گے کہ جتنے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے تصنیف فرمائے۔ ان میں ۴؍ عربی میں، ایک منظوم فارسی میں اور ۳؍ منظوم اردو میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مصنف کو اس سے زیادہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تعلیمات کو فروغ دینے کی سعادت نصیب فرمائے۔

فقیر

(مولانا) عبدالھادی قادری نوری

امام احمد رضا اکیڈمی، ساؤتھ افریقہ

22.09.2020

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظِ حنیف

از: علامہ مفتی محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

(امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف)

اللہ کے رسول، محبوب مقبول، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ذات ہی اللہ تبارک وتعالیٰ تک رسائی کا سب سے عظیم وسیلہ ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی خلاّق کائنات کے نائبِ مطلق اور خلیفہء اعظم ہیں۔ اور اگر حق وصواب کی راہ پانی ہے تو مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ والاصفات سے استغنا ممکن نہیں۔ اہل خرد کے لیے اتنا اشارہ ہی کافی ہے کہ وہ ''لو ان موسی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کان حیاماوسعہ الاان یتبعنی '' (رواہ احمد) کے مفہوم کو سمجھ لیں۔ تاہم اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ منبعِ فیوض و برکات ہیں جہاں سے تمام جہان کو نعمتیں ملتی ہیں، ربّ کائنات عطا کرتا ہے اور محبوب ربّ کائنات تقسیم کرتے ہیں، خود لبہائے مبارکہ محوِ جنبش ہوئے اور یہ پھول جھڑے کہ ''وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی'' (رواہ البخاری)۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے: ؎

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم   رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

اِس مختصر تمہیدِ مفید سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حق وہی ہے جسے نسبتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہو اور جسے اُن کے در سے سندِ صحت نہ ملے وہ مردُود و متروک ہے۔ اَسناد کی دین میں بہت اہمیت ہے، اصول حدیث کے ماہرین اور فنِ جرح و تعدیل کے اساتذہ اس پر ہمیشہ قولاً و فعلاً عمل کرتے آئے۔ امام سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

الاسناد سلاح المؤمن فاذا لم یکن معه سلاح فبای سلاح یقاتل

(اسناد مومن کا ہتھیار ہے، اگر کسی مومن کے پاس یہ نہ ہو تو کس چیز کے ذریعہ وہ جہاد کرے گا)

اور امام المحد ثین حضرت امام عبداللہ بن مبارک تلمیذ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

الاسناد من الدین، لو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء

(اسناد ایک اہم دینی چیز ہے، اگر یہ نہ ہوتی تو ہر کوئی جو چاہتا کہتا)

چنانچہ اسناد بھی اس لیے وجود میں آئی کہ بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک کسی قول، فعل یا تقریر کے اتصال کا سبب ہو۔ محد ثین کرام اسی سبب سے اپنی اسناد حدیث مرتب کرتے تھے اور باقاعدہ اپنے تلامذہ کو اپنے ذریعے اس کڑی کا حصہ بناتے تھے جس کا حصہ انہیں ان کے اساتذہ نے بنایا تھا۔

اب آیئے ماضی کے جھروکوں سے اہل تصوف و تزکیہ کی گزرگاہوں اور گلیم پوش درویشوں کی خانقاہوں پر نظر کریں، یہاں بھی آپ کو دیکھنے کو ملے گا کہ جب سے

جملہ سلاسلِ طریقت معرضِ وجود میں آئے اُسی وقت سے صوفیائے کرام نے اپنے سلسلے کی اسناد کے حصول وحفاظت اور خلفاء تک نے اس کی ترسیل کا انتظام واہتمام فرمایا۔ جب کوئی راہِ سلوک کا مسافر کسی شیخِ کامل کی توجہ سے خاص مراتب تک رسائی حاصل کر لیتا اور شیخ اسے اس قابل جانتے کہ اب سلسلے کی ترویج واشاعت کا بارِ گراں یہ اُٹھا لے گا، تو اسے اپنے خرقہء اجازت وخلافت سے نوازتے، ساتھ ہی اسے اپنا شجرہ طریقت عطا فرماتے اور اُسی کڑی میں اُس کا نام بھی درج کر دیتے اور یہ حضرات اپنے مریدوں کو بھی اسی شجرے کو پڑھنے کی تلقین کرتے تاکہ وہ یہ بھی جان سکیں کہ کن نفوسِ قدسیہ وانفاسِ زکیہ کے ذریعے بارگاہِ نبوی علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام سے ان کا سلسلہ جا ملتا ہے۔

اگر قدیم عربی شجرہائے طریقت کا جائزہ لیا جائے تو وہاں شاذ ونادر ہی کوئی شجرہ منظوم شکل میں دستیاب ہوگا، غالبًا منظوم شجرے کا رواج فارسی ہی میں پڑا، نتیجۃً ہمارے سامنے کئی فارسی زبان کے منظوم شجرہائے طریقت ہیں اور ان شجرہائے منظومہ میں دو طرح کے طرق رائج ہیں:

(۱)۔ سلسلہ طریقت بطریق روایت (یعنی روایتِ حدیث کی طرز پر پہلے اپنے شیخ کا نام پھر ان کے شیخ پھر ان کے شیخ یہاں تک کہ بارگاہِ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک جا پہنچے)

(۲)۔ سلسلہ طریقت بطریق مراتب (یعنی حسبِ مراتب اور درجہ بدرجہ سب کا نام ذکر کیا جائے، سب سے پہلے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور پھر اپنے شیخ تک سلسلہ پہنچایا جاتا ہے)

یہ دونوں ہی طرق، اصحاب سلاسل میں رائج ہیں، سلسلہء چشتیہ میں پہلا طریقہ اکثر اور

باقی میں دوسرا طریقہ عام طور پر پایا جاتا ہے۔

مقاصد و اغراض پر اگر نظر کریں تو جیسا کہ ہم نے تمہید میں بیان کیا کہ مقصدِ اوّلیں تو بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک اتصال ہے، پھر یہ کہ جن بزرگانِ دین کے ذریعے یہ اتصال ہمیں نصیب ہوا ان کا نام یاد رکھا جائے، ان کے ذکر سے زبان کو تر رکھا جائے اور وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کے حکم پر عمل کیا جائے۔ بایں ہمہ، سلوک و طریقت کی مشکل گزار راہوں اور خطرناک وادیوں میں سالک کی فلاح و بہبود کے لیے لازمی ہے کہ سلاسل کے شیوخ جو اس منزل کو بفضل الٰہی پہلے ہی پا چکے ہیں اور مراتبِ جلیلہ پر فائز ہیں، اُن کے فیوض و برکات شاملِ حال ہوں اور شجرے کو پڑھنا، شیوخ کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کرنا ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے اور نظرِ کرم سے اپنی بگڑی بنانے کا احسن طریقہ ہے۔

یوں تو دنیائے ہست و بود میں بے شمار شجرہائے طریقت موجود ہیں، مگر سچ پوچھیے تو شجرہ رضویہ برکاتیہ قادریہ کی بات ہی کچھ نرالی ہے، اور کیوں نہ ہو؟ کہ اسے خود امامِ عشق و محبت، سیدنا سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ترتیب دیا ہے۔ اور مشہور ہے کہ کلام الامام امام الکلام کچھ اسی طرح یہ شجرہ بھی اپنے آپ میں ایک شاہ کار کی حیثیت رکھتا ہے۔ مجھے بے پناہ خوشی ہوئی یہ جان کر کہ محبّ گرامی قدر حضرت پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری مدظلہ العالی نے اس اہم موضوع پر قلم اُٹھایا اور شجرۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے تعلق سے نہایت اہم معلومات جمع کر دیں جو اہل سلسلہ کے لیے نہایت مفید اور کارآمد ہیں۔ واضح رہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت نے صرف اردو میں ہی شجرہ نہیں لکھا بلکہ فارسی و عربی میں بھی شجرے تحریر

فرمائے ہیں اور انوکھے انداز سے ان کو رقم فرمایا ہے۔ ان سب کو ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس مختصر میں جمع فرمادیا ہے ساتھ ہی سیدنا اعلیٰ حضرت کی اس موضوع پر تحقیقات سے آپ نے اپنی کتاب کو خوب خوب مزین کیا ہے اور شجرہ کی اہمیت و افادیت سے متعلق کتاب میں بہت کچھ جمع کر دیا ہے۔ اللہ رب العزت جل جلالہ آپ کی اس سعی بلیغ کو شرف قبولیت سے مشرف فرمائے اور اس کو توشہء آخرت بنائے۔

اٰمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم
واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

❁❁❁

اللہ اللہ رب عبدالقادر
دارد واللہ حبِ عبدالقادر
از وصف خدائے تو نصیبت دادند
طوبیٰ لک اے محبّ عبدالقادر
(از: امام احمد رضا بریلوی)

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اظہارِ خیال

از: ڈاکٹر سید خضر نوشاہی

(دارالفقر انوشاہیہ، ساہن پال شریف، ضلع منڈی بہاءالدین)

شجرہء طریقت کی ضرورت، اہمیت، افادیت اور قلب و روح پر اس کے مثبت اثرات کے حوالے سے ہمارے معاصر، صوفیِ باصفا، عالمِ باعمل، جدید و قدیم علوم کے شناسا، ماہر رضویات، محترم ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے روح پرور اور ایمان افروز تحریر سپرد قلم فرمائی ہے۔

شجرہء طریقت کے حوالے سے انہوں نے مدلل، اور قابل ستائش کام کیا ہے، اگرچہ اہل تصوف اس موضوع کو اچھی طرح جانتے ہیں، اور اس پہ تعامل بھی ہے، جو لوگ خانقاہی نظام سے وابستہ ہیں وہ شجرہ خوانی کو اپنے لیے بہت ضروری خیال کرتے ہیں۔ درحقیقت جس طرح حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صحت اور صداقت کے لیے، روایت اور راوی کا ثقہ ہونا ضروری ہوتا ہے، علمائے اسماء الرجال، راویوں کو کڑی کسوٹی پہ پرکھ کر حدیث کی صحت اور درستی کو قبول کرتے ہیں، اسی طرح شجرۂ طریقت بھی کسی طالبِ صادق کی سند ہوتی ہے کہ اس کا سلسلہء طریقت کن واسطوں

سے ہو کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں تقریباً تمام سلاسل طریقت کے شجرہ ہائے طریقت موجود ہیں، البتہ ابتداء میں تو نثری صورت میں اور عربی، فارسی، اردو، ھندی، پنجابی اور مقامی زبانوں میں ملتے تھے، پھر منظوم شجرہ ہائے طریقت بھی لکھے جانے لگے اور نثر کی بجائے شعر جلدی منہ زبانی یاد ہو جاتے ہیں، اس لیے منظوم شجرے زیادہ مقبول ہو گئے، بعض احباب حصول برکت کے لیے شجرے لکھ کر گھر کی دیواروں پر بھی آویزاں کرتے، بعض لوگ اپنی ذاتی ڈائریوں میں لکھ کر محفوظ کرتے اور صحبت گاہی وظیفہ کے طور پر بھی پڑھتے، پھر جب پرنٹنگ پریس آئی تو بہت سے سلاسل نے اپنے اپنے شجرے شائع بھی کیے اور وابستگانِ سلسلہ کو پڑھنے کے لیے دیے۔

حضرت مجید اللہ قادری صاحب نے بھی اپنے سلسلہ ٔطریقت کے حوالے سے یہ تحقیقی اور علمی کام کر کے صاحبان طریقت کے افادہ کی راہ ہموار کر دی ہے۔

اللہ کریم ان کے اس علمی کام کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مشائخ طریقت کے حقیقی فیضان سے ان کا دامن بھر دے۔ وما توفیقی الا باللّٰہ وعلیہ التکلان

خاک پائے اہل اللہ

فقیر خضر نوشاہی

۲۶ر ستمبر ۲۰۲۰ء

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

تاریخی وروحانی کارنامہ

از: سید صبیح الدین صبیح رحمانی

(دائریکٹر، نعت ریسرچ سینٹر، کراچی/ مدیر مجلّہ نعت رنگ)

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محفوظ فرمانے والے طبقات نے سند کا بہت احتیاط سے اہتمام کیا ہے۔ جب نبی علیہ السلام سے جھوٹی احادیث کا انتساب ہونے لگا تو محنتِ شاقہ سے ایک علمی کارنامہ یہ انجام دیا گیا کہ ''اسماء الرجال'' کے نام سے راویانِ احادیث کے احوال رقم کرنے شروع کردیے۔ اس سے موضوع احادیث کی پہچان میں بڑی سہولت ہوگئی۔ بعدازاں سلسلہ ہائے تصوف پھولنے پھلنے لگے تو ہر عہد کے مریدین کے لیے یہ جاننا ضروری ہوگیا کہ جس سلسلے سے وہ وابستہ ہیں اس کی سند کیا ہے؟ اور اس سلسلے کی کونسی کڑی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک تک پہنچتی ہے۔ کیوں کہ ''علمِ طریقت'' سینہ بہ سینہ مختلف شیوخ کے ذریعے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے والے سلسلے ہی کی میراث ہوسکتا ہے۔ ناموں کا یہ دائرہ عہدِ موجود کے برزگوں سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تک پہنچ کر مکمل ہوتا ہے۔ سلسلہ ہائے طریقت میں ایصالِ ثواب کے لیے دعائیہ انداز میں ہر بزرگ کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سوال کیا جاتا ہے۔ اس سے اتصال بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احساس بیدار ہونے

کے ساتھ ساتھ دعاؤں میں اثر بھی پیدا ہوتا ہے، کیوں کہ اس طرح بجاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کے ساتھ ہی نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پیروکاروں کا تذکرہ بھی ہو جاتا ہے جنھوں نے ”کونوا مع الصٰدقین“(۹/۱۱۹) کے قرآنی حکم کو سمجھ کر صادقین کا دامن تھاما اور ان کا فیض پا کر دوسروں تک اس فیض کے اثرات پہنچانے کی کوشش کی۔ معلوم ہوا ہے کہ برصغیر میں سب سے زیادہ شجرہ ہائے طریقت کی تدوین و تصنیف بھی اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقدر بنی۔ انھوں نے چار عربی، ایک فارسی اور تین منظوم اردو شجرے لکھے۔ ”تاریخِ شجرۂ رضویہ“ میں پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے بڑی عرق ریزی سے شجرہ سازی کی تاریخی و روحانی اہمیت پر تحقیقی لوازمہ جمع کر کے بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ میں انھیں اس اہم کتاب کی تدوین پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

صبیح رحمانی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علٰی خاتم النبیین

مقدمہ:

سندِ بیعت

خطبہء رضا:

الحمدللّٰہ الذی انزل الشریعة وجعلها للوصول الیه هی الذریعة لمن ابتغی الیه طریقا دونها فقد خاب وهوی وضل وغوٰی وافضل الصلوٰة واکمل السلام علٰی اکرم الرسل و افضل داع الی سبل السلام الذی شریعته هی الطریقة بعین الحقیقة فبها الوصول الی العلی الاکبر ومن خالفها فسیصل ولکن الی این الی سقر وعلٰی اٰلهٖ واصحابهٖ وعلمائهٖ واحزابهٖ وارثی علمه و حاملی اٰ دابه اٰمین یارب العالمین ط

ترجمہ:

’’تمام حمدیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے شریعت نازل فرمائی اور اس کو اپنی طرف وصول کا ذریعہ بنایا۔ یہ ہی وسیلہ ہے کہ اس کی

طرف جانے والے کا کوئی اور راستہ ہوتو وہ ناکام ہو اور خواہش نفس، گمراہی اور ضلالت میں مبتلا رہے۔ تمام رسولوں سے اکرم رسول پر افضل صلوٰۃ و اکمل سلام ہو جو سب سے بہتر دعوت دینے والے سلامتی کی راہ کی۔ یہ وہ ذات ہے جس کی شریعت ہی طریقت ہے اور عین حقیقت ہے۔ اسی کے سبب اللہ تعالیٰ کے دربار میں وصول ہے اور جو اس کی مخالفت کرے گا وہ جہنم میں پہنچے گا۔ آپ کی آل پاک وصحابہ وعلماء اور جماعت پر بھی درود وسلام جو آپ کے علم کے وارث ہیں اور آپ کے آداب کے حامل ہیں۔ آمین یارب العالمین''۔

(مقال العرفاء باعزاز شرع وعلماء......۱۳۲۷ھ)

حضرت محمد رسول اللہ، خاتم النبیین ﷺ نے آغاز شریعت میں جوان پر پہلی وحی کی صورت میں پیغام ربانی آیا، فرمایا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (۱) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (۲) اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ (۳) اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (۴) عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (۵)

''پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا، پڑھو تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا''۔

(سورۃ العلق: ۱۔۵)

حضور خاتم النبیین ﷺ نے تقریباً ۲۳ رسالوں میں صحابہ کرام کو قرآن مجید (شریعت محمدی کی اصل) کی ۶۶۶۶ آیات سکھائیں اور اس پر خود عمل کر کے بھی دکھا دیا، اور ساتھ ہی بتا دیا، سمجھا دیا اور آخر میں اپنے پہلے اور آخری حج کے موقع پر ''جبل رحمت'' پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا شروع کیا ہی تھا کہ اقراء کی تکمیل کرتے ہوئے آخری پیغام ربانی سے اس شریعت کو کامل اور مکمل کرتے ہوئے فرمایا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ج

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو (بحیثیت) دین پسند کیا''۔ (سورہ مائدہ:۳)

خاتم النبیین ﷺ نے دوران حج ایک اور خطبہ میں ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! بلاشبہ میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یہ چیز خدائے عزوجل کی کتابِ آخر قرآن مجید ہے''۔

اس کے بعد حج سے واپسی پر مقام غدیر پر بھی آپ نے خطبہ دیا تھا جس کے دو اہم نکات یہاں نقل کر رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''آگاہ ہو جاؤ میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جو ایک دوسرے سے بزرگ تر ہے۔ ایک قرآن کریم، دوسری میری اہل بیت۔ دیکھو میرے بعد ان دونوں چیزوں میں احتیاط کرنا

کہ کس طرح تم ان سے سلوک کرتے ہواور کیسے ان کے حقوق ادا کرتے ہو۔ یہ دونوں چیزیں میرے بعد ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ تم حوض کوثر کے کنارے مجھ سے ملو''۔

اس کے بعد فرمایا' حق تبارک وتعالیٰ میرا مولیٰ ہے اور میں تمام مسلمانوں کا مولیٰ ہوں:

هُوَ مَوْلٰنا

''وہ ہمارا مولیٰ ہے''۔(سورہ توبہ)

اِنَّ اللّٰهَ مَوْلٰكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْر

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار''۔(سورہ انفال:۴۰)

جبکہ قرآن کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ارشاد فرمایا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْن

''نبی مسلمانوں کا جان سے زیادہ مالک''۔

اس کے بعد مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ

''اے خدا جس کا میں مولیٰ ہوں یہ علی بھی اس کا مولیٰ ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)''۔

اس واقعہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی مرتضیٰ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور فرمایا ''اے ابن ابی طالب' مبارک ہو اور خوش ہو کہ صبح وشام اس حال میں تم کرتے ہو کہ ہر مرد وزَن مومن کے تم مولیٰ ہو''۔

اس حدیث کو امام احمد نے حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقم سے روایت کی۔

(مدراج النبوت، جلد سوم، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مترجم مفتی غلام معین الدین، مطبوعہ نشان منزل پبلی کیشنز کراچی ۲۰۱۳ء، ص: ۲۷۵؛۲۸۸)

امام احمد رضا نے اپنے شجرۂ طریقت میں مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفت کا واسطہ دے کر یہ دعا مانگی ہے ۔

مرتضیٰ شیر خدا مرحب کشا خیبر کشا
سرورا لشکر کشا مشکل کشا امداد کن

اور اردو شجرہ میں اس کو ایک مصرعہ میں یوں عرض کیا ۔

مشکلیں حل کر شہء مشکل کشا کے واسطے

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد افضل البشر بعد الانبیاء علیہم السلام سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اول خلیفہ مقرر ہوئے اور جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے مکہ مکرمہ کے قریب مقام حدیبیہ پر اللہ عزوجل کے خلیفہء اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جس کو قرآن نے بیان بھی کیا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ

''وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ سے بیعت کرتے ہیں
ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے''۔ (سورہ فتح: ۱۰)

اللہ عزوجل صحابہ کرام کے اس فعل سے راضی ہوا جب وہ ایک شجر کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت فرما رہے تھے اور آگے قرآن میں یوں ارشاد ہوا:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ

''بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے
نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے''۔ (سورہ فتح: ۱۸)

اسی طرح سنت کے مطابق تمام صحابہ کرام نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر دین اسلام کی پیروی کے لیے بیعت کی اور تاریخ کے مطابق سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی بغیر کسی جھجک کے آپ کے ہاتھ پر شریعت وطریقت کی پیروی کے لیے بیعت کی تھی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے تمام خلفائے راشدین بشمول حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تھی پھر آگے چل کر بیعت خلافت دو حصوں میں تقسیم ہوئی ایک بیعت ملوکیت اور دوسری بیعت طریقت وشریعت۔

اس جگہ ایک غلط فہمی کو دور کرتا چلوں کہ بعض حضرات حدیبیہ کی بیعت کو صرف جہاد کی بیعت سے تعبیر کرتے ہیں کہ جب خبر آئی کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے لیے بیعت لی تھی۔ امام احمد رضا اس بیعت کو خاص بجہاد سمجھنا جہالت قرار دیتے ہیں اور دلیل کے لیے ایک اور آیت کریمہ بیعت سے متعلق نقل کرتے ہیں جس کو قرآن کریم نے سورۃ الممتحنہ میں بیان کیا ہے:

يَا اَيُّهَاالنَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَه بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

”اے نبی! جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اُٹھائیں اور کسی بھی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے“۔

(سورۃ الممتحنہ:۱۲)

آیت کریمہ کو بغور پڑھیں، ارشاد ہو رہا ہے کہ اے نبی! جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں آئیں اور وہ تم سے (شریعت اور طریقت) بیعت کی خواہش کریں تو تم ان مسلمان عورتوں سے شریعت محمدی کے مطابق زندگی گزارنے کی بیعت لو۔ معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کو اپنے زمانے میں کسی نہ کسی نائبِ رسول سے بیعت لینا چاہیے۔

چنانچہ جب امام احمد رضا سے پوچھا گیا کہ کیا مرید ہونا واجب ہے یا سنت؟ نیز مرید کیوں ہوا کرتے ہیں؟ مرشد (یعنی شیخ طریقت) کی کیوں ضرورت ہے اور

اس سے کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں تو آپ اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''مرید ہونا سنت ہے اور اس سے فائدہ حضور سید عالم ﷺ سے اتصال مسلسل ہے دیکھو تفسیر عزیزی میں آیہء کریم

صراط الذین انعمت علیھم

راستہ ان کا جس پر تو نے انعام کیا اس آیت کریمہ میں اس کی طرف ہدایت ہے یہاں تک فرمایا گیا

من لاشیخ لہ فشیخہ الشیطٰن

جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان''۔

آگے چل کر فرماتے ہیں:

''صحتِ عقیدت کے ساتھ سلسلہ صحیحہ متصلہ میں اگر انتساب باقی رہا تو نظر والے تو اس کی برکات ابھی دیکھتے ہیں، جنہیں نظر نہیں وہ نزع میں، قبر میں، محشر میں اس کے فوائد دیکھیں گے''۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد:۲۶،ص:۵۷۰،مطبوعہ لاہور)

ایک مرید کو اپنے شیخ سے بیعت کے وقت جو نبی کریم ﷺ تک اتصال حاصل ہوتا ہے اس کی اہمیت بتاتے ہوئے امام احمد رضا ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''شجرہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک بندے کے اتصال کی سند ہے جس طرح حدیث کی اسناد۔امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہ اولیاء وعلماء ومحدثین وفقہاء سب کے امام ہیں فرماتے ہیں' من لو لا الاسناد لقال فی الدین من شاء ما

شاء۔ اگر اسناد کا سلسلہ نہ ہوتا تو جس کا جو دل چاہتا دین میں کہہ دیتا‘‘۔

آگے چل کر شجرہ خوانی سے متعلق متعدد فوائد بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اول:...... یہ شجرہ (جو کتابی صورت میں مرید کو دیا جاتا ہے) رسول اللہ ﷺ تک اپنے اتصال کی سند کا حفظ ہے (یعنی اس بات کا ثبوت کہ اس نے اپنا ہاتھ اپنے شیخ کے ہاتھ میں دے کر بیعت کی اس کے شیخ نے اپنے شیخ سے یہاں تک وہ ہاتھ غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ تک اور ان کا ہاتھ نبی ﷺ کے ہاتھ تک پہنچا ہے)

دوم:......صالحین کا ذکر موجب نزول رحمت ہے (یعنی اس شجرہ مبارکہ میں اس کے شیخ سے لے کر حضور ﷺ تک جتنے شیوخ ہیں وہ سب صالحین ہیں اور شجرہ خوانی کر کے وہ ان سب صالحین کا نام لیتا ہے جو کہ ان کا ذکر ہے اور صالحین کا ذکر کرتے وقت نزول رحمت کا سلسلہ ہوتا ہے)

سوم:......نام بنام اپنے آقایانِ نعمت کو ایصال ثواب کہ ان کی بارگاہ سے موجب نظر عنایت ہے (یعنی شجرہ خوانی کر کے جب وہ ایصال ثواب کے وقت یہ کہتا ہے کہ اے اللہ جو قرآن میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب مرے شجرے کے تمام شیوخ کو پہنچا اور اللہ یقیناً پہنچاتا ہے تو یہ تمام بزرگ اپنی اپنی مرقد میں اس

ایصال ثواب کو پایا کرتے ہیں اور ایصال ثواب کرنے والے پر نظرِ عنایت فرماتے ہیں)

چہارم:...... جب یہ (مرید بقیہ حیات) اوقات سلامت میں ان (تمام شیوخ) کا نام لیوا رہے گا تو وہ (تمام شیوخ) اوقات مصیبت میں اس کے دستگیر ہوں گے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' تو خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کو پہچان وہ مصیبت میں تجھ پر نظر کرم فرمائے گا۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد:۲۶،ص:۵۹۰-۵۹۱،مطبوعہ لاہور)

یہاں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے تحدیثِ نعمت پر کہے گئے چند اشعار قصیدۂ غوثیہ سے نقل کر رہا ہوں جس کو ان کے بعد تمام سلاسل کے پیشواؤں نے حق جانا اور اس پر یقین رکھا اور اس یقین کا فیض پایا ؎

انا البازیّ اشهب کل شیخ ومن ذافی الرّجال اعطی مثالی

میں باز ہوں اور تمام شیوخ پر غالب ہوں

مردانِ خدا میں کون ہے جس کو میرے جیسا مرتبہ عطا کیا گیا ہے

فمن فی اولیاء اللّٰه مثلی ومن فی العلم والتصریف حالی

تو اولیا اللہ میں سے کون میری مثل ہے

اور کون میرے علم اور تصرف میں میرے حال کو پہنچا

وولا نی علی الاقطاب جمعاً فحکمی نافذ فی کل حال

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اقطاب پر حاکم بنایا

پس میرا حکم ہر حالت میں جاری ہے

(قصیدہ غوثیہ مترجم حضرت علامہ شمس بریلوی)

امام احمد رضا جو خود سلسلہ قادریہ برکاتیہ کے ۳۸ ویں شیخ طریقت ہیں اپنے اس اتصال پر نازاں ہوتے ہوئے غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے عقیدت کا اظہار یوں کرتے ہیں ؎

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے دل میں میرے آقا تیرا

(امام احمد رضا، حدائق بخشش، مطبوعہ کراچی)

شجرہ طریقت بطور سند مرید کو اس وقت دیا جاتا ہے جب وہ کسی مستند سلسلے میں بیعت ہوتا ہے اس شجرہ میں یا تو تمام شیوخ کے نام ترتیب وار اس طرح لکھے ہوتے ہیں جس طرح سند حدیث میں طالب کو سند میں لکھ کر دیے جاتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث اپنے استاد سے سُنی، انھوں نے اپنے استاد محترم سے اور اسی طرح وہ حدیث صحابہ تک پہنچ کر حضور ﷺ تک پہنچتی ہے اور یہ سند اتصال کہلاتی ہے اسی طرح بیعت کے وقت اس کو جو شجرہ دیا جاتا ہے اس میں بھی ترتیب وار تمام شیوخ کے نام لکھے ہوتے ہیں جس کی منتہا حضور ﷺ تک جاتی ہے۔ جس طرح پیدائش کے وقت ہسپتال سے برتھ سرٹیفکیٹ ملتا ہے جس میں دن، تاریخ، وقت اور سال لکھا ہوتا ہے

اور یہ اس کو ہمیشہ کام آتا ہے اسی طرح بیعت کے بعد روحانی دنیا کے لیے شجرہ کی شکل میں سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے جس میں وقت کے تعین کے ساتھ ساتھ جس سلسلے میں بیعت ہوتا ہے اس کا نام لکھا ہوتا ہے۔

برتھ سرٹیفکیٹ تو مرنے کے بعد کام کا نہیں رہتا مگر شجرہ کی سند مرید کو دنیا میں تو باعث برکت ہوتی ہی ہے، ساتھ ہی ساتھ نزع کے وقت' قبر اور محشر میں ہر جگہ یہ نسبت کام آتی ہے اس کو امام احمد رضا کے تلمیذ، مرید اور خلیفہ حضرت مولانا صوفی شاہ محمد جمیل الرحمٰن خاں قادری رضوی کی لکھی ہوئی منقبت کے اشعار میں سمجھئے۔

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوث اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوث اعظم کا
جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ داخل ہے
یہ فرمایا ہوا ہے میرے آقا غوث اعظم کا
یہ سنتے ہیں نکیرین اس پہ کچھ سختی نہیں کرتے
لکھا ہوتا ہے جس کے دل پہ طغرا غوث اعظم کا
لحد میں جب فرشتے مجھ سے پوچھیں گے تو کہہ دونگا
طریقہ قادری ہوں نام لیوا غوث اعظم کا
ندا دے گا منادی حشر میں یوں قادریوں کو
کدھر ہیں قادری کر لیں نظارہ غوث اعظم کا

(صوفی جمیل الرحمٰن قادری رضوی، قبالۂ بخشش، مطبوعہ لائل پور، ص:۲۳)

صوفی جمیل الرحمٰن قادری رضوی علیہ الرحمہ نے آخری شعر میں قرآن کی سورۂ اسریٰ کی مندرجہ ذیل آیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ

''جس دن ہم ہر جماعت کواس کے امام کے ساتھ بلائیں گے''

(سورۂ اسریٰ:۷۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس سے وہ امام زماں مراد ہے جس کی دعوت پر دنیا میں لوگ چلے چنانچہ ہر قوم اپنے سردار کے پاس جمع ہوگی جس کے حکم پر دنیا میں چلتی رہی اور انھیں اسی کے نام سے پکارا جائیگا اے فلاں کے متبعین۔

(حاشیہ خزائن العرفان از مولانا نعیم الدین مرادآبادی)

راقم الحروف کے پیرومرشد، شیخ طریقت، مفتی اعظم ہند، تاجدار اہل سنت، شمس العارفین، نائب سید المرسلین، حضرت مولانا الحاج الشاہ ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل رحمٰن محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی رضی اللہ عنہ ہیں جن کی پیدائش ۲۲؍ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ بمطابق ۷؍جولائی ۱۸۹۳ء بروز جمعہ بوقت صبح صادق بریلی شریف میں ہوئی اور آپ کا وصال ۱۴؍محرم الحرام ۱۴۰۲ھ/۱۲؍نومبر ۱۹۸۱ء کو ہوا اور امام احمد رضا کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے۔ آپ امام احمد رضا کے چھوٹے صاحبزادے تھے اور امام احمد رضا کے وصال ۱۹۲۱ء کے بعد ۶۰؍سال سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے شیخ طریقت رہے اور اس دوران ایک کروڑ سے زیادہ خواتین وحضرات نے آپ سے بیعت کرکے سند شجرہ حاصل کی۔ راقم کو حضرت سے شرف بیعت بعمر ۷؍سال یکم شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ/۹؍جنوری ۱۹۶۲ء کو حاصل ہوئی اور حضرت کے دستخط کے ساتھ سند شجرہ فقیر کو حاصل ہوا۔

۱) الحمدللہ احقر العباد کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ مصطفویہ میں سند خلافت

مفتی ومحدث بہاولپور حضرت علامہ مولانا فیض احمد اویسی قادری رضوی نوری علیہ الرحمۃ سے برمکان مولانا محمد مقصود حسین اویسی ۴؍رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ/۳؍جنوری ۱۹۹۸ء کو حاصل ہوئی اس موقع پر احقر کے استادِ گرامی حضرت علامہ مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہری علیہ الرحمہ (م۔۲۲؍ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ/ ۲۸؍اپریل ۲۰۰۸ء) بھی موجود تھے جنھوں نے اس وقت بہت دعائیں دیں۔

۲) اس کے علاوہ احقر کو امام احمد رضا کے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حامد رضا خاں قادری برکاتی نوری بریلوی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کے سلسلہ میں مولانا الحاج شفیع محمد صاحب قادری رضوی حامدی علیہ الرحمہ (المتوفی یکم ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۵ء) سے خلافت واجازت بروز جمعرات ۳؍رجب المرجب ۱۴۱۴ھ/ ۱۷؍دسمبر ۱۹۹۳ء کو برمکان شیخ مجاز مولانا شفیع محمد قادری حاصل ہوئی۔اس موقع پر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ کے علاوہ مبلغ اسلام سیدی استاذی حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی علیہ الرحمہ (المتوفی ۲۷؍ربیع الاول ۱۴۲۳ھ) بھی موجود تھے حضرت مولانا شفیع محمد قادری کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ حامدیہ کی یہ سند خلافت حضرت مولانا مفتی محمد تقدس علی خاں قادری حامدی بریلوی علیہ الرحمہ (المتوفی ۳؍رجب ۱۴۰۸ھ/۲۲؍فروری ۱۹۸۸ء) سے حاصل تھی جو خود حضرت مفتی محمد حامد رضا خاں برکاتی نوری بریلوی کے شاگرد بھی تھے اور مرید بھی اور آپ کو سلسلہ کی اجازت بھی تھی ان دونوں خلافتوں کے علاوہ بھی فقیر کو کئی شیوخ سے دیگر سلاسل میں سند خلافت حاصل ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے ملاحظہ کیجیے:

۳) حضرت علامہ مولانا مفتی ظفر علی نعمانی امجدی سے ۶؍رمضان المبارک

۱۴۲۱ھ/ ۷/دسمبر ۲۰۰۰ء بروز اتوار سلسلہ قادریہ رضویہ امجدیہ میں خلافت حاصل ہوئی، اس موقع پر صاحبزادہ وجاہت رسول قادری کو بھی سند خلافت عطا فرمائی۔

۴) حضرت علامہ مولانا سید مراتب علی شاہ قادری چشتی سیالوی (م۔ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۶ء) سے سلسلہ قادریہ قمریہ سیالویہ میں ۱۰/ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء بروز جمعرات بمقام آستانہ سیال شریف گجرانوالہ میں خلافت حاصل ہوئی۔

۵) حضرت علامہ عبداللہ عتیق نقشبندی مجددی رضوی نے احقر کو ۲۶/فروری ۲۰۱۸ء بعد نماز عشاء بمقام ریاض الجنۃ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت و اجازت عطا کی اور اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مواجہہ شریف کے روبرو پیش کیا اور دعائیں دیں۔ زندگی کے یہ لمحات فقیر کبھی نہیں بھول سکتا۔

مگر جب احقر العباد نے اس بات کا ارادہ کیا کہ سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کو فروغ دیا جائے تو احقر نے سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ حامدیہ کو فروغ دینے کی نیت کی کہ پاکستان میں سلسلہ قادریہ رضویہ حامدیہ کو فروغ دینے والے شیوخ کم ہوتے جارہے ہیں اور سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ مصطفویہ کے سلسلے کو فروغ دینے والوں کی کثرت ہے اس لیے احقر نے بعمر ۴۰/سال اپنی قیام گاہ جس کو احقر کے مرشد نے احقر کی سند شجرہ میں کوٹھی نمبر ۴۔ کلیٹن روڈ کراچی لکھا تھا' سلسلہ کا آغاز بروز جمعرات ۹/ذی القعدہ ۱۴۱۴ھ/ ۲۱/اپریل ۱۹۹۴ء سے کیا اور اس وقت پانچ افراد فقیر کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور سند شجرہ حاصل کیا۔ آج سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ حامدیہ کو فروغ دیتے ہوئے ۲۵/سال سے زیادہ ہوچکے اس دوران سیکڑوں خواتین وحضرات بیعت ہوئے اور قضائے الٰہی سے ۴۰/سے زیادہ مریدین انتقال بھی کرچکے ہیں۔

قارئین کرام!

راقم امام احمد رضا کے سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ حامدیہ کو فروغ دے رہا ہے باوجود کہ احقر کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ میں بھی خلافت واجازت حاصل ہے۔ تحدیثِ نعمت کے طور پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی از خود جانتے ہیں کہ پاکستان (کراچی) میں فقیر انکے بڑے بیٹے کے سلسلے کو فروغ دینے میں مصروف عمل ہے اس بات کو خواب میں امام احمد رضا نے فقیر کے اس مرید کو بتایا جو فقیر سے سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ حامدیہ میں طالب کی حیثیت سے مرید ہوا تھا۔ یہ موصوف سید محمد اسد قادری ہیں جو احقر کے فرزند طریقت جناب سید محمد اطہر قادری کے چھوٹے بھائی ہیں انھوں نے چند ماہ قبل فقیر کو اپنے اس خواب سے آگاہ کیا جو انھوں نے چند سال قبل دیکھا تھا، وہ بتاتے ہیں کہ میں نے آپ سے بیعت ہونے (یعنی طالب ہونے) کے بعد دو دفعہ خواب میں اعلیٰ حضرت کی زیارت کی پہلے خواب میں' میں نے مدرسہ منظر اسلام کو تفصیل سے دیکھا اس کے بعد وہاں آکر بیٹھا جہاں اعلیٰ حضرت عصر سے مغرب تک بیٹھتے تھے اور عام لوگ ملاقات کے لیے آتے تھے۔ میں بھی بیٹھ گیا اور میں نے کہا کہ حضرت مجھے آپ بیعت کر لیں، آپ نے فرمایا' تم تو الیاس قادری کے مرید ہو اور مجید اللہ قادری سے بھی تمہاری بیعت ہے اور دونوں ہمارے ہی سلسلے ہیں۔ (اس کے بعد انھوں نے بتایا کہ) میں نے قدم چومنے کی کوشش کی تو آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

دوسرے خواب کا بتاتے ہوئے بتایا کہ جب اعلیٰ حضرت کی زیارت ہوئی تو میں نے پوچھا کہ حضرت آپ کے دست راس اور دست چپ کون ہیں تو فرمایا میرے دست چپ مصطفیٰ رضا خاں ہیں اور دست راست حامد رضا خاں ہیں۔ دست چپ بڑا

ہوتا ہے اور مصطفیٰ رضا خاں نے میرے سلسلے کو بہت فروغ دیا ہے۔ یہ دونوں خواب دیکھنے کے بعد موصوف بتاتے ہیں کہ وہ احقر کو آکر سنانا چاہتے ہیں تاکہ ان خواب کی تعبیر سے آگاہ ہوسکوں لیکن کسی وجہ سے میرے پاس نہ آسکے کہ تیسری دفعہ پھر خواب میں اعلیٰ حضرت کی زیارت ہوئی اس زیارت کے موقع پر بھی ان سے احقر کے حوالے سے شکایتاً کہا کہ حضرت وہ مجھے خواب کی تعبیر نہیں بتا رہے ہیں تو آپ نے کہا کہ بزرگوں کی شکایت نہیں کرتے، آپ ان سے پوچھیں وہ بتا دیں گے اور جو آپ کو باتیں میں بتا چکا ہوں وہ آپ کے خواب کی تعبیر ہی ہیں اور مزید ان سے تفصیلات پوچھ لیں، اس پر موصوف نے کہا کہ مجید اللہ قادری اگر چہ مصطفیٰ رضا خاں سے بیعت ہیں مگر وہ سلسلہ حامدیہ میں کیوں بیعت لیتے ہیں اس پر آپ نے فرمایا ہاں ہم جانتے ہیں کہ مجید اللہ قادری ہمارے حامد میاں کے سلسلے کو فروغ دے رہے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ مصطفیٰ رضا خان کے تو سیکڑوں خلفاء ان کے سلسلے کا فروغ دے رہے ہیں مگر حامد رضا کے سلسلے کو فروغ نہیں دیا جا رہا ہے چنانچہ مجید اللہ قادری اس سلسلے کو فروغ دینے میں مصروف عمل ہیں اگر چہ ان کے پاس مصطفیٰ رضا خاں کے سلسلے کی بھی خلافتیں ہیں۔ اب تم اس در کو پکڑ لو اور کہیں اور مت جانا کہ پاکستان میں صرف مجید اللہ قادری ہمارے سلسلہ قادریہ رضویہ حامدیہ کو فروغ دے رہے ہیں۔

احقر تمام قارئین کو بتانا چاہتا ہے کہ اس میں میری کوئی بڑائی نہیں۔ ہاں! اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ اس نے میری نسبت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما لیا اور میرے اعلیٰ حضرت جو جانتے ہیں کہ فقیر ان کے ایک بیٹے سے مرید ہے اور دوسرے بیٹے کے سلسلے کو فروغ دے رہا ہے تو اس سے بڑھ کر میرے لیے اور کیا سعادت ہوسکتی کہ فقیر ان کی نظروں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فقیر کو ہر دم اور ہر آن اعلیٰ حضرت سے وابستہ

رکھے۔آمین ۔

مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے
مسلک اہل سنت سلامت رہے

جمیل قادری سو جان سے قربان مرشد پر
بنایا جس نے تجھ جیسے کو بندہ غوث اعظم کا

آخر میں شجرہ طریقت کی افادیت، اہمیت اور فوائد کے حوالے سے حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی کے افکار کی روشنی میں چند باتیں ملاحظہ ہوں۔امام احمد رضا سے مارہرہ شریف کے خانوادے کے ایک معتقد حضرت صاحبزادہ محمد ابراہیم صاحب نے ۱۳۰۸ھ میں ایک استفتاء میں سوال کرتے ہوئے پوچھا کہ کفن پر اگر آیات لکھی ہوں تو وہ میت کو پہنانا کیسا ہے اور مزید سوال یہ فرمایا کہ شجرہ (طریقت) قبر میں رکھنا کیسا ہے؟ امام احمد رضا نے اس کے جواب میں ایک رسالہ بعنوان ''الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن'' (۱۳۰۸ھ) لکھا جس میں تفصیل سے ان دونوں سوال کے جواب دیے ہیں۔راقم اپنے موضوع کے اعتبار سے دوسرے سوال کے جواب کو اختصار سے پیش کرے گا۔امام احمد رضا نے اول جواب کو چار حصوں میں تقسیم کیا جس کے چوتھے حصے میں شجرہ سے متعلق تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے، آپ اول رسالے کے خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

''سب خوبیاں اللہ کے لیے جس نے اپنے دامن کرم سے ہمیں ہماری زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی چھپایا' اور اپنی آیات وشعائر سے توسل میں ہمارے اوپر برکتوں کے دروازے

کھولے اور درود وسلام ہوان پر جن آثار گرامی سے زندے اور
مردے سبھی نے برکت حاصل کی اور جن کے عظیم فیوض کی
بارشوں سے ہر بے جان کو زندگی ملی اور ملتی ہے''۔

آگے چل کر اس حوالے سے چار مقام کا ذکر کرتے ہیں۔

اولاً:......فقہ حنفی سے کفن پر لکھنے کا جزیہ کہ بدرجہ اولیٰ قبر میں شجرہ رکھنے کا جزیہ ہوگا۔

دوم:......احادیث سے اس کا ثبوت کہ معظمات دینیہ میں کفن دیا گیا یا بدن میت پر رکھی گئیں اور اسے مُخلِ تعظم نہ جانا۔

سوم:......بعض متاخرین شافعیہ نے جو کفن پر لکھنے میں بے تعظیمی خیال کی اس کا جواب۔

چہارم:......قبر میں شجرہ رکھنے کا بیان۔

ان تینوں مقامات میں ۳۰/ سے زیادہ احادیث اور متعدد فقہا کرام کے اقوال کی روشنی میں کفن پر آیات یا دیگر کلمات لکھنے کا جواز دیتے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر تبرک سے بھی مردہ کو اس کا فائدہ بتاتے ہیں اور بیسیوں واقعات کا حوالہ دیتے ہیں اور آخر میں مقام چہارم پر جب پہنچتے ہیں تو وہاں رقمطراز ہیں:

''جب خود کفن پر ادعیہ وغیرہ تبرکاً لکھنے کا جواز فقہاً وحدیثاً ثابت
ہے تو شجرہ شریف رکھنا بھی بداہتہً اسی باب سے ہے بلکہ
بالاولیٰ، اول تو اسماء محبوبان خدا علیہم التحیۃ والثناء سے توسل و
تبرک بلاشبہ جائز محمود ومندوب''۔

آگے چل کر چند احادیث پیش کرتے ہیں جس میں اصحاب کہف کے نام کی برکات بتاتے ہیں اور اسکو دلیل بنانے کے بعد آگے اقوال کرتے ہوئے اپنا تجزیہ پیش

کرتے ہیں:

''اقول فی الوقع جب اسمائے اصحاب کہف قدست اسرا ہم میں وہ برکات ہیں ،حالانکہ وہ اولیائے عیسویین میں سے ہیں تو اولیائے محمدیین صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین کا کیا کہنا۔ ان کے اسماء کی برکات کیا شمار میں آسکیں۔اے شخص تونہیں جانتا کہ نام کیا ہے مسمّٰی کے انحائے وجود سے ایک نحو ہے''۔

بعض شافعیہ کی طرف سے یہ اعتراض کہ ناموں کو یا کلام اللہ کو کفن پر لکھنے میں یا سینے پر لکھا ہوا ورق رکھنے سے اس کی بحرمتی ہوگی،اس کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''کیا ضرورت کہ (شجرہ یا آیات لکھی ہوئی) کفن ہی میں رکھیں بلکہ قبر میں طاق بنا کر خواہ سرہانے کہ نکیرین پائتی سے آتے ہوئے ان کے پیش نظر ہو،خواہ جانب قبلہ کہ میت کے پیش رو رہے اوراس کوسکون واطمینان واعانت جواب کا باعث ہو''۔

اب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی رسالہ''فیض عام''میں شجرہ قبر میں رکھنے کو معمول بزرگان دین بتا کر سرہانے طاق میں رکھنا پسند کیا۔ یہ امر واسع ہے بلکہ ہماری تحقیق سے واضح ہوا کہ کفن میں رکھنے میں جو کلامِ فقہا بتایا گیا وہ متاخرین شافعیہ ہیں، ہمارے ائمہ کے طور پر یہ بھی روا ہے۔ہاں خروج عن الخلاف

طاق میں رکھنا زیادہ مناسب و بجا ہے''۔

(فتاوٰی رضویہ جدید، جلد: نہم، مطبوعہ لاہور، ص: ۱۰۷ تا ۱۳۴)

آیئے آخر میں شجرے کے تمام شیوخ کے نام کے واسطوں سے اللہ کی بارگاہ میں یوں دعا کرا کریں کہ یا اللہ ان ناموں کے صدقے ہمیں ایمان کی سلامتی سے زندہ رکھ اور ایمان پر موت نصیب فرمانا

(۱) بحق مولانا شفیع محمد قادری
(۲) بحق مفتی تقدس علی خاں
(۳) بحق مفتی حامد رضا خاں
(۴) بحق مفتی اعظم ہند
(۵) بحق امام احمد رضا خاں
(۶) بحق ابوالحسن نوری
(۷) بحق سید آل رسول
(۸) بحق آل احمد اچھے میاں
(۹) بحق حضرت شاہ حمزہ
(۱۰) بحق سید آل محمد
(۱۱) بحق شاہ برکت اللہ
(۱۲) بحق سید فضل اللہ
(۱۳) بحق میر سید احمد بلگرامی
(۱۴) بحق میر سید محمد بلگرامی
(۱۵) بحق جمال الاولیاء
(۱۶) بحق شیخ جیاء
(۱۷) بحق نظام الدین
(۱۸) بحق سید ابراہیم ایرجی
(۱۹) بحق شیخ بہاء الدین
(۲۰) بحق سید احمد جیلانی
(۲۱) بحق شیخ حسن قادری
(۲۲) بحق شیخ موسیٰ جیلانی
(۲۳) بحق شیخ علی بغدادی
(۲۴) بحق سید محی الدین
(۲۵) بحق شیخ ابوصالح
(۲۶) بحق سیدنا عبدالرزاق قادری
(۲۷) بحق سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی

(۲۸) بحق شیخ ابوسعد مخزومی (۲۹) بحق شیخ ابوالحسن بھکاری

(۳۰) بحق شیخ ابوالفرح طرطوسی (۳۱) بحق عبدالواحد تمیمی

(۳۲) بحق شیخ ابوبکر شبلی (۳۳) بحق شیخ جنید بغدادی

(۳۴) بحق شیخ سری سقطی (۳۵) بحق شیخ معروف کرخی

(۳۶) بحق سیدنا امام علی رضا (۳۷) بحق سیدنا امام موسیٰ کاظم

(۳۸) بحق سیدنا امام جعفر صادق (۳۹) بحق سیدنا امام محمد باقر

(۴۰) بحق سیدنا امام زین العابدین (۴۱) بحق سیدنا امام حسین

(۴۲) بحق سیدنا امام علی المرتضی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۴۳) بحق سیدنا نبینا وحبیبنا وشفیعنا وملیکنا وغوثنا وغیثنا وغیاثنا ومغیثنا ووکیلنا وکفیلنا و سیدنا ومولانا وملجانا وماونا محمد رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ والہ وصحابہ اجمعین ہماری دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ آمین ؎

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰی کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

آخر میں اپنے تمام بزرگوں کے توسل سے یہ ہی دعا ہے ؎

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہہ مشکل کشا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں ربنا کا ساتھ ہو

شجرہ طیبہ اور قرآن کریم:

اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ

طَيِّبَةٍ اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُهَا فِى السَّمَآءِ (ابراھیم:۲۴)

’’کیا تم نے نہ دیکھا اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں‘‘۔

اکثر مفسرین نے كَلِمَةً طَيِّبَةً سے مراد کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لیا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کو قرآن کریم میں شجرۂ طیبہ سے تشبیہ دی ہے۔ اسی طرح بعض مفسرین کے نزدیک شجرہ سے مراد کھجور کا درخت لیا گیا ہے کیونکہ اس کی جڑ زمین میں بہت مضبوطی سے قائم رہتی ہے اور اس کا تنا بڑھتا جاتا ہے اور اس کے اوپر کی شاخیں سیدھی آسمان کی طرف رُخ کیے بڑھتی رہتی ہیں۔

لغت میں لفظ شجرہ کی تعریف:

لغت کی کتابوں میں شجرہ اس نبات کو کہتے ہیں جس کا تنا نہایت مضبوط ہوتا ہے اسی بنا پر سلسلہءنسب کو یا سلسلہءتلمیذ کو یا سلسلہءطریقت کے ناموں کو ایک درخت کی صورت میں دکھایا جاتا ہے۔ جہاں سے وہ سلسلہ شروع ہوتا ہے اس کو تنا کے ساتھ دکھایا جاتا ہے اور اس تنے کے اوپر شاخ در شاخ بقیہ ناموں کو لکھا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اچھی بات کی مثال چونکہ درخت سے دی گئی ہے اس لیے ابتداء ہی سے سلسلہءنسب کو شجرہ کی شکل میں دکھایا جاتا ہے اور ترتیب وار ان کے ناموں کو لکھا جاتا ہے۔ بیشتر علوم وفنون میں سند تلمیذ اسی طور دی جاتی ہے خاص کر علوم حدیث میں اسکی

بڑی اہمیت ہے چنانچہ ہر زمانے کے محدثین اپنے تلمیذ کو اپنی سند اجازت دیتے ہیں ان تمام سندوں کو تاریخی اعتبار سے ترتیب وار لکھا جاتا ہے یا اس کو شجر کی شکل میں دکھایا جاتا ہے بعینہٖ صوفیائے کرام یعنی سلاسل طریقت کے پیشواؤں نے بھی اپنی خلافت کی سندیں اپنے خلفاء کو عطا کیں ۔تمام شیوخ یا مرشدان عظام بھی اپنی سند خلافت کو تاریخی اعتبار سے ترتیب میں لکھتے ہیں اور اس کو شجرۂ طیبہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اپنے سلسلہ کے مشائخ عظام کے ناموں سے قبل یہ قرآن کی عبارت ان شجروں میں مندرجہ ذیل طریقے سے لکھی جاتی ہے:

شجرة طيبه اصلها ثابت وفرعها فى السمآء

هذه سلسلة من مشايخى فى الطريقة العلية العالية

اس کے بعد نبی کریم ﷺ سے لے کر اس زمانے کے شیخ طریقت کے نام لکھے جاتے ہیں۔

سند حدیث میں راویوں کے ناموں کی اہمیت:

کتاب اللہ کے راوی صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ ہیں کہ سارا کا سارا قرآن نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا اور زبان مصطفی ﷺ سے سننے کے بعد اصحاب رسول نے اس کو حفظ کر لیا لیکن اس کی سند کی ضرورت نہیں کہ تابعین نے صحابہ سے سنا اور صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اس لیے کہ قرآن نے آپ ﷺ سے متعلق ایک قانون دے دیا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

(النجم:۳۔۴)

''اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انھیں کی جاتی ہے''۔

البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اقوال، اعمال جب صحابہ بیان کرتے ہیں تو اسی طرح کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا یا اس طرح کہتے ہیں کہ میں وہاں موجود تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے ایک عمل کرتے دیکھا یا ہم میں کوئی ساتھی کوئی عمل کر رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا یہ تینوں باتیں علوم حدیث میں حدیث قولی، حدیث فعلی اور حدیث تقریری کہلاتی ہیں اور جب تابعین روایت کریں گے تو وہ اس طرح کہیں گے کہ میں نے فلاں صحابی رسول سے یہ سنا اور انہوں نے قول رسول کو خود سنا۔ حدیث کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے:

قال امام علی رضا حدثنی ابو موسیٰ کاظم عن ابی جعفر الصادق عن ابی محمد الباقر عن ابی زین العابدین عن ابی الحسین عن ابی علی ابن ابی طالب قال حدثنی و قرة عینی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم قال حدثنی جبریل قال سمعت رب العزت یقول لا الہ الا اللّٰہ حصنی فمن قال دخل حصنی امن من عذابی

(ترجمہ) امام علی رضا نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو موسیٰ کاظم نے انہوں نے ابی جعفر الصادق سے انہوں نے محمد باقر سے انہوں زین العابدین سے انھوں نے امام حسین سے انھوں نے اپنے والد مولیٰ علی سے مولیٰ علی روایت فرماتے ہیں کہ میرے پیارے میری آنکھوں کی ٹھنڈک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے

بیان کیا کہ ان سے جبرائیل نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے
اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے تو
جس نے اسے کہا کہ میرا قلعہ ہے وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا
اور میرے عذاب سے امان میں رہا''۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد:۹، ص:۱۳۳)

امام احمد بن حنبل کی اس مبارک سند کے متعلق رائے:

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اس مبارک سند کے متعلق فرماتے ہیں کہ اگر صرف اس سند کو یعنی سند کے ناموں کو ترتیب سے پڑھ کر کسی مجنوں پر دم کیا جائے تو ضرور اسے جنون سے شفاء ہو۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد:۹، ص:۱۳۴)

راقم نے یہاں ایک حدیث کی سند کو اور اس پر امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے قول کو اس لیے نقل کیا ہے کہ حدیث کے راویان ہوں، تفسیر کے راویان ہوں اور کسی سلسلہ طریقت کے شیوخ کے نام ہوں ان ناموں کی بہت برکات ہیں اور ان ناموں کی برکت سے اور ان کے صدقے اللہ عزوجل دعائیں قبول فرماتا ہے یہاں اس حدیث کی سند کے بعد امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کا ایک قول بھی نقل کر رہا ہوں تا کہ اسناد کے ناموں کی افادیت اور اہمیت سے اہل نسبت کو آگاہی ہو۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ اپنا قول نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''اقول فی الواقع جب اسمائے اصحاب کہف قدست اسرارہم
میں وہ برکات ہیں، حالانکہ وہ اولیائے عیسوی میں سے ہیں تو
اولیائے محمدیین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کا کیا

کہنا' ان کے اسمائے کرام کی برکت کیا شمار میں آسکے اے شخص تو نہیں جانتا کہ نام کیا ہے' مسمّی کے انحائے وجود سے ایک نحو ہے امام فخر الدین رازی اور کئی علماء نے فرمایا ہے کہ وجود شے کی ۴ر صورتیں ہیں (۱) وجود اعیان میں (۲) علم میں (۳) تلفظ میں (۴) کتابت میں ۔ان دوشق اخیر وجود اسم تلفظ اور کتابت ہی کو وجود مسمّی قرار دیا ہے بلکہ کتب عقائد میں لکھتے ہیں:

الاسم عين المسمّى

نام عین مسمّی ہے۔امام رازی نے فرمایا:

المشهور عن اصحابنا ان الاسم هو المسمّى

مقصود اتنا ہے کہ نام کا مسمّی سے اختصاص کپڑوں کے اختصاص سے زائد ہے اور نام کی مسمّی پر دلالت تراشتہ ناخن کی دلالت سے افزوں ہے تو خالی اسماء ہی ایک اعلیٰ ذریعہ تبرک وتوسل ہوتے نہ کہ اسامی سلاسل علیہ کہ اسناد اتقال محبوب ذوالجلال وبحضرت عزوجلال ہیں، جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ و محبوب واولیاء کے سلسلہ کرام وکرامت میں انسلاک سند تو شجرہ طیبہ سے بڑھ کر اور کیا ذریعہ توسل چاہیے''۔

(فتاوٰی رضویہ جدید،جلد:۹،ص:۱۳۴)

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے اس اقول کو آسان لفظوں میں بیان کروں تو اس کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی کریم ﷺ کا نام لے کے

دعا کرتے ہیں تو نام دراصل ذات ہی کو ظاہر کرتا ہے کہ اے اللہ! ہم ذات محمد ﷺ کا تجھے واسطہ دیتے ہیں یا حضرات اولیاء کرام کے نام جو ہم لیتے ہیں اس سے مراد بھی ان کے نام کا وجود ہی ہوتا ہے اور شجرہ طریقت میں سند کے ساتھ جو نام لیے جاتے ہیں وہ اس سلسلہءطریقت کے شیوخ کی ذات کے واسطے دیے جاتے ہیں اور یہ عین قرآن کا فرمان ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

''اے ایمان والوں !اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اسکی راہ میں (تلاش) جہاد (جدوجہد) کرو اس اُمید پر کہ فلاح پاؤ''۔(المائدہ:۳۵)

وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ کی تفسیر رضوی:

یہاں جملوں کا حسن ترتیب واضح ہوا، یہ فلاح احسان کی طرف دعوت ہے اس کے لیے تقوٰی شرط ہے تو اولاً حکم فرمایا اتَّقُوا اللّٰهَ (اللہ سے ڈرو) اب تقوٰی پر قائم ہوکر احسان میں قدم رکھنا چاہتا ہے اور یہ عادۃً بے وسیلہ شیخ (مرشد) ناممکن ہے لہٰذا دوسرے مرتبہ میں قبل سلوک تلاشِ پیر کو مقدم فرمایا۔وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو) اس لیے کہ الرفیق ثم الطریق (پہلے ساتھی تلاش کرو پھر راستہ لو) اب کہ سامان مہیا ہولیا اصل مقصود کا حکم دیا کہ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ ۔اس کی راہ میں (جہاد) مجاہدہ کرو۔لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔تا کہ فلاح احسان پاؤ۔

ثم اقول: یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس راہ میں فلاح وسیلہ پر موقوف کہ اس کو اس پر مرتب

فرمایا تو ثابت ہوا کہ یہاں بے پیر افلاح نہ پائے گا اور جب فلاح نہ پائے گا خاسر ہوگا تو حزب اللہ نہ ہوا، حزب الشیطان سے ہوگا۔ (فتاوٰی رضویہ جدید، جلد:۲۱،ص:۵۱۸)

چنانچہ اہالیان طریقت جو کسی نہ کسی سلسلہ میں بیعت ہوتے ہیں اور اپنے زمانے کے مرشد سے نسبت رکھتے ہیں وہ جب دعا کرنے سے قبل اپنا شجرۂ طریقت پڑھتے ہیں تو دراصل وہ اپنے شجرہ کے تمام شیوخ کا واسطہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اور جب یہ تمام واسطے واسطہء اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں پیش کر کے دعا کی جاتی ہے تو یقیناً وہ بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت پاتی ہے۔

مرشد کی تلاش آیت وسیلہ کی روشنی میں:

آیت بالا میں اللہ عزوجل نے ایمان والوں کو وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم دیا ہے کہ اپنے زمانے میں کسی ایک ہادی کو تلاش کرو جو تمہیں اس راستے پر چلائے جو رستہ صراط مستقیم ہے جس میں اللہ و رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم اور اطاعت کے ساتھ صحابہ کرام کی تعظیم و توقیر، اہل بیت رسول کی تعظیم و توقیر اور ہر زمانے کے اولیاء کے عظام کی تکریم اور ان کی اطاعت شامل ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا:

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

’’راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا‘‘۔(الفاتحہ:۶)

یقیناً اللہ عزوجل کے انعام یافتہ اللہ کے رسول اور پھر رسول کے صحابہ، اہل بیت اور ہر زمانے کے اولیاء عظام ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی ولی کبھی بے نسبت نہ ہوا۔ ہر ولی کسی نہ کسی مرشد سے وابستہ ہوتا ہے اس لیے زمانے کے مرشد سے نسبت کرنا

ضروری ہے اس سلسلے میں مرشد یعنی صاحبان طریقت کو تلاش کیا جاتا ہے جن سے نسبت حاصل کی جائے لیکن اس میں ۴ر شرائط دیکھنا لازم ہیں جو اس کو ہادی بناتی ہیں اور وہ مرشد کے مقام پر فائز ہونے کے لائق ہوتا ہے۔

(۱)......اول سب سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ جس مرشد کو تلاش کررہے ہیں اس کا عقیدہ کیا ہے اگر وہ صحیح سنی عقیدہ رکھتا ہے تو اس نے اول شرط پوری کرلی۔

(۲)......دوم یہ دیکھا جاتا ہے کہ جس سلسلہ طریقت کو وہ فروغ دے رہا ہے وہ سلسلہ اوپر تک متصل ہے یعنی اس مرشد سے لے کر حضور اکرم ﷺ تک سلسلہ متصل ہے یا نہیں ایسا نہ ہو کہ کسی ایک مرشد کے بعد ۱۰۰ر سال کا وقفہ ہو اور پھر دوسرا سلسلہ شروع ہو گیا اس لیے یہ ضروری ہے کہ تمام مرشدان عظام نے سلسلہ بسلسلہ ترتیب وار ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کی ہو اور اس کو بیعت کرنے کی اجازت بصورت خلافت دی گئی ہو۔

(۳)......سوم اسی طرح تیسری شرط بھی پوری ہونا لازمی ہے کہ وہ مرشد جو لوگوں کو مرید کرنا چاہتا ہے وہ کسی فاسق معلن عمل کا مرتکب نہ ہو یعنی وہ ظاہراً کوئی ایسا عمل نہ کرتا ہو کہ شریعت اس کو فاسق معلن قرار دے تب وہ مرشد بننے کے لائق نہیں اس لیے کہ اس مرشد یعنی ہادی کو فسق سے پاک ہونا ضروری ہے مثلاً چہرہ پر شرعی داڑھی ہو، پنچ وقتہ نمازی ہو، رمضان کے روزے پورے رکھتا ہو اور ہر حرام عمل سے دور رہتا ہو تب وہ مرشد بننے کے لائق ہو گا۔

(۴)...... چوتھی شرط کا تعلق دینی علوم سے ہے اس کے لیے یہ شرط نہیں کہ وہ ایک مدرسہ کا فارغ التحصیل عالم ہو بلکہ وہ اتنا علم ضرور جانتا ہو کہ وقت ضرورت کتابوں سے

مسائل کو سمجھ لے اور دوسروں کو سمجھا سکے کیونکہ مرشد نے اپنے مریدوں کو تعلیم دینا ہوتی ہے اور وہ ان کو دینی علوم سکھانے کا پابند ہے اس لیے اتنا علم ضروری ہونا چاہیے تب وہ چوتھی شرط پوری کر کے مرشد بننے کا اہل ہوسکتا ہے۔

امام احمد رضا کی شیخ طریقت سے متعلق رائے:

امام احمد رضا سے جب پوچھا گیا کہ کس شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہیے اور کون شخص مرشد ہونے کے لائق ہے تو آپ نے اس کے جواب میں جو تحریر قلمبند کی وہ ملاحظہ کریں:

> ”بیعت لینے اور مسند ارشاد پر بیٹھنے کے لیے چار شرطیں ضروری ہیں ایک یہ کہ سنی صحیح العقیدہ ہو، دوسری شرط ضروری علم کا ہونا اس لیے کہ بے علم خدا کو پہچان نہیں سکتا تیسری شرط یہ کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے کہ فاسق کی توہین واجب ہے اور مرشد واجب التعظیم دونوں چیزیں کیسے اکٹھی ہوں گی اور چوتھی شرط اجازت صحیح متصل ہو جیسا کہ اس پر اہل باطن کا اجماع ہے۔ اس لیے جس شخص میں ان شرائط میں سے کوئی ایک شرط نہ ہو تو اس کو پیر (یعنی مرشد) نہیں بنانا چاہیے“۔

(فتاوٰی رضویہ جدید، جلد:۲۱، ص:۴۹۲، مطبوعہ لاہور)

بیعت طریقت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ

فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج (الفتح:۱۰)

''وہ جوتمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے''۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ پر اپنے تمام صحابہ کرام سے باقاعدہ بیعت لی تو اس بیعت پر اللہ عزوجل نے اپنی رضامندی بھی ظاہر فرمائی اور رشاد فرمایا:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ (الفتح:۱۸)

''بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد تمام صحابہ کرام نے افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ آپ اول خلیفۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ اپنی دور خلافت میں لوگوں کے لیے امور خلافت کے ساتھ ساتھ شریعت وطریقت دونوں کے امام تھے اور ولایت کبریٰ پر فائز تھے اس کے بعد ترتیب وار سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیک وقت امیر خلافت اور امام طریقت وشریعت تھے اس کے بعد اس جامع خلافت راشدہ کا سلسلہ ختم ہوا۔اس سلسلے کے خاتمے کے بعد جب کسی امیر کی بیعت کی گئی تو وہ بیعت امور مملکت کی بیعت تھی اور امور شریعت کے لیے صلحاء کی بیعت کا سلسلہ جاری رہا اور ان کے ہاتھوں شریعت و طریقت کے لیے اہل سلوک بیعت کرتے رہے کہ اصل تو شریعت ہی ہے اور بیعت

شریعت کی ہی لی جاتی ہے اور صاحبان طریقت اپنے اپنے طریقوں سے اس بندۂ خدا کو شریعت کی تعلیم دیتے ہیں۔

بیعت طریقت کے فوائد:

سب سے بڑا افائدہ یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی اپنے زمانہء حیات میں کسی مرشد یا پیر کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو اس شیخ کے ذریعہ اس کا سلسلہ بیعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو جاتا ہے اس لیے اس بات کو دیکھنا ضروری ہے کہ جس سلسلے میں بھی وہ داخل ہو رہا ہے وہ سلسلہ شیخ اتصال ہے یا نہیں۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہو، بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعے سے اتصال ناممکن۔ بعض لوگ بلا بیعت محض بزعم وراثت اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کر دیا گیا اس میں فیض نہ رکھا گیا لوگ براہ ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہٖ اچھا تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص ایسا واقع ہوا جو بوجو انتفائے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے ان صورتوں اس بیعت سے ہرگز اتصال نہ ہوگا"۔

(فتاوٰی رضویہ جدید، جلد:۲۱، ص:۵۰۵، مطبوعہ لاہور)

قادری مرید کی انفرادیت:

ہر زمانے کے مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے زمانے کے کسی بھی سلسلے کے اس شخص سے مرید ہو جو کسی نہ کسی سلسلے میں مرید ہے اور اس کو خلافت بھی حاصل ہے یعنی اس کو اجازت ہے کہ وہ مرید کر سکتا ہے اب اگر اس کو کوئی مرشد نہ ملا یا کسی بھی مرشد ظاہر سے اس کو اطمینان حاصل نہیں ہو رہا ہے جو چار شرائط بتائی گئی ہیں ان چاروں شرائط پر کوئی پورا نہیں اُتر رہا ہے تو اب کیا کرے! اللہ نے کرم کیا اور حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کو وہ مقام و مرتبہ عطا فرمایا کہ کسی زمانے کا کوئی شخص بھی خود کو حضرت غوث اعظم کا مرید کہے اور سمجھے کہ وہ حضرت غوث اعظم کا مرید یعنی قادری ہے تو اہل اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا قادری ہونا یقینی ہے چنانچہ ابوالحسن بہجۃ الاسرار میں فرماتے ہیں:

> ''حضور سیدنا غوث اعظم سے عرض کی گئی اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے آپ کے دست مبارک پر بیعت نہ کی ہو نہ آپ کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ آپ کے مریدوں میں شامل ہوگا! آپ نے فرمایا' جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے اور اپنا نام میرے غلاموں کے دفتر میں شامل کرے، اللہ اسے قبول فرمائے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دے گا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے اور میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے ہر چاہنے والے کو جنت میں داخل کرے گا''۔

(بہجۃ الاسرار مطبوعہ کراچی، ص:۱۰۱)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کو امام احمد رضا کے شاگرد، مرید اور خلیفہ حضرت مولانا صوفی جمیل الرحمٰن قادری رضوی (المتوفی ۱۳۷۲ھ) نے یوں ترجمانی فرمائی:

جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ داخل ہے
یہ فرمایا ہوا ہے میرے آقا غوث اعظم کا
سجل ان کو دیا وہ رب نے جس میں صاف لکھا ہے
کہ جائے خلد میں ہر نام لیوا غوث اعظم کا

(صوفی جمیل الرحمٰن قادری، قبالۂ بخشش، مطبوعہ لائلپور، ص: ۲۳)

شیخ طریقت مرشد کے حقوق:

سلسلۂ بیعت جس کے ہاتھوں حاصل کیا جاتا ہے وہ اس کے لیے مرشد کامل ہوتا ہے مرید کی اپنے شیخ کی اطاعت واجب ہوتی ہے اس لیے مرید کو مرید ہونے سے پہلے اس مرشد کے متعلق تمام معلومات کرنا ضروری ہیں جو اس کو اس مضب کے لائق بناتی ہیں کہ ایک دفعہ مرید ہونے کے بعد جب کہ وہ چاروں بنیادی باتیں اس میں موجود ہوں تو اب وہ کسی دوسرے ہاتھ پر دوبارہ بیعت نہیں کرسکتا اس لیے امام احمد رضا سے جب سوال کیا گیا کہ پیرو مرشد کے مرید پر کیا حقوق ہیں تو آپ نے جواب دیا:

''پیر واجبی پیر ہو، چاروں شرائط کا جامع ہو، وہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے اس کے حقوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے پرَتو ہیں جس سے پورے طور پر عہدہ برا ہونا محال ہے مگر اتنا فرض

ولازم ہے کہ اپنی حد قدرت تک ان کے ادا کرنے میں عمر بھر سعی کرتا رہے"۔

آگے چل کر مزید فرماتے ہیں:

"۱۔مرشد کے حق باپ کے حق سے زائد ہیں۔

۲۔باپ مٹی کے جسم کا باپ ہے اور پیر روح کا باپ ہے۔

۳۔کوئی کام اس کے خلاف مرضی کرنا مرید کو جائز نہیں۔

۴۔اس کے سامنے ہنسنا منع ہے۔

۵۔اس کی بغیر اجازت بات کرنا منع ہے۔

۶۔اس کی مجلس میں دوسروں کی طرف متوجہ ہونا منع ہے۔

۷۔اس کی غیبت میں اس کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھنا منع ہے۔

۸۔اس کی اولاد کی تعظیم فرض ہے۔

۹۔اس کے کپڑوں کی تعظیم فرض ہے۔

۱۰۔اس کے بچھونے کی تعظیم فرض ہے۔

۱۱۔اس کی چوکھٹ کی تعظیم فرض ہے۔

۱۲۔اس سے اپنا کوئی حال چھپانے کی اجازت نہیں۔

۱۳۔اپنے جان و مال کو اس کا سمجھے۔

۱۴۔اپنے آپ کو اس کی ملک اور بندہ بے دام سمجھے۔

۱۵۔اس کے احکام کو جہاں تک بلا تاویل صریح خلاف قدر نہ ہو حکم خدا و رسول سمجھے"۔(فتاوی رضویہ جدید، جلد:۲۶،ص:۵۶۳،مطبوعہ لاہور)

سلاسل طریقت میں کوئی سلسلہ ادنیٰ نہیں:

یہ محض باطل خیالی ہے کیونکہ تمام ہی سلاسل طریقت حق ہیں اور طریقت میں سب برابر ہیں فی زمانہ برصغیر پاک و ہند، بنگلہ دیش اور افغانستان میں ۴ طریقت' قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی معروف ہیں کسی بھی سلسلے میں پیر ہونے کے لیے وہی چار شرائط ہیں ہاں اگر کوئی پیر طریقت سادات کرام میں سے ہو تو وہ تو نورٌ علیٰ نور ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور صورت کسی کی فضیلت میں نہیں ہر طریقے میں ایک ہی تعلیم دی جاتی ہے کہ قربِ خداوندی کس طرح حاصل کی جائے۔ امام احمد رضا چاروں سلسلہءطریقت کو حق بتاتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''بلاشبہ خاندانِ قادری تمام خاندانوں سے افضل ہے کہ حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الاولیاء وامام العرفا وسید الافراد وقطب ارشاد ہیں مگر حاشاللہ کہ دیگر سلاسل حقہ راشدہ باطل ہوں یا ان میں بیعت ناجائز وحرام ہو۔ اس کی نظیر بعینہٖ مذاہب اربعہ اہل حق ہیں۔ ہمارے نزدیک مذہب مہذب حنفی افضل المذاہب واضح المذاہب واولہا بالحق ہے مگر حاشا کہ متبعانِ مذہب ثلثہ باقیہ عیاذ باللہ ضال ومضل ہیں۔ ایسا کہنا خود صریح باطل وغلو ہے''۔

(فتاوٰی رضویہ جدید، جلد: ۲۶، ص: ۵۶۸، مطبوعہ لاہور)

شجرۂ طریقت کی حقیقت اور اس کے فوائد:

ایک مرید کو کسی بھی سلسلے میں مرید ہونے کے بعد ایک سرٹیفکیٹ بنام

’’کتابِ شجرہ‘‘ دی جاتی ہے جس میں اس سلسلے کے تمام شیوخ کے نام درج ہوتے ہیں جو ایک دوسرے سے بغیر کسی قطع کے بیعت کرتے چلے آتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح حدیث کے طالبعلم کو علم حدیث کی تکمیل کے وقت سندِ حدیث دی جاتی ہے سند شجرہ یا سرٹیفکیٹ شجرہ اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اس مرید کا ہاتھ داخل بیعت ہونے کے بعد اپنے شیخ کے ذریعے تمام شیوخ سے ہوتا ہوا حضور ﷺ تک پہنچ گیا اور اب اس کو حضور ﷺ سے اتصال حاصل ہو گیا یہ ہی سب سے بڑا فائدہ مرید کو حاصل ہوتا ہے کہ بیعت کے ذریعے حضور ﷺ کا دامن پکڑنا نصیب ہوتا ہے جس طرح بیعت رضوان میں صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کی تھی۔

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ اس سند اتصال اور اس کے فوائد سے متعلق رقمطراز ہیں:

شجرہ (طریقت) حضور سید عالم ﷺ تک بندے کے اتصال کی سند ہے جس طرح حدیث کی اسنادیں‘ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہ اولیاء وعلماء ومحدثین وفقہاء سب کے امام ہیں فرماتے ہیں۔ اگر اسناد نہ ہوتا تو جس کا جو دل چاہتا دین میں کہہ دیتا۔ آگے چل کر شجرہ خوانی سے متعلق کئی فوائد تحریر فرماتے ہیں۔

(۱)۔ یہ شجرۂ طریقت رسول اللہ ﷺ تک اپنے اتصال کی سند کا حفظ ہے۔

(۲)۔ اس شجرہ خوانی کے باعث صالحین (شجرہ کے بزرگوں کا نام) کا ذکر کہ موجب نزول رحمت ہے۔

(۳)۔ اس شجرہ کی تلاوت کے دوران نام بنام اپنے آقایان نعمت (شیوخ عظام) کو ایصال ثواب کر کے ان کی بارگاہ سے موجب نظر عنایت کا حصول ہوتا ہے۔

(۴)۔ جب شجرہ کا قاری اوقات سلامت میں ان کا نام لیوا رہے گا تو وہ تمام اوقاتِ مصیبت میں اس کے دستگیر ہوں گے"۔

(فتاوٰی رضویہ جدید، جلد:۲۶، ص:۵۹۱، مطبوعہ لاہور)

امام احمد رضا خاں بریلوی کے بتائے ہوئے ان چاروں فوائد میں سے آخری فائدہ کی دلیل فقیر عرض کرتا ہے کہ یہ بزرگان دین کس طرح مصیبت میں اپنے مریدوں کی مدد کرتے ہیں۔ شیخ الجن والانس وملائکہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے اپنے قصیدہ غوثیہ میں تحدیث نعمت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

مریدی لا تخف اللّٰہ ربی

عطانی رفعت للت المنالی

(اے مرید کسی سے نہ ڈر اللہ میرا پروردگار ہے

مجھے وہ بلندی عطا فرمائی ہے کہ میں نے مطلوبہ آرزو کو پالیا)

اس حقیقت کو صوفی جمیل الرحمٰن قادری رضوی نے یوں شعر میں ڈھالا:

مریدی لا تخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو

قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

امام احمد رضا کا سلسلہء بیعت:

امام احمد رضا خاں بریلوی ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کی شاخ قادریہ

برکاتیہ کے شیخ سید شاہ آل رسول قادری برکاتی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے ساتھ ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۸ء میں خانقاہ قادریہ برکاتیہ ماہرہ شریف میں بیعت ہوئے۔ آپ کے مرشد کامل نے آپ کو اور آپ کے والد ماجد کو بیعت ہونے کے ساتھ ہی سلسلہ قادریہ برکاتیہ احمدیہ مارہروی کے تمام سلاسل میں اجازت وخلافت بھی عطا کردی تھی جب کہ آپ کی عمر شریف صرف ۲۲ر سال کی تھی البتہ آپ اس وقت مکمل عالم دین اور مفتیء بریلی تھے۔

سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی مختصر تاریخ:

سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی ہندوستان میں اشاعت شیخ سیدنا بہاء الدین شطاری (م۔۹۲۱ھ) بن ابراہیم الانصاری سے ہوئی جن کو حرم شریف کے اندر سلسلہ قادریہ کے بزرگ حضرت سید احمد جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۸۵۳ھ) سے شرف بیعت اور خلافت واجازت حاصل ہوئی۔ یہ بزرگ حضرت سید احمد جیلانی بغدادی، حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ساتویں نسبی پشت ہیں اور ساتھ ہی قادریہ رزاقیہ کے شیخ طریقت بھی ہیں۔ حضرت بہاء الدین شطاری سے یہ سلسلہ حضرت سید ابراہیم ایرجی (۔۹۵۳ھ) ان سے حضرت سید محمد نظام الدین شاہ بھکاری (م۔۹۸۱ھ) ان سے حضرت قاضی ضیاء الدین المعروف شیخ جیا (م۔۹۸۴ھ) ان سے حضرت سید جمال اولیاء (م۔۱۰۴۷ھ) اور ان سے یہ سلسلہ کالپی شریف کے سید گھرانے پہنچا اور شیخ جمال الاولیاء سے خلافت بلگرامی بزرگ حضرت سید میر محمد کالپوی (م۔۱۰۷۱ھ) کو حاصل ہوئی آپ سے یہ خلافت حضرت میر سید احمد کالپوی (م۔۱۰۸۴ھ) اور ان سے حضرت میر سید فضل اللہ کالپوری بلگرامی تک پہنچی جن کا وصال ۱۱۱۱ھ میں ہوا۔ آپ

سے سلسلہ قادریہ کی خلافت حضرت شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی بلگرامی تک پہنچی جن سے مارہرہ شریف میں سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی بنیاد پڑی۔ آپ کا وصال ۱۱۴۲ھ میں ہوا۔ سلسلہ قادریہ برکاتیہ کا یہ سلسلہ حضرت سید آل محمد مارہروی (م۔ ۱۰۹۶ھ) سے حضرت سید شاہ حمزہ مارہروی (م۔ ۱۱۹۸ھ) ان سے یہ سلسلہ قادریہ برکاتیہ حضرت شاہ سید آل احمد اچھے میاں مارہروی (م۔ ۱۲۳۵ھ) تک پہنچا۔ آپ کے بعد آپ کے پوتے حضرت شاہ سید آل رسول قادری مارہروی (م۔ ۱۲۹۶ھ) سجادہ بنے جن سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۸ء میں شرف بیعت حاصل کی اور اس خاندان کے تمام سلاسل جن کی تعداد ۱۳/ بتائی گئی ہے ان میں خلافت واجازت بھی حاصل ہوئی۔ امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے بیعت ہونے کے کچھ عرصے بعد سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی بریلی شریف میں بنیاد رکھی اور اس کو فروغ دیا۔

سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی بنیاد:

مولانا محمد ظفر الدین قادری بہاری (المتوفی ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) خلیفہ اعلیٰ حضرت واول تلمیذ رضا اپنی تصنیف ''حیات اعلیٰ حضرت'' میں تفصیل سے اعلیٰ حضرت کی بیعت کا واقعہ نقل کرتے ہیں یہاں اس کو اختصار سے نقل کر رہا ہوں تفصیل کے لیے اصل کتاب سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

مولانا شاہ عبد القادر بدایونی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ مولانا نقی علی خاں نے اپنی بیعت کے ارادے کا اظہار فرمایا اس سے پہلے مولانا احمد رضا خاں بہ خیال بیعت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے پاس جاچکے تھے اور وہاں سے کسی

وجہ سے بغیر بیعت واپس آ گئے تھے۔ مولانا بدایونی نے مولانا نقی علی خاں سے کہا کہ ''آپ اگر بیعت میں مجھ پر اعتماد رکھتے ہیں تو جس جگہ مناسب جان کر میں آپ کو بیعت کرادوں وہاں منظور کر لیجیے گا''۔

مولانا نقی علی خاں کی طرف سے اس پر رضا مندی ہونے پر مولانا بدایونی مولانا نقی علی خاں، مولانا احمد رضا اور مرزا عبدالقادر بیگ کو ہمراہ لے کر مارہرہ تشریف لائے اور ظہر کی نماز کے بعد سید شاہ آل رسول مارہروی کی خدمت میں پہنچے جہاں پہلے مولانا نقی علی خاں کو اور بعد میں مولانا احمد رضا خاں کو اور آخر میں مولانا مرزا عبدالقادر بیگ کو مرید کیا اور اسی جلسے میں مولانا نقی علی خاں اور مولانا احمد رضا خاں کو اپنے خاندان کے ۱۳؍سلاسل کی اجازت وخلافت بھی عطا فرمائی۔

(حیات اعلیٰ حضرت، مولانا ظفر الدین، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور ۲۰۰۳ء، ص:۹۹-۶۹۸)

امام احمد رضا خاں جب ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۸ء میں سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے اس وقت آپ کی عمر ۲۲؍سال تھی اور آپ سلسلہ قادریہ کے صاحبِ اجازت شیخ طریقت بن گئے تھے جبکہ آپ بعمر ۱۴؍سال مکمل عالم دین اور مفتی بن چکے تھے۔ امام احمد رضا نے بحیثیت شیخ طریقت بیعت کرنے کا سلسلہ کب شروع کیا اور کب اور کس کو پہلا مرید بنایا' یہ تاریخ راقم کو معلوم نہ ہوسکی۔ تمام مورخین نے آپ کی بیعت کا واقعہ تو تفصیل سے لکھا ہے مگر یہ تاریخ کسی نے تحریر نہ کی کہ آپ نے اپنی خانقاہ قادریہ رضویہ کی بنیاد کب ڈالی۔ راقم نے پچھلی کئی تحریروں میں قیاس کی بنیاد پر یہ بات قلمبند کی تھی کہ جس طرح آپ نے کم عمری میں مکمل عالم دین اور مفتی بنے کا اعزاز حاصل کیا تو بہت ممکن ہے کہ آپ نے اپنا سلسلہ بیعت بھی ۱۲۹۴ھ میں بیعت ہونے کے بعد شروع کردیا ہو یا زیادہ سے زیادہ والد ماجد کے انتقال کے بعد یعنی

۱۲۹۷ھ کے بعد سلسلہ بیعت شروع کیا ہو مگر اسی دوران حضرت علامہ عبدالھادی قادری رضوی نوری ساکن ساؤتھ افریقہ سے اس سلسلے میں تفصیلی گفتگو ہوئی انھوں نے بتایا جب وہ ۶۰؍ کی دھائی میں بریلی شریف میں مدرسہ منظر اسلام میں زیر تعلیم تھے انھوں نے یہ بات کئی خاندانی کے بزرگوں سے سنی اس کے علاوہ مارہرہ شریف کے بزرگوں سے بھی سنی کہ امام احمد رضا اگرچہ ۱۲۹۴ھ میں مارہرہ شریف میں بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت سے بھی نوازے گئے مگر آپ نے ادباً بیعت کرنا شروع نہ کی کہ ابھی خانقاہ مارہرہ شریف میں شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں موجود ہیں ان کی موجودگی میں مجھے بیعت کرتے اچھا نہیں لگتا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے دونوں بھائی یعنی مولانا حسن رضا خاں قادری نوری بریلوی اور مولانا محمد رضا خاں قادری نوری بریلوی کو شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں علیہ الرحمۃ سے مرید کرایا اور اسی طرح اپنے دونوں بیٹوں مولانا حامد رضا اور مولانا مصطفیٰ رضا کو بھی مارہرہ شریف میں مولانا ابوالحسن احمد نوری میاں سے بیعت کروایا اور جب بھی آپ سے کوئی مرید ہونا چاہتا آپ اس کو مارہرہ شریف بھیج دیتے۔ یہ سلسلہ مولانا ابوالحسین میاں مارہروی نوری کی وفات ۱۳۲۴ھ تک جاری رہا۔ البتہ امام احمد رضا نے اپنے پوتے مولانا ابراہیم رضا ولد مفتی محمد حامد رضا کو ان کی رسم بسم اللہ کے موقع پر ۱۳۲۹ھ میں نہ صرف بیعت کیا بلکہ خلافت واجازت بھی عطا کی جس کا حوالہ مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی اپنی تصنیف ''تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ'' کے ص: ۴۶۴؍ پر دیتے ہیں اور مولانا شہاب الدین رضوی اپنی تصنیف ''مفتی اعظم اور ان کے خلفاء'' کے ص: ۱۱۵ پر دیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے سلسلہء بیعت کب شروع کیا ! :

اس سلسلے میں ایک روایت مولانا ظفر الدین قادری کی تحریر کردہ ملاحظہ

کریں:

''اگرچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز ایک زمانے تک براہ تواضع وانکسار کسی کو بیعت نہیں کرتے تھے لیکن جب حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں بریلی تشریف لاتے تو اعلیٰ حضرت سب لوگوں کو انہی سے بیعت ہونے کی ہدایت کرتے۔اس میں فقط اپنے شہر یا دوسرے حضرات تک خصوصیت نہ تھی بلکہ انہوں نے اپنے عزیزوں اور اقارب حتیٰ کہ صاحبزادوں کو بھی حضرت نوری میاں سے بیعت کروایا ہاں جب لوگوں کا شوق غالب ہوا اور بعض حضرات نے اصرار کیا کہ مجھے تو آپ ہی سے بیعت ہونا ہے اور میں آپ ہی کا مرید بنوں گا ادھر جب نوری میاں علیہ الرحمہ نے بھی مجبور کیا کہ جب پیر و مرشد نے اجازت عطا فرمائی ہے تو اس کا مقصد یہ ہی ہے کہ آپ سلسلے کو پھیلائیں اور لوگوں کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں منسلک کریں اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے بیعت لینا شروع کی''۔

(حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۳ء، ص:۶۹۳)

راقم الحروف نے حضرت علامہ ظفر الدین قادری بہاری کی تصنیف ''حیات اعلیٰ حضرت''میں ایک اور روایت مولانا سید ایوب علی رضوی کی بیعت سے متعلق پڑھی آپ اس روایت کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''یہ غالباً شوال المکرّم ۱۳۲۳ھ کا زمانہ تھا۔آستانے میں حاضری سے پہلے اگر کسی نے مرید ہونے کی ترغیب دی تو یہ

وسوسہ ہوتا تھا کہ مرید ہونا تو آسان ہے مگر پابندی مشکل ہے مگر جب حاضر آستانہ ہوا تو دل ہی دل میں یہ افسوس کرتا تھا کہ کاش اس سے پہلے حاضر خدمت ہوگیا ہوتا ، بالآخر ۱۲؍محرم الحرام ۱۳۳۴ھ بوقت عصر مسجد میں شرف بیعت حاصل کیا''۔

آگے چل کر مزید فرماتے ہیں:

''بعد میں مقربان خاص سے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے جو (اعلیٰ حضرت سے) مرید ہونے کے لیے عرض کرتا تو آپ اسے سید شاہ ابو الحسن احمد نوری میاں صاحب مارہروی قدس سرہ العزیز یا حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے (اعلیٰ حضرت فرماتے تھے) مجھے عالم رویا میں اپنے شیخ کامل خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول احمد مارہروی قدس سرہ العزیز کی زیارت ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا' (احمد رضا) آپ سلسلہ کا دائرہ کیوں تنگ کرتے ہیں مرید کیوں نہیں کرتے !۔ اس بشارت کے بعد آپ نے سلسلہ بیعت شروع فرمایا''۔

(حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفرالدین قادری ، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۳ء ، ص:۲۰۱)

اس واقعہ میں بھی سال کا تعین نہیں ہو رہا ہے کہ امام احمد رضا کو کس سال بشارت ہوئی اور آپ نے کب سلسلہ بیعت شروع کیا جب کہ مولانا سید ایوب علی رضوی (المتوفی ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) جن کا وصال ۹۰؍سال کی عمر میں ہوا اور لاہور میں

مدفون ہیں وہ امام احمد رضا کے خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔آپ ۱۳۳۴ھ میں بیعت ہوئے تھے۔

امام احمد رضا کے بیعت لینے کا طریقہ:

مولانا ایوب علی رضوی مزید آگے چل کر اعلیٰ حضرت کے بیعت لینے کا طریقہ بھی بتاتے ہیں، ملاحظہ کیجیے:

''میں نے (ایوب علی) طریقہ بیعت میں یہ دیکھا کہ جو شخص مرید ہونا چاہتا تو وہ کچھ مٹھائی اگرچہ ایک بتاشہ ہی سہی' لاتا اگر باوضو نہ ہوتا' اسے وضو کرایا جاتا پھر آپ دو زانو ہو کر اپنے روبرو اسے اتنا قریب فرما لیتے کہ آپ کے زانوے مبارک اس کے زانو سے مل جاتے۔اس کے بعد چشمانِ مبارک بند کر کے کچھ پڑھتے پھر بصورت مصافحہ اس کے ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے کر یہ الفاظ تلقین فرماتے:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم مجھے توبہ دے پچھلے گناہوں سے اور شریعت مطہرہ پر آئندہ قائم رکھ' میں شریعت کے حلال کو حلال جانوں گا اور شریعت کے حرام کو حرام جانوں گا اور سُنیوں کے مذہب پر ہمیشہ قائم رہوں گا میں نے اپنا ہاتھ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست میں دیا الٰہی تو مجھے ان کے غلاموں میں قبول

فرما اور قیامت کے دن مجھے ان کے گروہ میں اُٹھا۔

اس کے بعد دعا کے لیے دست مبارک اُٹھاتے اور شیرنی میں سے تھوڑا سا خود دست مبارک سے مرید کو عطا فرماتے اور یہ ارشاد فرماتے کہ یہ خود کھائیں بقیہ شیرنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے' یہ حاضرین میں تقسیم کر دیں۔

اگر کوئی شخص غربت، ناداری یا کم وقت ہونے کی وجہ سے مٹھائی نہ لاتا تو اس کو ضروری بھی نہیں جانتے، مرید کرنے کے بعد فاتحہ پڑھ کر بزرگان سلسلہ کو ایصال ثواب فرماتے۔اعلیٰ حضرت کے یہاں نذرانے کا بالکل دستور نہ تھا کبھی کسی شخص سے نذر نہ لیتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنے فضل و کرم سے سب کچھ دیا ہے"۔(ایضاً،ص:۷۰۳-۷۰۲)

مندرجہ بالا شواھد اور حقائق کے بعد اور مولانا عبدالھادی قادری نوری مدظلہ العالی کے ارشاد کے مطابق امام احمد رضا نے سلسلہ بیعت اپنے شیخ مجاز اور سجادہ نشین حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری قادری مارہروی کے وصال ۱۱؍رجب المرجب ۱۳۲۴ھ/ ۳۱؍اگست ۱۹۰۶ء کے بعد سلسلہ بیعت کا آغاز کیا تھا اس لحاظ سے قرین قیاس خانقاہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی بنیاد ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں ڈالی گئی۔آج اس خانقاہ قادریہ رضویہ کے سجادہ نشین مولانا محمد سبحان رضا خاں ہیں جو کہ صاحبزادہ ہیں ریحان ملت حضرت مولانا محمد ریحان رضا خاں قادری (م۔۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء) ابن مولانا مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی (م۔۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء) ابن مولانا مفتی محمد

حامد رضا خاں قادری نوری بریلوی (م۔۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) ابن امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی (م۔۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)۔

خانقاہ قادریہ، برکاتیہ، رضویہ کے سجّادگان:

۱......امام احمد رضا خاں قادری برکاتی احمدی

بانی سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ (۱۳۲۴ھ تا ۱۳۴۰ھ)

۲......مولانا مفتی محمد حامد رضا خاں قادری نوری

اول جانشین وسجادہ سلسلہ قادریہ رضویہ (۱۳۴۰ھ تا ۱۳۶۲ھ)

۳......مولانا مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری رضوی

جانشین دوم وسجادہ سلسلہ قادریہ رضویہ (۱۳۶۲ھ تا ۱۳۸۵ھ)

۴......مولانا محمد ریحان رضا خاں قادری نوری

جانشین سوم وسجادہ سلسلہ قادریہ رضویہ (۱۳۸۵ھ تا ۱۴۰۵ھ)

۵......مولانا محمد سبحان رضا خاں قادری رضوی

جانشین چہارم وسجادہ نشین قادریہ رضویہ (۱۴۰۵ھ تا حال)

امام احمد رضا کے چھوٹے صاحبزادے مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خان قادری نوری بریلوی کو بھی اعلیٰ حضرت سے اجازت وخلافت تھی چنانچہ آپ نے بھی طویل عرصہ تک سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بیعت کا سلسلہ جاری رکھا جس میں ایک روایت کے مطابق آپ نے زندگی میں ایک کروڑ سے زیادہ مرید فرمائے۔ آپ کے وصال ۱۹۸۱ء کے بعد آپ کے نواسے حضرت مولانا مفتی اختر رضا خان الازہری نے سلسلہ کو فروغ دیا۔ اس طرح اعلیٰ حضرت کے دونوں شہزادوں سے سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کو خوب فروغ حاصل ہوا۔

امام احمد رضا کی مریدوں کو ہدایات:

مولانا ظفر الدین مدیر ''تحفہ حنفیہ'' مولانا جناب قاضی عبدالوحید کی اہلیہ محترمہ کے مرید ہونے کا واقعہ نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''جس زمانے میں جناب قاضی عبدالوحید صاحب مرحوم مدیر رسالہ ''مخزن تحقیق'' معروف بہ ''تحفہ حنفیہ'' کی اہلیہ محترمہ مرید ہوئیں تو ان کے والد جناب شاہ بھگو صاحب کاکوری نے مبلغ ۶۰/روپے نذر کے حاضر کیے۔ اعلیٰ حضرت نے حسب دستور ہاتھ میں رکھ فرمایا ''اللہ برکت دے'' اور واپس فرمادیے۔ بھگو صاحب نے خیال کیا کہ مولانا کو شاید معلوم نہیں ہوسکا کہ کتنے روپے ہیں اور تھوڑی رقم سمجھ کر واپس فرمادیا اس لیے اب انھوں نے کہا کہ حضور ۶۰/روپے ہیں، اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

''یہ تو ۶۰/روپے ہیں اگر یہ ۶۰/ہزار بھی ہوں تو مجھے خدا کے فضل سے ان کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بہت کچھ دیا ہے اور احباب و مخلصین کی نذر قبول کرنے سے غنی و مستغنی کردیا ہے''۔ البتہ کبھی کوئی شخص کوئی معمول چیز تحفۃً دیتا تو اسے قبول فرمالیتے انکار نہ فرماتے تاکہ یہ معلوم نہ ہو کہ محض معمولی چیز سمجھ کر واپس کیا ہے۔

مریدین کی تعداد بڑھانا مقصود نہ تھا بلکہ مریدین کی اصلاح عقائد واعمال وتزکیہ نفس اہم تھا۔ اس لیے مرید کرنے کے بعد

اصلاح عقائد واعمال کی چند نصیحتیں ضرور فرماتے اور چند اعمال
کی ترغیب ضرور دیتے اور شجرہ مبارک ایک مرتبہ روزانہ پڑھنے
اور بزرگان سلسلہ کو فاتحہ بخشنے کی ضرور تاکید فرماتے اور اس کا اس
قدر خیال رکھتے کہ شجرہ شریف کے آخر میں اس کو چھاپ کر شائع
فرما دیا تھا تاکہ ہر مرید کے پیش نظر ہر وقت وہ سب باتیں رہیں
پھر مختصر سی روزمرہ کی ضروری مفید دعائیں بنام ''وظیفۃ الکریمہ''
مرید کے روزمرہ پڑھنے کے لیے چھاپ دیا تھا۔

(حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین، مطبوعہ لاہور، ص:۴۔۲۰۳)

الوظیفۃ الکریمہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی حیات میں کب شائع ہوئی اس کا ذکر تو مولانا ظفر الدین قادری علیہ الرحمہ نے بھی نہیں کیا البتہ جو نسخہ لاہور سے شائع ہوا تھا اس کی کاپی چھوٹے سائز (پاکٹ سائز) ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے بھی شائع کی تھی اس میں ایک تاریخ سامنے آئی کہ جہاں تصورِ شیخ کے متعلق اعلیٰ حضرت نے طریقہ تحریر فرمایا ہے اس کے نیچے آپ کا نام فقیر احمد رضا قادری غفرلہ کے بعد تاریخ پنجم (۵) محرم الحرام ۱۳۳۸ھ درج ہے اس اعتبار سے الوظیفۃ الکریمہ کی تاریخ اشاعت ۱۳۳۸ھ شمار کی جاسکتی ہے۔

امام احمد رضا کے ۱۳؍ سلاسل طریقت کی تفصیل:

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز نے کب اور کس کو پہلا مرید بنایا اس کا پتہ چلانا نہایت مشکل ہے لیکن اوپر بیان کیے گئے چند شواہد کی روشنی میں محسوس یہ ہی ہوتا ہے کہ آپ نے مارہرہ شریف کے سجادہ نشین شیخ المشائخ

حضرت سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں قادری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد باقاعدہ بیعت کا سلسلہ ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں شروع کیا اگرچہ آپ صاحب سلسلہ ۱۲۹۴ھ میں ہو چکے تھے اس اعتبار سے کم وبیش ۳۰؍سال کے بعد آپ نے لوگوں کو سلسلے میں داخل کرنا شروع کیا۔

اس سے قبل کہ امام احمد رضا کے لکھے ہوئے ۳؍زبانوں کے ۸؍شجروں کو قلم بند کروں، ضروری محسوس کرتا ہوں کہ امام احمد رضا کو حاصل ۱۳؍سلاسل سے آپ کو مختصراً آگاہ کروں۔

۱ ...... سلسلہ عالیہ قادریہ جدیدہ سلسلۃ الذھب:

یہ سلسلہ شاہ آل رسول سے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔اسی سلسلے میں عموماً امام احمد رضا نے عام لوگوں کو بیعت کیا ہے اور یہ ہی سلسلہ معروف اور عام ہے۔

۲ ...... سلسلہ عالیہ قادریہ ابا یہ قدیمہ مثل اولیٰ تا سید شاہ برکت اللہ:

یہ سلسلہ سید شاہ اویس مارہروی تا خواجہ حسن بصری اور پھر مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔

۳ ...... سلسلہ قادریہ رزاقیہ اسماعلیہ مثل اولیٰ تا حضرت شاہ حمزہ مارہروی:

حضرت سید اسماعیل تا خواجہ حسن بصری اور پھر مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

۴ ...... سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ انواریہ:

یہ سلسلہ بھی شیخ عبدالرزاق تو نسوی سے ہوتا ہوا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک جاتا ہے۔

۵ ......سلسلہ عالیہ قادریہ منوریہ معمریہ:

یہ سلسلہ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری سے مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم تک پہنچتا ہے۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک ۲۵/ واسطے ہیں کہ بیچ میں ایک بزرگ شاہ دولہ نے ۵۰۰/ برس کی عمر پائی اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے خرقہ لیا۔

۶ ......سلسلہ عالیہ چشتیہ قدیمہ:

شاہ اویس سے مخدوم جہانیاں اور ان سے سید نصیر الدین چراغ اور خواجہ غریب نواز سے ہوتا ہوا مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم تک۔

۷ ......سلسلہ عالیہ چشتیہ جدیدہ:

شاہ آل رسول تا شاہ جمال اولیاء پھر مخدوم جہانیاں تا خواجہ غریب نواز اور پھر مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم تک۔

۸ ......سلسلہ عالیہ سہروردیہ قدیمہ:

یہ سلسلہ شاہ اویس مارہروی تا مخدوم جہانیاں ان سے شاہ رکن الدین اور ان سے شیخ شہاب الدین عمر سہروردی تا خواجہ حسن بصری اور مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم تک۔

۹ ......سلسلہ عالیہ سہروردیہ جدیدہ:

شاہ آل رسول تا شاہ جمال اولیاء پھر شیخ قیام الدین تا مخدوم جہانیاں پھر شیخ شہاب الدین عمر سہروردی تا آخر۔

۱۰ ......سلسلہ عالیہ نقشبندیہ صدیقیہ:

حضرت شاہ آل رسول تا شاہ سید احمد کالپوی تا حضرت ابوالعلا اکبرآبادی تا

خواجہ بہاء الدین نقشبند تا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۔

۱۱……سلسلہ عالیہ نقشبندیہ علویہ:

شاہ آل رسول تا خواجہ نقشبند تا امام جعفر صادق تا مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم ۔

۱۲……سلسلہ عالیہ بدیعیہ مداریہ:

شاہ آل رسول تا شاہ جمال اولیاء تا شیخ قیام الدین تا بدیع الدین مدار تا مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم ۔

۱۳……سلسلہ عالیہ علویہ منامیہ اقرب الطرق:

شاہ آل رسول پھر شاہ عبدالعزیز دہلوی اور پھر حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم ۔

حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی نے فرمایا کہ شاہ مولانا عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ خواب میں زیارتِ مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے مشرف ہوئے اور درخواست کی کہ مجھے شرف بیعت سے مشرف فرمایا جائے۔ مولائے کائنات نے دست مبارک پھیلا دیا' ان کو بیعت سے مشرف فرمایا۔ اس واقعہ کو خود مولانا شاہ عبدالعزیز نے ایک مستقل رسالہ میں تحریر فرمایا۔ اس لحاظ سے امام احمد رضا کا یہ سلسلہ منامیہ یعنی خواب میں اجازت ملنے والا طریقہ بیعت صرف تین واسطوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

(حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین، ص: ۳۸۷۔ ۲۸۷، مطبوعہ لاہور)

امام احمد رضا کے تصنیف شدہ ۸؍شجروں کی تفصیل

راقم کی تحقیق کے مطابق امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ العزیز نے ۳؍زبانوں یعنی اردو، فارسی اور عربی میں ۸؍شجرہ طریقت تصنیف فرمائے جس کی تفصیل آگے ملاحظہ کیجیے گا۔امام احمد رضا کے قائم کردہ مدرسہ منظر اسلام کے پہلے طالب علم اور مرید وخلیفہ اور آپ کے دارالافتاء کے اہم رکن حضرت مولانا ظفرالدین قادری بہاری رحمۃ اللہ علیہ جن کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ امام احمد رضا کی زندگی پر پہلی تصنیف آپ نے بعنوان ''حیات اعلیٰ حضرت'' قلمبند فرمائی تھی جو بعد کے محققین کے لیے بنیادی کتاب بن گئی، اس تصنیف میں امام احمد رضا کے تین زبانوں میں تصنیف کردہ شجروں کا ذکر کیا ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۱) سب سے پہلے آپ نے ایک عربی شجرہ جس کو شجرہ صلاتیہ یا شجرہ درودیہ کہا جاسکتا ہے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔اس کے آخرمیں امام احمد رضا کے دستخط کے ساتھ تاریخ بھی درج ہے آپ نے اس کی سرخی ''شجرہ شریف کی پہلی بار اشاعت'' لکھی ہے اس کے ابتداء کے چند درود اور آخر کے درور ملاحظہ کریں مکمل شجرہ آگے نقل کیا جائے گا:

نقل شجرہ طیبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرة طيبة اصلها ثابت فرعهافى السماء

(۱)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِ نَا

وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاٰلِهِ الْكِرَامِ اَجْمَعِیْنَ ط

(۳۶)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ الْكَرِیْمِ عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی كَرَمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ ط

(۳۷)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ وَعَلَی الْمَوْلٰی السَّیِّدِ الْكَرِیْمِ الشَّاهْ اٰلِ رَسُوْلِ الْاَحْمَدِیْ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ط

(۳۸)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ جَمِیْعاً وَّ عَلٰی عَبْدِكَ الْفَقِیْرِ اَحْمَدْ رَضَا خَانْ غَفَرَلَهٗ

دستخط

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

تاریخ یکم محرم الحرام ۱۳۲۲ھ

(حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین قادری، ص: ۲۰۴۔۲۰۸، مطبوعہ لاہور)

(۲) مفتی محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ آگے چل کر ایک اور عربی شجرہ نقل کرتے ہیں جو روایات کے مطابق حضرت سید اسمٰعیل حسن میاں مارہروی جو اس وقت کے سجادہ حضرت ابوالحسین احمد نوری میاں کے چچازاد بھائی تھے' کی فرمائش پر

امام احمد رضا نے مارہرہ شریف میں آئے ہوئے ایک عرس کے موقع پر قلم برداشتہ قلم بند کیا تھا۔آپ نے یہ شجرہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۰۵ھ میں قلم بند کیا تھا۔اس شجرہ کی اصل یعنی امام احمد رضا کے ہاتھ کا تصنیف شدہ شجرہ کی نقل انوار رضا میں ۱۳۹۷ھ میں شائع ہوئی تھی جس میں ص:۲۷ پر یہ تحریر موجود ہے:

''شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف جسے امام احمد رضا نے اپنے مرشد کی فرمائش پر برصیغہ درودشریف قلم برداشتہ تحریر فرمایا''۔

(راوی سید مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی' سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ مارہرہ (ایٹہ)

اس عربی شجرہ کے ابتدائی درود ملاحظہ کریں مکمل شجرہ آگے نقل کیا جائیگا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِ نَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّد نِ المصطفٰی رفیع المکان' المرتضٰی علی الشان' الذی رحیل من امتة خیر من رجال السالفین و حسین من زمرته احسن من کذا و کذا حسناً من السابقین ـــــ أل الرسول الروف الرحیم ـــــ اللّٰھم و من انشاء ھذا الصیغة المبارکة فاغرله یا عظیم وارضی عنه حبیبك احمد رضا المولی العفو الکریم۔ آمین

کتبہ: الفقیر احمد رضا القادری غفرلہ

مارہرہ مطہرہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۰۶ھ یوم الجمعہ''

مولانا ظفر الدین قادری نے شجرہ کے آخر میں سن تحریر ۱۳۰۵ھ لکھا ہے جب

کہ اصل کے عکس میں تاریخ ۱۳۰۶ھ لکھی گئی ہے۔ مولانا عبدالھادی قادری نوری مدظلہ العالی ساکن ساؤتھ افریقہ نے بتایا کہ امام احمد رضا نے اپنے مرشد نہیں بلکہ شیخ مجاز حضرت ابوالحسین احمد میاں نوری کی فرمائش پر اس کو قلم برداشتہ تصنیف فرمایا تھا کہ سید آل رسول کا تو ۱۲۹۷ھ میں وصال ہو چکا تھا ان کے چچازاد بھائی نے جس کو مرشد کہا وہ اعلیٰ حضرت کے شیخ مجاز تھے۔ حیات اعلیٰ حضرت از مولانا محمد ظفرالدین بہاری میں یہ شجرہ ص: ۱۵ا میں مکمل چھپا ہے۔

(۳) شجرہ طریقت قادریہ برکاتیہ بشکل سند حدیث (عربی):

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ نے ۱۳۲۳ھ میں دوسرے حج کے موقع پر کئی علماء عرب وعجم کو سند حدیث وفقہ کے ساتھ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی سند طریقت یعنی اجازت وخلافت بھی عطا کیں جس کو ایک رسالہ بنام **الاجازت المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ** (۱۳۲۴ھ) میں جمع کر دیا گیا اس میں شامل کی گئی سند طریقت یعنی سند خلافت کا خلاصہ پیش کر رہا ہوں اور آگے پوری سند جو بشکل سند حدیث ہے نقل کی جائے گی۔ عرب میں آج بھی یہ طریقہ جاری ہے اور یہ سند ہی ان کا طریقت میں شجرہ شمار ہوتا ہے۔

> ’’حضرت مولانا سید محمد عبدالحیٔ بن شیخ کبیر سید عبدالکبیر الکتانی الحسنی الادریسی الفاسی عرب کے محدث بلکہ عجم وعرب کے محدث میرے پاس بتاریخ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ تشریف لائے۔ میں اس وقت مکہ مکرمہ میں تھا۔ انھوں نے آکر مجھ سے حدیث مسلسل بالاولیت کا سماع کیا اور ان تمام مرویات کی اجازت مانگی جن

روایات کا فقیر مشائخ کرام کی طرف سے مجاز ہوں۔۔۔

اس حسین آرزو کی خاطر اور اس جلیل الشان سید محترم کے اتصال امر کے لیے میں نے انھیں حدیث مسلسل بالا دلیت کی اور ان تمام مرویات کی اجازت دی جن کی مجھے اپنے مشائخ کرام سے اجازت ہے......اور میں نے سید محترم کو اپنی تمام تصانیف کی بھی اجازت دی جو اس وقت تک ۲۰۰ رتک پہنچ چکی ہیں۔ میں نے انھیں طریقت کے ان تمام سلسلوں کی بھی اجازت دی جس کی مجھے اجازت ہے۔

ان جلیل الشان سید صاحب موصوف کی طرح اپنی تمام مرویات ومصنفات کی ان کے بچوں اور پوتوں کو بھی اجازت ہے اور آخر زمانے تک پیدا ہونے والی ان کی اولاد کو بھی جو علم دین حاصل کریں ان سب کو اجازت ہے‘‘۔

سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں جو شجرہ طریقت ہے اس کے یہاں چند کلمات نقل کیے جا رہے ہیں بقیہ مکمل آگے نقل کیا جائے گا:

الفقیر احمد رضا عن المولی السید الشاہ اٰل رسول الاحمدی المارھروی عن ابی الفضل شمس الملة والدین السید اٰل احمد اچھے میاں عن ابیہ السید الشاہ حمزة۔۔۔ عن خاتم النبیین و سید المرسلین قائد الفر المحجلین و سیلتنا فی الدنیا والدین

المبعوث رحمة للعٰلمین سیدنا و مولانا و شفیعنا و
حبیبنا و عوننا و معیننا و غوثنا و مغیثنا ابی القاسم
خزائن الا لاء المکارم محمد رسول رب العٰلمین
صلی اللّٰہ علیہ وسلم و علیٰ الہ و صحبہ و علیھم
جمیعاً و علینا یھم دلھم و فھیم و معھم آمین الہ
الحق آمین و الحمد للّٰہ رب العٰلمین ۔

۲۷/ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

اس سند اجازت کے وقت امام احمد رضا نے جناب حسین جمال بن عبد الرحیم کو بھی سند اجازت عطا کی۔

(الا جازت المتینة لعلماء بکة و المدینة (۱۳۲۴ھ) از امام احمد رضا
بحوالہ: رسائل رضویہ، حصہ دوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص: ۲۷۹۔۲۶۸)

(۴) شجرہ طریقت سلسلہ برکاتیہ چشتیہ نظامیہ بشکل سند حدیث:

امام احمد رضا کو مارہرہ شریف سے جن ۱۳/ سلاسل میں اجازت حاصل تھی ان میں سلسلہ عالیہ چشتیہ برکاتیہ قدیمہ وجدیدہ دونوں میں اجازت حاصل تھی اور آپ نے کئی حضرات کی خواہش پر ان کو سلسلہ چشتیہ نظامیہ برکاتیہ میں بیعت بھی کیا اور اسناد خلافت بھی عطا فرمائیں ان میں سے خاندان چشت کے ایک محبّ خاص حضرت علامہ سید غلام چشتی معینی علیہ الرحمہ نے آپ سے خلافت واجازت مانگی اس وقت امام احمد رضا نے خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ عالیہ کے مخدوم گرامی حضرت سید غلام علی معینی ابن حضرت سید نور محمد معینی کو سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ نظامیہ میں سند خلافت اپنے ہاتھ سے لکھ کر ان کو عطا کی اس اصل سند خلافت کا عکس

مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی نے اپنی تصنیف تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ میں صفحہ ۴۶۵ پر شائع کیا تھا۔اس کی مکمل سند آگے ملاحظہ کیجیے گا یہاں اس شجرہ طریقت کی چند لائنیں ملاحظہ کریں جو سند حدیث کے طریق پر ہیں یہ شجرہ بھی عربی زبان میں لکھا گیا ہے یہ شجرہ طریقت اور سند اجازت بروز جمعہ جمادی الآخر ۱۳۲۸ھ میں لکی گئی تھی ملاحظہ کریں ابتداء اور آخری کلمات:

فقد اجازت اخی فی اللّٰه المولی السید غلام الاجمیری ابن المولوی السید نور محمد با سلسلة العلیة العالیة القادریه البرکاتیه و الچشتیه النظامیه المبارکة۔۔۔۔ فاجازنی بها سیدی و مولائی و مرشدی سیدنا السید الشاه'ال رسول رضی اللّٰه عنه بالرضا سرمدی عن عمه و شیخ السید ان المقلب با اچھے میاں صاحب المارهروی۔۔۔۔ و عن الیسد عبدالجلیل۔۔۔۔ عن السید نصیرالدین چراغ دهلوی ۔۔۔۔ عن السید الاجل سلطان الهند حبیب اللّٰه وارث النبی معین الحق والدین حسنی چشتی السنجری الاجمیری رضی اللّٰه تعالیٰ عنه۔۔۔ عن خواجه حسن بصری عن امیر المومنین و امام المسلمین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللّٰه وجه عن سید المرسلین خاتم النبیین احمد المجتبیٰ محمد المصطفیٰ صلی الله علیه وسلم۔۔۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، مطبوعہ دہلی ۱۹۸۹ء، ص:۶۶-۴۶۵)

(۵) شجرہ طریقت قادریہ برکاتیہ بزبان فارسی:

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی برصغیر کی دینی و علمی زبانوں کے ماہر تھے چنانچہ آپ نے عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں فتاویٰ بھی لکھے، رسائل بی لکھے، نعتیہ قصیدے بھی لکھے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نے تینوں زبانوں میں اپنے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے شجرے بھی تحریر فرمائے۔ آپ نے اوپر عربی کے ۴؍ شجرہ ملاحظہ کر لیے دو سند حدیث کی شکل میں اور دو درود یہ صیغے میں۔ اب ملاحظہ کریں فارسی زبان میں شجرہ قادریہ برکاتیہ رضویہ۔ امام احمد رضا نے اپنے ۳۷؍ شیوخ کے لیے کم و بیش ۳۷؍ اشعار فارسی زبان میں لکھے بلکہ آپ نے ۱۳۰۳ھ میں فارسی زبان میں نہایت ہی طویل قصیدہ مسمی بنام تاریخی "سلسلۃ الذھب نافیۃ الادب" سلسلے کے مشائخ کے مختصر اوصاف و فضائل پر مشتمل تحریر فرمایا اور اسے ۱۳۰۴ھ میں مطبع مطلع درخشاں بریلی سے طبع فرمایا۔ باعتبار سن طباعت اس کا تاریخی نام "سلسلہ قدیمہ قادریہ برکاتیہ" رکھا۔

اس طویل قصیدہ میں ۱۱۶؍ اشعار ہیں جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں ۲۶؍ اشعار، مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ۱۶؍ اشعار، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ۱۲؍ اشعار اور اہل سنت اور دیگر شیوخ کی شان میں ۱۷؍ اشعار، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ۱۱؍ اشعار، سیدنا غوث تا مارہرہ شریف کے بزرگوں اور شیوخ سے متعلق ۱۱؍ اشعار، مارہرہ شریف کے اور بعد کے بزرگوں کے متعلق ۱۴؍ اشعار اور آخری خلاصہ فکر کے ۹؍ اشعار لکھے ہیں۔

امام احمد رضا نے فارسی اشعار پر مشتمل خود کوئی شجرہ نہیں لکھا تھا البتہ ایک انتخاب مولانا عبد المجتبیٰ رضوی کا احقر نقل کر رہا ہے جو انھوں نے اپنی معرکۃ الآرا تصنیف تذکرہ

مشائخ قادریہ رضویہ میں ہر شیخ کے ساتھ ایک شعر انتخاب کر کے لکھا ہے راقم ان کے تمام اشعار کو ایک فارسی شجرہ کی شکل میں یہاں قلم بند کر رہا ہے اس کو مکمل طور پر تو آگے لکھا جائیگا یہاں صرف چند اشعار نقل کر رہا ہوں جو سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی عکاسی کر رہے ہیں:

یا خدا بہر جناب مصطفیٰ امداد کن
یا رسول اللہ از بہر خدا امداد کن
مرتضیٰ شیر خدا مرحب کشا خیبر کشا
سرورا لشکر کشا مشکل کشا امداد کن
آہ یا غوثاہ یا غیثاہ یا امداد کن
یاحیوۃ الجود یاروح المنا امداد کن
شاہ برکات اے ابو البرکات اے سلطان جود
بارک اللہ اے مبارک بادشاہ امداد کن
پاسبان اہل سنت اے شہہ احمد رضا
رحم کن بر حال ما اے باخدا مداد کئی

(یہ آخری شعر اعلیٰ حضرت کا نہیں بلکہ امین مرادآبادی کا ہے)

مکمل فارسی شجرہ معہ ترجمہ آگے ملاحظہ کیجیے گا۔

اردو منظوم شجرہ طریقت اور امام احمد رضا:

امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنا سلسلہ طریقت تو غالبًا ۱۳۲۴ھ کے بعد شروع کیا لیکن اس کی کوئی حتمی تاریخ کا تعین نہیں کیا جاسکتا شاید امام احمد رضا نے کہیں خود اس کا ذکر کیا ہو لیکن ایسی تحریر ابھی تک سامنے نہ آسکی۔ راقم نے

دورِ حاضرہ کے انڈیا و پاکستان کے مذہبی اسکالرز سے اس سلسلے میں رجوع کیا کہ اس بات کا سراغ لگایا جائے کہ امام احمد رضا نے طریقت کی ذمہ داری کب سے شروع کی اور کس کو پہلا مرید کیا اور کس سال آپ نے سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی بنیاد ڈالی مگر ابھی تک کسی سے کوئی اطلاع نہ مل سکی۔ اوپر آپ یہ پڑھ چکے کہ امام احمد رضا خاں قادری نے عربی میں ۴/شجرہ طریقت لکھے جب کہ فارسی میں ایک طویل قصیدہ لکھا جس میں اشعار منتخب کر کے ایک فارسی شجرہ بنا دیا گیا ہے۔ اب ملاحظہ کریں امام احمد رضا کے تصنیف شدہ اردو زبان میں ۳/منظوم شجرے جس میں سے ایک منظوم اردو شجرہ مسدس بحر میں بھی لکھا ہے۔

راقم جن دنوں شجرہ طریقت قادریہ برکاتیہ رضویہ پر کام کر رہا تھا اس دوران ایک نوجوان عالم دین اور اپنے ہم عمروں میں ممتاز اور منفرد شاعر محترم المقام جناب میرزا امجد رازی صاحب سے فون پر اس موضوع پر تبادلہ خیال ہوا اور راقم نے ان کو بتایا کہ احقر اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے ۸/شجرہ طریقت کو جمع کر رہا ہے اور اس پر کچھ تحقیقی کام بھی کر رہا ہے۔ انھوں نے جب یہ سنا کہ امام احمد رضا نے ۸/شجرہ طریقت قلمبند کیے ہیں تو عش عش کرنے لگے اور اس بات کو سن کر تو وہ پھڑک اُٹھے کہ امام احمد رضا نے مسدس بحر میں بھی شجرہ لکھا ہے انھوں نے استدعا کی کہ مجھے فارسی اور مسدس شجرہ اور منظوم فوراً بھیجیں۔ راقم نے آج کی تیز دنیا میں رہتے ہوئے پلک جھپکنے سے پہلے ان کو دونوں شجرہ، واٹس اپ کے ذریعے بھیج دیے، انھوں نے جو طویل تبصرہ فرمایا اس کا خلاصہ پیش کر رہا ہوں لیکن اس سے قبل امجد رازؔی کی علمیت سے متعلق چند کلمات پڑھ لیجیے تا کہ آپ کو یہ معلوم ہو سکے کہ امجد رازی کو اللہ عزوجل نے کم عمری

میں فن شاعری میں کتنا کمال عطا کیا ہے۔ رازی کے ایک ہم عصر سینئر شاعر،مدیر ''نعت رنگ'' سید صبیح الدین صبیح رحمانی جناب رازی کی شاعری سے متعلق بالخصوص ان کی تضمین نگاری سے متعلق رقمطراز ہیں:

''رازی کی تضمینات ،زبان و بیان، فصاحت و بلاغت ،عروض وقوافی ،علمیت اور استاذانہ شان کا اچھا نمونہ ہیں۔ ان تضامین (جو اکثر اعلیٰ حضرت کی نعتوں کی ہیں) میں اکثر مقامات پر تضمینی مصارع اصل متن سے اس خوبصورتی کے ساتھ ہم آمیز ہوئے ہیں کہ انداز سخن میں سر موفرق محسوس نہیں ہوتا''۔

(قران السعدین از میرزا امجد رازی، ص: ۴۰، مطبوعہ لاہور ۲۰۱۹ء)

پروفیسر ڈاکٹر علامہ ثاقب علوی محترم جناب امجد رازی کا تعارف کراتے ہوئے اپنے مقدمہ فن تضمین نگاری اور تضامین رازی میں ص: ۲۶/ پر رقمطراز ہیں۔

''رازی ایک نوجوان شاعر ہیں جنھوں نے بہت کم عمری میں فن شعر گوئی میں وہ کمال حاصل کیا جو قابل رشک ہونے کے ساتھ ساتھ باعث حیرت بھی ہے علوم دینیہ پر مہارت کے ساتھ ساتھ عصری علوم پر بھی گرفت رکھتے ہیں۔ میدان تحقیق میں لوہا منوا چکے ہیں۔ عروض اور لوازمات شعری پر ''صنف ہزار رنگ'''' اور ''بدی الرضافی مدح المصطفیٰ''ان کے رسوخ فی علوم الشعر پر حجت تامہ ہے،اصناف شعر میں تضمین نگاری ان کی خاص دلچسپی کی حامل صنف ہے۔ اردو فارسی کے مختلف شعرا کے کلاموں پر کی گئی تضامین ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ امام احمد رضا کی نعت کے ایک شعر کی تضمین ملاحظہ کریں جس میں آپ نے فلسفیانہ وکلامی مباحث پیش کیے ہیں جو رازی کے وسعت

مطالعہ اور اصولی علوم پر استحضار پر دال ہے۔

جوہر میں قدمیّت کہاں، مطلق میں اینّیت کہاں
حد ہو تو یہ وسعت کہاں، بے حد ہو تو رویئت کہاں
حادث میں غربت کہاں، قائم میں جنسیّت کہاں
ممکن میں یہ قدرت کہاں، واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(ایضاً،ص:۳۶)

منظوم شجرہ نویسی سے متعلق میرزا امجد رازی کی آراء:

''اصناف سخن میں یوں تو کئی اصناف ایسی ہیں کہ جو بہت مشکل ہیں جن میں شاعر کا پتّہ پانی ہوتا ہے جیسے قصیدہ اور رباعی میں پھر کئی مضامین ایسے آجاتے ہیں کہ جن کے باندھنے میں شعرا کی فکریں تھک جاتی ہیں اور الفاظ عجز کا اظہار کر بیٹھتے ہیں اس کے بعد الفاظ کی نشست و برخاست کا معاملہ آپڑتا ہے کہ مضمون کن لفظوں میں ادا کیا جائے۔لیکن سچ پوچھو تو جتنا مشکل کام شجرہ نویسی ہے اس سے مشکل کام اصناف شعر میں کوئی نہیں۔یہی وجہ ہے کہ شعرا کا رجحان شجرہ نویسی کی طرف بہت کم رہا ہے۔

شجرہ نویسی میں جن نفوس قدسیہ کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے بارے میں اولین شرط یہ طے پاتی ہے کہ ان قدسی صفت اشخاص کے احوال و معاملات پر گہری نظر ہو اور بات یہ سلسلہ در سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر جا کر ختم ہوتی ہے۔اس سارے معاملے

کے بیچ میں صدیوں کا سفر طے کرنا پڑتا ہے جس کے لیے کثیر مطالعہ اور وسعت نظری کے ساتھ ساتھ شریعت کی پاسداری پر گہری نظر رکھنی پڑتی ہے۔

اس سارے تقدیسی منظر نامے میں جو بات سب سے اہم ہے جس پر شجرہ نویسی اپنے مکمل عروج پر دکھائی دیتی ہے وہ ہے متذکرہ نفوس معرفت کی وہ صفات جو ان کے احوال ظاہر و باطن پر غالب ہوتی ہیں کہ اُن صفات کا ذکر کیا جائے۔ اور یہ کائنات اسرار اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب شاعر کا مزاج ان نفوس قدسیہ کا مزاج آشنا بن جائے جو کہ سراسر ریاضت ومجاہدہ اور تذکیہ نفس و ادائے عبادات فرائض و کثرت نوافل کی بجا آوری اور حبِّ حشمت و جاہ کے عدم پر مبنی ہے۔ اگر ہم شجرہ نویسی کے اس مختصر خاکے اور ان شرائط کو مد نظر رکھ کر اردو زبان میں کوئی شجرہ نویس تلاش کرنے لگیں تو نظر انصاف اور فکر صائب صرف ایک ہی ذات پر جا کر رُک جاتی ہے جسے شرق وغرب میں اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کہا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جہاں اردو میں شجرہ ہائے طریقت رقم فرمائے ہیں وہیں عربی زبان کے دامن کو بھی اس کنز نعمت سے مالا مال کیا ہے۔ عقل تو یہاں آ کر دانتوں تلے انگلیاں دبا لیتی ہے جب اعلیٰ حضرت شجرہ نویسی کو مسدس کی شکل دیتے ہیں۔ شجرہ لکھنا اور پھر مسدس لکھنا ایمان سے کہوں تو جوئے شیر لانا اسے ہی کہتے ہیں''۔

(۶) امام احمد رضا کا پہلا اردو منظوم شجرہ طریقت:

مولانا مفتی محمد ظفر الدین قادری بہاری علیہ الرحمہ امام احمد رضا کے اول شجرہ طریقت سے متعلق اپنی تصنیف حیات اعلیٰ حضرت میں رقمطراز ہیں:

اس فارسی قصیدہ کے علاوہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے شجرہ مبارک کو اردو میں بھی نظم فرمایا ہے جس میں شجرہ مبارک کے ناموں کی مناسبت سے ایسے ایسے پر مغز الفاظ لائے ہیں جس کی وجہ سے شجرہ منظوم ہونے کے علاوہ خاص طور پر شانِ شاعری اور فن بدیع کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس شجرہ کا پہلا اور آخری شعر ملاحظہ ہو:

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے
صدقہ ان ''اعیاں'' کا دے چھ عین عز علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت احمد رضا کے واسطے

(حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین قادری، ص: ۲۲۔۲۱۷، مطبوعہ لاہور)

حضرت مفتی ظفر الدین قادری علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیف میں اس بات کا ذکر نہ فرمایا کہ اعلیٰ حضرت نے یہ شجرہ کب تصنیف فرمایا۔ اسی طرح پاکستان اور انڈیا میں جہاں جہاں سے حدائق بخشش مجموعہ نعت شائع ہوا ہے اس میں اردو منظوم شجرہ طریقت شامل ہے مگر کسی نے یہ نشاندہی نہ کی کہ یہ منظوم شجرہ کب لکھا گیا۔

حدائق بخشش کی اشاعت کی مختصر تاریخ:

حدائق بخشش کی پہلی اشاعت غالباً ۱۳۲۵ھ یعنی ۱۹۰۷ء میں ہوئی تھی مگر یہ

نسخہ پاک و ہند میں کسی کے پاس سے دستیاب نہ ہوسکا یہاں تک کہ جب راقم کے استاد محترم اور انتہائی شفیق بزرگ کرم نواز حضرت علامہ مولانا شمس الحسن شمس صدیقی بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء) اپنی معرکتہ الآراء تصنیف ''اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام کا تحقیقی اور ادبی جائزہ'' تحریر فرما رہے تھے تو کوشش کے باوجود اول نسخے کو حاصل نہ کر سکے، ملاحظہ کریں ان کا اظہار خیال:

''حضرت رضا قدس سرہ کا کلام بلاغت نظام موسومہ بہ حدائق بخشش (اول و دوم) جو اس تحقیقی جائزے کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اس کے بارے میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب میں نے اس تحقیقی جائزہ کو شروع کیا تو حدائق بخشش کا جو مطبوعہ نسخہ ملا (از ہر بک ڈپو کراچی) وہ بے شمار اغلاط سے پُر تھا۔ میرے پاس یا میرے احباب میں سے کسی کے پاس حضرتِ رَضا کے کلام کا کوئی قلمی نسخہ موجود نہیں ہے اور نہ بریلی سے کسی ایسے نسخے کے ملنے کا امکان تھا اس لیے مجبوراً اس راہ میں میں نے بھی اپنی فکر کا سہارا لیا اور مطبوعہ کلام کو اغلاط سے پاک وصاف کرنے میں بڑی حد تک کامیاب ہو گیا''۔

(حدائق بخشش کا تحقیقی اور ادبی جائزہ از شمس بریلوی، مطبوعہ ۱۹۷۶ء کراچی، ص: ۱۵)

الحمد للہ دوران تحقیق غیب سے مدد ہوئی اور سیدی اعلیٰ حضرت کے تصرف نے از خود وہ نسخہ جو اعلیٰ حضرت کی حیات میں دوبارہ یعنی سیکنڈ ایڈیشن کے طور پر شائع ہوا تھا کراچی میں مقیم محترم جناب غوث میاں صاحب کے ذریعہ فقیر کو حاصل ہوا وہ اس طرح کہ ۱۲؍جون ۲۰۲۰ء کو اچانک ایک فون آیا اور راقم کا نام لے کے پوچھا کہ

آپ مجید اللہ قادری صاحب بول رہے ہیں! فقیر نے کہا' جی ہاں، انھوں نے احقر سے حدائق بخشش کی اشاعت سے متعلق چند سوالات کیے، فقر نے بتایا کہ حدائق بخشش حصہ اول اور حصہ دوم شائع تو اعلیٰ حضرت کی حیات میں ہی ہوئے اور غالباً حدائق بخشش کی تاریخ ۱۳۲۵ھ بتاتی ہے کہ یہ اول ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا ہوگا مگر یہ نسخہ کسی کے پاس نہ مل سکا یہاں تک کہ علامہ شمس بریلوی کے پاس بھی نہ تھا۔ محترم غوث میاں نے فرمایا کہ آپ کو دوسرا ایڈیشن کا عکس بھیج رہا ہوں اس کا چھپا ہوا نسخہ میرے پاس ہے۔راقم نے ان سے کہا کہ فوراً بھیج دیں اور یہ نسخہ پلک جھپکنے سے پہلے میرے موبائل میں آ گیا۔احقر نے فوراًاس کا پرنٹ لے لیا اور ان کا شکریہ ادا کیا، چند دنوں کے بعد احقر غوث میاں صاحب کے پاس ان کی قیام گاہ شاہ فیصل کالونی اپنے عزیز کرم فرما جناب مقصود حسین قادری اویسی کے ساتھ اس نیت اور ارادے سے گیا کہ یہ شائع شدہ نسخہ ان سے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی لائبریری کے لیے لے لوں گا مگر جب احقر نے ان سے اس بات کا اظہار کیا تو انہوں نے منع فرما دیا۔احقر نے کہا کہ چند دنوں کے لیے دے دیں تا کہ اس کی ایک اچھی فوٹو کاپی بنا لوں تا کہ یہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے مگر انہوں نے اس سے بھی منع کر دیا اس کے بعد ان سے اجازت لے کر فقیر نے اپنے موبائل فون سے اس کی مکمل تصاویر لے لیں اور ان کا شکریہ ادا کیا، راقم نے یہ بھی پوچھا کی یہ نسخہ آپ کو کہاں سے دستیاب ہوا تو انہوں نے بتایا کہ کراچی کے ایک علاقے صدر میں جہاں فٹ پاتھ پر لوگ پرانی کتابیں فروخت کرتے ہیں ان کے پاس سے مجھے یہ نسخہ ابھی چند دن پہلے ہی ملا اور آپ کو اس لیے فون کیا کہ آپ کا ادارہ اعلیٰ حضرت کے نام پر ہے اس لیے آپ کو اس کی خبر دینا

ضروری تھا چنانچہ آپ کو فون کیا۔ راقم نے ان کا شکریہ ادا کیا مگر مقصود حسین صاحب افسوس کرتے رہے کہ انھوں نے یہ نسخہ ادارہ کے لیے کیوں نہیں دیا! راقم نے ان کو دلاسہ دلایا کہ جب وقت آئے گا تو یہ نسخہ ادارہ کی لائبریری میں آجائے گا۔

راقم نے جب اس کا مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ یہ حدائق بخشش کا صرف حصہ اول ہے مگر اس کا سرورق ضائع ہو چکا ہے۔ جن صاحب کو یہ نسخہ چھپا ہوا ملا انھوں نے اپنے قلم سے اس پر سال ۱۹۱۰ء لکھ دیا تھا۔ اب ملاحظہ کریں اس کے آخری صفحہ کی عبارت جس میں اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دوسرا ایڈیشن ہے اور پہلے ایڈیشن کا اس میں ذکر موجود ہے کتاب کے آخری صفحہ کی عبارت ناشر کی طرف سے ہے، ملاحظہ کیجیے:

''التماس خاکسار بخدمات شائقینِ عالی وقار

منت وسپاس بے قیاس خالق جل وعلا کہ انتخاب دیوان امام فصحا و بلغا استاد شعراء تاج الکملا بحر زخار علوم عقلیہ ونقلیہ، سرچشمہ فیوض اخفیہ وجلیہ، مجدد مائۃ حاضرہ، موئد ملت طاہرہ، رئیس اہلسنت و جماعت، ناشر شریعت وطریقت، اعلیٰ حضرت مولانا مقتدانا وسیدنا مولوی مفتی حاجی احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی مدظلہ العالی بارک فی حیاتہ اللہ الواہب ''باردوم'' نورفزائے چشم اہل دین ویقین ہے۔

طبع اول......(۱) عبارات عربیہ پر اعراب لگا دیئے گئے (۲) اونکے ترجمے حاشیہ پر ثبت ہوئے (۳) طبع اول کے اغلاط صحیح کر دیئے گئے (۴) سب سے اعلیٰ یہ کہ اس بار اسے تمام......اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس

نے تصحیح فرمایا اور تبدیل و تحریف کثیر جو میلاد خواں حضرات کے پاس ہوگئی تھی اوسے پاک وصاف فرمادیا۔ جن کے پاس طبع اول کا نسخہ ہو نہایت ضروری ولازم کہ اس سے اسکی تصحیح فرمالیں۔ پہلے بھی قیمت ۴/آنے تھی اب بھی اس خوبیوں کی زیارت پر چار ہی آنے دیجئے اور اس نعمت عظمی کو لیجئے اور دعا کیجئے کہ پروردگار وہ دن بھی لائے اور وہ ساعت دکھائے کہ اس کا دوسرا حصہ قصائد کا بھی لباس طبع سے مزین ہوجائے اور محبوب کلام فارسی وعربی بھی حجاب طبع سے نکل کر جلوۂ نعت عالم کو دکھائے۔ یہ نعمت عظمی مندرجہ ذیل پتہ سے حاصل ہوسکتی ہے۔

مولوی ظفر الدین صاحب بریلی محلّہ سوداگران‘‘

اس حدائق بخشش اول حصہ کے دوسرے ایڈیشن سے چند باتیں سامنے آئیں:

(۱) اول ایڈیشن ۱۹۱۰ء سے قبل شائع ہوا تھا جس میں کتابت کی کافی غلطیاں تھیں۔

(۲) حدائق بخشش کا دوسرا حصہ یقیناً ۱۹۱۰ء کے بعد شائع ہوا ہوگا لیکن یہ بات حتمی نہیں کہ آیا امام احمد رضا کی حیات میں شائع ہوا یا نہیں۔

(۳) دوسرا ایڈیشن اغلاط سے پاک ہے اور اعلیٰ حضرت کا تصحیح شدہ حصہ ہے لہٰذا اب جہاں سے بھی حدائق بخشش شائع ہو وہ اس نسخہ کو ضرور دیکھیں۔

(۴) اس کی کل قیمت ۴/آنے تھی اور بریلی سے شائع ہوا۔

دوران تحقیق اس موضوع پر ڈاکٹر جابر شمس مصباحی صاحب سے بھی فون پر برابر گفتگو ہورہی تھی تو انہوں نے اپنا ایک مضمون جو حدائق بخشش کی طباعت سے

متعلق لکھا تھا وہ ارسال کر دیا اس میں بھی یہ بات تحقیق سے لکھی گئی ہے کہ ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں حدائق بخشش کا اول ایڈیشن شائع ہوا جس کا سرورق ڈاکٹر صاحب کے پاس محفوظ ہے اور دوسرا ایڈیشن ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء میں ملک العلماء حضرت مولانا ظفرالدین علیہ الرحمہ کی نگرانی میں بریلی شریف سے شائع ہوا۔ تفصیل کے لیے دیکھیئے ماہنامہ کنزالایمان دہلی ۲۰۰۱ء۔

اس حصہ اول میں اردو منظوم شجرہ طریقت بھی شامل ہے جو اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ یہ شجرہ ۱۹۰۷ء میں پہلی بار یعنی ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوا تھا اور اعلیٰ حضرت نے یقیناً ۱۳۲۵ھ یا اس سے قبل شجرہ تصنیف کیا ہوگا۔

آیئے اس شجرہ کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے۔

شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الی یوم الدین

یا الٰہی[۱] رحم فرما مصطفٰی کے واسطے
یا رسول[۲] اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہہ مشکل[۳] کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید[۴] کربلا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا
قدر عبدالقادر[۱۸] قدرت نما کے واسطے

دوجہاں میں خادم آل رسول اللہ کر

۳۸
حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عز علم و عمل
۳۹
عفو و عرفاں عافیت احمد رضا کے واسطے

(حصہ اول ایڈیشن دوم ۱۹۱۰ء، مطبوعہ بریلی، ص:۵۳۔۵۴)

امام احمد رضا نے اس شجرہ میں اپنے سے اوپر تمام شیوخ کے نام پر نمبر درج کر دیے ہیں اور اول نمبر اللہ عزوجل سے شروع ہو رہا ہے اور ان کے شیخ طریقت سید آل رسول کا ۳۸ واں نمبر ہے اور خود اعلیٰ حضرت کا ۳۹ واں نمبر بنتا ہے مگر بعد میں جتنے شجرہ آپ کی طرف منسوب ہوئے اس میں اول نمبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوتا ہے اور آل رسول کا ۳۷/واں نمبر اور اعلیٰ حضرت کا ۳۸ واں نمبر بنتا ہے۔ اس کی تفصیل اور مکمل شجرہ آگے ملاحظہ کیجیے گا۔

(۷) منظوم شجرہ اردو سلسلہ چشتیہ نظامیہ برکاتیہ:

دوران تحقیق احقر کے فون پر ساؤتھ افریقہ میں مقیم حضرت علامہ مولانا عبدالھادی قادری رضوی نوری مدظلہ العالی (تلمیذ، مرید و خلیفہء مجاز مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی علیہ الرحمہ) سے امام احمد رضا کے تصنیف شدہ شجروں پر گفتگوں ہو رہی تھی انھوں نے انکشاف فرمایا کہ امام احمد رضا کو مارہرہ شریف سے جن ۱۳/سلاسل میں خلافت و اجازت تھی اس میں ایک سلسلہ چشتیہ نظامیہ برکاتیہ بھی ہے اور امام احمد رضا نے اس سلسلے میں کچھ لوگوں کو بیعت بھی کیا تھا اور ان کی خواہش پر آپ نے اردو منظوم شجرہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ برکاتیہ بھی تصنیف فرمایا تھا وہ میرے پاس ہے۔ احقر نے فوراً ہی ان سے اس شجرہ کے حصول کی بات کی تو

فرمایا فون بند ہونے سے پہلے یہ آپ کے واٹس اپ میں آجائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کو پڑھ کر دل شاد ہو گیا اور سوچنے لگا میرے اعلیٰ حضرت کو اللہ عزوجل نے کتنا نوازا ہے کہ پل بھر میں لوگوں کی فرمائش پر منظوم یا منثور تحریریں تصنیف فرما دیتے ہیں۔ مولانا عبدالہادی مدظلہ نے یہ نہیں بتایا کہ کس کی خواہش پر آپ نے یہ ۲۹؍اشعار پر مشتمل اردو منظوم شجرہ تصنیف فرمایا لیکن راقم کا خیال ہے کہ جب آپ نے اجمیر شریف کے مخدوم سید غلام چشتی معینی کو مرید کرتے وقت سند خلافت عطا کی تھی ممکن ہے اس وقت آپ نے یہ ۱۳۲۵ھ میں لکھا ہو۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ کریں پورا شجرہ آگے نقل کیا جائیگا:

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
حضرت مولا علی مرتضیٰ کے واسطے
پیروی خواجہ حسن بصری کی کر مجھ کو عطا
یا الٰہی مرشدانِ سلسلہ کے واسطے
مرشد انِ چشت کی سچی غلامی کر نصیب
شہ معین الدین چشتی با خدا کے واسطے
سیدی عبد الجلیل و شہ اویس با صفا
کر عطا اپنی رضا ان اولیاء کے واسطے
دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے

(۸) منظوم اردو شجرہ طریقت قادریہ برکاتیہ بشکل مسدس کا تعارف :

یہ بات یقین کی حد تک شاید درست ہو کہ عربی، فارسی اور اردو ادب کے شعراء کرام جو خود کسی سلسلے طریقت کے بانی نہ ہوں انھوں نے شاید ہی منظوم شجرہ کسی بھی سلسلے کا تصنیف کیا ہو، جن شعرا نے بھی کیا وہ حضرات وہ ہیں جو کسی نہ کسی سلسلے کے شیخ طریقت ہیں تو اس کو اگر یوں کہوں کہ منظوم شجرہ نویسی عام شعراء کرام کے قلم کی زینت نہ بنی تو شاید غلط نہ ہوگا اس لیے منظوم شجرہ نویسی صاحبانِ طریقت کے ساتھ خاص ہے۔ یہ کام کتنا مشکل ہے پیچھے آپ نے میرزا امجد رازی کا تبصرہ پڑھ لیا کہ وہ رقمطراز ہیں ''جتنا مشکل کام شجرہ نویسی ہے اس سے مشکل کام اصناف شعر میں کوئی اور نہیں یہ ہی وجہ ہے کہ شعراء کرام کا رجحان شجرہ نویسی کی طرف بہت کم رہا ہے''۔ آگے رقمطراز ہیں ''عقل تو یہاں دانتوں تلے انگلیاں دبا لیتی ہے جب اعلیٰ حضرت شجرہ نویسی کو مسدس کی شکل دیتے ہیں شجرہ لکھنا اور پھر مسدس لکھنا ایمان سے کہوں تو جوئے شیر لانا اسے ہی کہتے ہیں''۔

آیئے اب آپ کو امام احمد رضا کا لکھا ہوا منظوم شجرہ طریقت بشکل مسدس متعارف کراتا ہوں۔ یہ شجرہ مسدس اول مولانا ظفر الدین قادری علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیف ''حیات اعلیٰ حضرت'' کے ص:۱۶۷۔۱۷۷ میں متعارف کرایا تھا اس سلسلے میں وہ شجرہ نقل کرنے سے قبل لکھتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے شجرہ مبارکہ کو مسدس بھی فرمایا ہے جس میں مسدس کا ہر چھٹا مصرعہ درود شریف ہے اس کا پڑھنا بھی موجب حسنات و باعث برکات ہے۔

آل رسول و آل احمد
سید حمزہ آل محمد
شہ برکات اکرم و امجد
شہ فضل اللہ احمد و ارشد
ہم شفعائی عندالاحید
صلی اللہ علیہ وسلم

یہ شجرہ مسدس کے سات بند میں مکمل کیا گیا ہے۔آگے چل کر مزید رقمطراز ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے چونکہ اپنا نام نامی اس شجرہ مسدس میں منظوم نہ فرمایا تھا اس لیے مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری نے محبین کے اسرار پر یہ بند کا اضافہ کیا ۔

زین ضیائے دین و ملت ناصر سنت کا سر بدعت
شیخ طریقت اعلیٰ حضرت محوِ رضائے حضرت عزت
پرتو عکس مہر نبوت
صلی اللہ علیہ وسلم

(حیات اعلیٰ حضرت، ص: ۱۷۷، مطبوعہ لاہور)

یہ ہی شجرہ مسدس امام احمد رضا کے نعتیہ کلام حدائق بخشش حصہ سوم میں بھی ص: ۴۷۔۴۸ پر شائع ہوا تھا۔حدائق بخشش حصہ سوم مولانا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی نے اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد ۱۳۴۲ھ میں کتب خانہ اہلسنت، جامع مسجد ریاست پٹیالہ سے شائع کیا تھا اس میں شجرہ سے قبل یہ عبارت درج ہے:

شجرہ مبارکہ قادریہ رزاقیہ برکاتیہ رضویہ

شجرہ طیبة اصلها ثابت وفرعها فی السمآء

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد معدن الجود والکرم و ٰاله الکرام و ابنه الکریم و امته الکریمة یا اکرم الاکرمین وبارك وسلم

اورشروع ہورہاہے اس بند کے ساتھ:

فخر و امام اہل سنت　　محی سنت ماحی بدعت
شمس ہدایت اعلیٰ حضرت　　حامی دین و ناصر ملت
نائب شاہ ختم نبوت
صلی اللہ علیہ وسلم

اوراس کے بعد اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے سات (۷) بند ہیں جو حیات اعلیٰ حضرت میں بھی چھپے ہیں اس کا آخری بند یہاں ملاحظہ کریں جبکہ مکمل شجرہ آگے نقل کیا جائیگا:

عابد ساجد ابن اماجد　　شاہ شہداں شاہد واحد
حیدر صفدر شیر مشاہد　　سید عالم عبد شاہد
بَدُ ع مکارم خَتمِ مَحَامِد
صلی اللہ علیہ وسلم

یہاں یہ بات بعد از قیاس ہے کہ اس مسدس کا یہ پہلا بند کس نے اور کب تصنیف فرمایا، مولانا ظفر الدین بہاری کی تحریر میں جو اضافہ ہے وہ بات معلوم ہوگئی کہ مفتی اعظم ہند نے وہ بند لکھ کر شامل کیا مگر یہ جو حدائق بخشش حصہ سوم میں شجرہ مسدس کا پہلا بند ہے وہ کس نے تصنیف فرمایا! واللہ اعلم بالصواب۔ جس نے بھی لکھا

اللہ تعالیٰ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے، اچھا بند لکھا ہے۔ یہ شجرہ مکمل ہونے کے بعد آخر میں جو عبارت نقل کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریر یعنی شجرہ مسدس غالباً سید شاہ ابوالقاسم محمد اسمٰعیل حسن عرف شاہ جی میاں قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ جو سجادہ نشین مارہرہ حضرت ابوالحسن احمد میاں نوری قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچازاد بھائی ہیں ان کی فرمائش پر امام احمد رضا نے یہ شجرہ مسدس بھی لکھا تھا کیونکہ یہ ان کی بیاض سے ملا تھا اور امکان یہ ہے کہ جب مولانا محمد محبوب علی قادری برکاتی رضوی (المتوفی ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء) برادر اصغر حضرت علامہ مولانا شیر بشیہ اہل سنت حضرت حشمت علی خاں قادری رضوی پیلی بھیتی (المتوفی ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء) حصہ سوم شائع کر رہے تھے ان کے حضرت سید اسمٰعیل حسن مارہروی سے گہرے مراسم ہوں گے انھوں نے یہ آپ کو دیا ہو کہ اس کو بھی حدائق بخشش حصہ سوم میں شامل کر لو اور انھوں نے اس کو شامل کر لیا اور انھوں نے آخر میں یہ تحریر لکھ دی تھی۔

> ''منقول از بیاض حضور پرنور سیدی وسندی حضرت مولانا مولوی الحافظ سید شاہ ابوالقاسم محمد اسماعیل حسن عرف شاہ جی صاحب قادری برکاتی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ''۔

(حدائق بخشش حصہ سوم، ص: ۴۸-۴۷، مطبوعہ انڈیا ۱۳۴۲ھ)

اب ملاحظہ کریں امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی کے قلم سے لکھے ہوئے سلسلہ قادریہ برکاتیہ و چشتیہ نظامیہ کے آٹھ (۸) عدد شجرے تین (۳) زبانوں میں۔

ھذا من فضل ربی

☆......شجرہ نمبرا

عربی شجرہ قادریہ برکاتیہ رضویہ بصیغہء درود

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِكۡ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا
مُحَمَّدِنِ الۡمُصۡطَفٰی رَفِیۡعِ الۡمَكَانِ الۡمُرۡتَضٰی عَلِیِّ
الشَّانِ الَّذِیۡ رُجَیۡلٌ مِّنۡ اُمَّتِهٖ خَیۡرٌ مِنۡ رِجَالٍ مِّنَ
السَّالِفِیۡنَ وَحُسَیۡنٌ مِنۡ زُمۡرَتِهٖ اَحۡسَنُ مِنۡ كَذَا
وَكَذَا حَسَنًا مِنَ السَّابِقِیۡنَ اَلسَّیِّدُ السَّجَّادُ
زَیۡنُ الۡعَابِدِیۡنَ بَاقِرُ عُلُومِ الۡاَنبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ
سَاقِی الۡكَوۡثَرِ مَالِكُ تَسۡنِیۡمٍ وَجَعۡفَرِ الَّذِیۡ یَطۡلُبُ
مُوسٰی الۡكَلِیۡمُ رِضَا رَبِّهٖ بِالصَّلَاةِ عَلَیۡهِ وَیَذۡهَبُ
اِبۡرَاهِیۡمُ الۡخَلِیۡلُ لِطَلَبِ مَعۡرُوۡفِ جُوۡدِهٖ اِلَیۡهِ
غَوۡثُ الثَّقَلَیۡنِ عَبۡدُالرَّزَّاقِ قَاسِمُ الۡاَرۡزَاقِ اَبُوۡ صَالِحِ
الۡمُوۡمِنِیۡنَ نَصۡرُالۡاِسۡلَامِ مُحِیُّ الدِّیۡنِ عَلِیُّ الۡمُرۡتَقٰی

وَالْمَدَارِجِ مُوْسیٰ طُوْرِ الْمَعَارِجِ حَسَنُ الْخُلُقِ اَحْمَدُ
الْخَلْقِ بَهَاءُ الدِّیْنِ الْکَرِیْمِ سَنَا شَرِیْعَةِ اِبْرَاهِیْمَ
الْاُمِّیُّ الْقَارِیْ نِظَامُ الدِّیْنِ الْبَارِیْ، اَلْعَرَبُ وَالْفُرْسُ
وَالْهِنْدُ کُلُّهُمْ لَهٗ سَائِلٌ وَّگدَا اَوْ بِهْکَارِیْ
ضِیَاءُ الْاَنْبِیَاءِ جَمَالُ الْاَوْلِیَاءِ مُحَمَّدُ الذَّاتِ اَحْمَدُ
الصِّفَاتِ فَضْلُ اللّٰهِ وَبَرَکَةُ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
الْاَعَاظِمِ الْعَارِفِیْنَ نَصِّ الشَّرْعِ الْمُطَهَّرِ وَرَمْزِهِ
الضَّاغِمِ الْمُتَحَمِّلِیْنَ شِدَّةَ الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ وَحَمْزَهٗ
هُمْ اٰلِ اَحْمَدَ الْعَظِیْمِ الْکَرِیْمِ اٰلِ الرَّسُوْلِ الرَّؤُفِ
الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ وَعَلٰی اَصْحَابِهِ الْعِظَامِ وَمَشَائِخِنَا
الْکِرَامِ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ
مَازَهَرَهٗ اَقْمَارُ الْیَقِیْنِ فِیْ مَهْمَهٖ صُدُوْرِ الْعَارِفِیْنَ۔
اٰمِین اٰمِین یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ
(اَللّٰهُمَّ)وَمَن اَنْشَاَ هٰذِهِ الصِّیغَةَ الْمُبَارَکَةَ فَاغْفِرْلَهٗ
یَاعَظِیْمُ وَارْضِ عَنْهُ حَبِیْبَكَ اَحْمَدَ رِضَا الْمُوْلٰی

الْعَفُوِّ الْكَرِيْمِ۔ اٰمِين كُلُّ مِنْهُمْ اٰلِ بَرَكَاتِ الرِّسَالَةِ بَنُوْ اَمِيْرِعَالَمِ اَفْضَلِ وَالنَّبَالَةِ۔

کتبـــــــــــــــه

الفقير **احمد رضا القادری** غفرله

فی مارهرة للطهرة ۲۱/ محرم الحرام یوم الجمعة ۱۳۰۶ھ

اس عربی شجرہ قادریہ برکاتیہ کے علاوہ آپ نے ایک اور عربی شجرہ بصیغہ درود شریف لکھا جو آپ کے منظوم اردو شجرہ کے ساتھ شائع ہوا لیکن فقیر کو ان کے کسی مرید کا شجرہ اب تک نہ مل سکا۔ راقم مندرجہ ذیل جو عربی شجرہ نقل کر رہا ہے وہ فقیر کے پاس سیدی مرشدی حضرت مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری علیہ الرحمہ (م۔۱۹۸۱ء) کے شجرہ سے ماخوذ ہے جو راقم کے پاس موجود ہے اس پر سیدی مرشدی کے دستخط بھی ہیں اور تاریخ یکم شعبان ۱۳۸۱ھ/ ۹ رجنوری ۱۹۶۲ء درج ہے یہ ہی عربی شجرہ راقم کے والدین کے پاس موجود ان کے پیرو مرشد حضرت علامہ مفتی شیر بیشہ اہلسنت مولانا حشمت علی خاں رضا قادری رضوی پیلی بھیتی (م۔۱۹۶۱ء) کے شجرہ میں بھی ہے اس شجرہ پر حضرت کے دستخط ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں رضا قادری رضوی غفرلہ کے ساتھ تاریخ دوشنبہ مبارک ۲۶/ ماہ ربیع الآخر شریف ۱۳۶۷ھ درج ہے یہ شجرہ شریف بریلی الیکٹرک پریس سے شعبان ۱۳۶۰ھ میں شائع ہوا تھا۔ البتہ یہ پورا عربی شجرہ درود یہ حضرت علامہ ظفرالدین علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیف حیات اعلیٰ حضرت میں شائع کیا تھا اس میں تاریخ کا ذکر آخر میں کیا گیا۔

اب ملاحظہ کریں امام احمد رضا کا تحریر کردہ دوسرا عربی شجرہ طریقت بصیغہ

درود شریف۔ یہ شجرہ حیات اعلیٰ حضرت میں شائع ہوا تھا اور اس کے آخر میں امام احمد رضا کے دستخط اور تاریخ یکم محرم ۱۳۲۲ھ درج ہے۔

☆……شجرہ نمبر ۲

طویل عربی شجرہ طریقت بصیغہ درود شریف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شَجَرَۃٌ طَیِّبَۃٌ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ

ھٰذِہٖ سِلْسِلَتِیْ مِنْ مَّشَائِخِیْ فِی الطَّرِیْقَۃِ الْعَلِیَّۃِ الْعَالِیَۃِ الْقَادِرِیَّۃِ الْبَرَکَاتِیَّۃِ الرَّضَوِیَّۃِ النُّوْرِیَّۃِ الطَّیِّبَۃِ الْمُبَارَکَۃِ

(۱)……اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہِ الْکِرَامِ اَجْمَعِیْنَ ط

(۲)……اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ الْکَرِیْمِ عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ ط

(٣) ......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى السَّيِّدِ الْاِمَامِ حُسَيْنِ نِ الشَّهِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(٤) ......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى السَّيِّدِ الْاِمَامِ عَلِي بْنِ الْحُسَيْنِ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ط

(٥) ......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى السَّيِّدِ الْاِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ نِ الْبَاقِرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ط

(٦) ......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى السَّيِّدِ الْاِمَامِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ نِ الصَّادِقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ط

(٧) ......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى السَّيِّدِ الْاِمَامِ مُوْسٰى بْنِ جَعْفَرِ نِ الْكَاظِمِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ط

(٨) ......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى السَّيِّدِ الْاِمَامِ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ط

(٩)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى الشَّيْخِ مَعْرُوْفِ نِ الْكَرْخِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(١٠)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى الشَّيْخِ سَرِيِّ نِ السَّقَطِيْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(١١)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى الشَّيْخِ جُنَيْدِ نِ الْبَغْدَادِيْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(١٢)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى الشَّيْخِ اَبِيْ بَكْرِ نِ الشِّبْلِيْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(١٣)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى الشَّيْخِ اَبِى الْفَضْلِ عَبْدِ الْوَاحِدِ التَّمِيْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(١٤)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى الشَّيْخِ اَبِى الْفَرَحِ الطَّرْطُوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(١٥)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى الشَّيْخِ اَبِى الْحَسَنِ عَلِيِّ نِ الْقَرَشِيِّ الْهَكَّارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(۱٦)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى الشَّيْخِ اَبِى سَعِيْدِ نِ الْمَخْزُوْمِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(۱۷)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى السَّيِّدِ الْكَرِيْمِ غَوْثِ الثَّقَلَيْنِ وَ غَيْثِ الْكَوْنَيْنِ الْاِمَامِ اَبِى مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْحَسَنِيِّ الْحُسَيْنِيِّ الْجِيْلَانِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى جَدِّهِ الْكَرِيْمِ وَ عَلَيْهِ وَعَلٰى مَشَايِخِهِ الْعِظَامِ وَاُصُوْلِهِ الْكِرَامِ وَفُرُوْعِهِ الفِخَامِ وَمُحِبِّيْهِ وَالْمُنْتَمِيْنَ اِلَيْهِ وَاِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اَبَدًا سَرْمَدًا ط

(۱۸)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى السَّيِّدِ اَبِى بَكْرِ تَاجِ الْمِلَّةِ وَالدِّيْنِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(۱۹)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى السَّيِّدِ اَبِى صَالِحِ نَصْرِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(۲۰)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى السَّيِّدِ مُحْيِ الدِّيْنِ اَبِى نَصَرِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(٢١)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى السَّيِّدِ عَلِيّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(٢٢)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى السَّيِّدِ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(٢٣)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى السَّيِّدِ حَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(٢۴)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى السَّيِّدِ اَحْمَدَ الْجِيْلَانِيْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(٢۵)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى الشَّيْخِ بَهَاءِ الدِّيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(٢٦)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى السَّيِّدِ اِبْرَاهِيْمَ الْاِرْجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(٢٧)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمُوْلَى الشَّيْخِ مُحَمَّد بِهْكَارِى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط

(٢٨)......اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

الْمُوْلَى الْقَاضِیْ ضِیَآءِ الدِّیْنِ الْمَعْرُوْفِ بِالشَّیْخِ جِیا رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ ط

(۲۹)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمُوْلَی الشَّیْخِ جَمَالِ الْاَ لِیَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ط

(۳۰)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمُوْلَی السَّیِّدِ مُحَمَّدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ط

(۳۱)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمُوْلَی السَّیِّدِ اَحْمَدْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ط

(۳۲)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمُوْلَی السَّیِّدِ فَضْلِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ط

(۳۳)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمُوْلَی السَّیِّدِ الشَّاہْ بَرْکَۃِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ط

(۳۴)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمُوْلَی السَّیِّدِ الشَّاہْ اٰلِ مُحَمَّدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ط

(۳۵)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی

الْمَوْلَی السَّیِّدِ الشَّاہ حَمْزَۃ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ط

(۳۶)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ الشَّاہ اَبِی الْفَضْلِ شَمْسِ الْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ اٰلِ اَحْمَدْ اَچّھے مِیَاں رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ط

(۳۷)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ الشَّاہ اٰلِ رَسُوْلِ الْاَحْمَدِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ط

(۳۸)......اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلٰی عَبْدِكَ الْفَقِیْر اَحْمَدْ رَضَا خَاںْ قَادِرِیْ غَفَرَلَہٗ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ جَمِیْعًا وَّ عَلٰی سَآئِرِ اَوْلِیَـائِكَ وَعَلَیْنَـاوَبِھِمْ وَلَھُمْ وَفِیْھِمْ وَمَعْھُمْ یٰٓا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اٰمِیْن

دستخط فقیر احمد رضا قادری غفرلہ
تاریخ یکم ماہ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ

۞۞۞

☆......شجرہ نمبر ۳

عربی شجرہ بشکل سند حدیث

(هذه سلسلتى فى الطريقة العلية القادرية البركاتية)

الفقير احمد رضا عن المولىٰ السيد الشاه آل
الرسول الاحمدى المارهروى عن ابى الفضل
شمس الملة والدين السيد آل احمد اچھے مياں
عن ابيه السيد الشاه حمزة عن ابيه السيد الشاه
آل محمد عن ابيه صاحب البركات والدرجات
السيد الشاه بركة اللّٰه عن السيد الجليل فضل
اللّٰه الكالفوى عن ابيه السيد احد عن ابيه السيد
محمد عن الشيخ جمال الاولياء الجهان آبادى
عن القاضى ضياء الدين النيوتنوى عن الشيخ
محمد بهكارى نظام الدين القارى عن السيد
ابراهيم الايرجى عن الشيخ بهاء الملة والدين
عن السيد احمد الجيلانى عن السيد حسن
عن السيد موسىٰ عن السيد على عن السيد
محى الدين ابى نصر عن السيد القاضى الامام

ابی صالح هبة اللّٰه عن ابیه السید الامام الاجل
ابی بکر تاج الملة والدین عبدالرزاق عن ابیه
قطب الارشاد ومرجع الافراد وامام الاوتاد،
وبرکة البلاد والرحمة علی العباد ، و اهب المراد
باذن الجواد ، غوث الثقلین وغیث الکونین ، و
غیاث الدارین و مغیث الملوین ، سیدنا الامام ابی
محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی ، القطب
الصمدانی والنور الربانی ، عن الامام ابی الحسن
علی القرشی الاموی الهکاری عن الامام ابی
الفرج الطرطوسی عن الامام ابی الفضل
عبد الواحد عن الامام ابی بکر الشبلی عن
الطائفة العلیة ابی القاسم جنید البغدادی عن حالة
المولی الامام السری السقطی عن الامام المعروف
الکرخی عن السید الاجل ابن رسول اللّٰه صلی
اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم الامام علی الرضا بن الامام
موسیٰ الکاظم بن الامام جعفر صادق بن الامام
عالم اهل البیت محمد الباقر بن الامام السجاد
زین العابدین بن الامام السعید الشیهد ریحانة

رسـول اللّٰـه صـلـى اللّٰـه تعـالىٰ عليـه وسـلـم ابـى عبـداللّٰـه الـحسين بن الامـام زوج البتـول و اخـى الرسـول عـلى الـمرتـضىٰ ، كرم اللّٰه وجوههـم ، و رضـى عـنـابهـم احسـن الرضـى ، عـن ابيـه عن جده عن جدابيه عن جد جده عن ابى جد جده عن جد جده ، عن خـاتـم الـنبيين و سـيـد الـمرسلين ، قـائد الـغـر الـمـحـجـلـين ، وسيلتـا فـى الـدنيـا والـديـن ، الـمبعـوث رحـمـة للعالمين سيدنا ومولانا وشفيعنا وحبيبـنـا و عـونـنـا و معـيـنـنـا و غـوثـنـا و مغيثنا ابـى الـقـاسـم ، قـاسـم خـزائن الآلاء و الـمـكـارم ، محمد رسـول رب الـعـالمين ، صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وعلىٰ الـه وصـحبـه وعليهـم اجـمـعين ، وعلينـا بهم ولهم وفيهـم ومعهم آمين ، اله الحق امين ، و الحمد للّٰه رب العالمين۔

۲۷/ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

و قـد تـقـدم ذكـر الاجـازة بهـا بـالقـول لصاحبه الشيخ حسـيـن جـمـال بـن عبـد الـرحـيـم عـم اللّٰـه الـجـمـيـع بـحـسـن الـخـتـام وجـمـال الايمان و الـرحـم الـمقيم ، امين

۞۞۞

☆......شجرہ نمبر ۴

عربی شجرہ بشکل سند حدیث

(سلسلہ قادریہ چشتیہ نظامیہ برکاتیہ)

اللّٰهم اليك اسناد والحمد و نهاية سلاسل الصمد
صل علىٰ حبيب الموصول المتسل الغير المنقطع
مرسلك المرفوع بوسلك فوق كل وعلىٰ آله
وصحبه خيرآل وصحبه رواة علمه وحديثه
كطرق الا ؟؟؟ الىٰ ساحته الرحب وبعدفقد
اجزت اخى فى اللّٰه المولوى السيد غلام على
الاجميرى ابن المولوى السيد نور محمد
بالسلسلة العلية العالية القادرية البركاتية:
والجشتية النظامية المباركة واوصية كمال الجد
فى طلب العلم ثم بصرف عمره فى حماية السنن
واعانة اربابها, ومكان لك واهانة اصحابها
لاسيماالديانة, فاانهم الفرا عنه,والقاديانية فانهاء
اخبث الطوائف الشيطانية,اعاذ نااللّٰه واياه
ولسبل من شرورها وشرور اولى الكفر اجمعين

آمین. ومن لاینساد الصالح وله علی مثله انشاء
اللّٰہ الغریم الفاتح وکان وثلثة عشر من جمادی
الآخرۃ یوم الجمعة المبارکة الانبیاء علیه وعلیهم
افضل الصلاۃ والثناء ۔آمین

اما السلسلة العلة العالیة القادریة, فقد وفتها
بالشعر واما الجشتیة النظامیة فاجازنی بها سیدی
ومولای ومرشدی و ذکری لیومی وغدی سیدنا
الشاہ آل الرسول رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه بالرضی
السرمدی عن عمه و شیخ السید ان الملقب
اچھے میاں صاحب المارہروی عن ابیه السید
حمزۃ عن ابیه السید آل محمد عن ابیه صاحب
البرکات السید برکت اللّٰہ عن ابیه السید اویس
عن ابیه عبد الجلیل عن ابیه السید عبدالواحد
الجرامی عن السید حسین عن المخدوم صفی
عن الشیخ سعد بدھن عن الشیخ مینا عن الشیخ
سارنگ عن السید درجو قتال عن السید جلال الدین
بخاری المعروف مخدوم عن السید نصیر الدین
محمود جراغ دھلوی عن السید السلطان نظام

الحق والدين محمد البدايونی عن السيد فريد
الحق والدين گنج شكر عن السيد قطب الحق
والدين بختيار الاوشی الكاكی عن السيد الاجل
سلطان الهند حبيب اللّٰه وارث النبی معين الدين
حسن الجشتی السنجری الاجميری رضی اللّٰه
تعالیٰ عنه الجشتی عن ابيه الخواجه ناصر الدين
ابی يوسف بن محمدن الجشتی عن خاله
الخواجه محمد بن ابی احمد الجشتی عن ابيه
الخواجه ابی احمد الابدال الجشتی عن الخواجه
ابی اسحٰق الشامی عن الخواجه ممشاد علی
الدينوری وعن الخواجه هبيرة البصری عن
الخواجه حذيفة المرعشی عن السلطان ابراهيم
بن ادهم البلخی عن الخواجه فضيل بن عياض
عن الخواجه عبد الواحد بن زيد عن الخواجه
حسن البصری عن امير المؤمنين وامام المسلمين
سيدنا علی المرتضٰی كرم اللّٰه تعالیٰ وجهه عن
سيدالمرسلين خاتم النبيين احمد المجتبیٰ
محمدن المصطفیٰ صلی اللّٰه تعالیٰ عليه و عليهم

قالہ بغمہ وامر برقمہ الفقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا القادری البرکاتی البریلوی عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ و بارك وسلم۔ امین

یوم الجمعۃ المبارکۃ جمادی الاخر ۱۳۳۰ھ

❁❁❁

اے رفعت بخش تاج عبدالقادر
پر نور کن سراج عبدالقادر
آں تاج و سراج باز کن یا رب
بستان ز شہاں خراج عبدالقادر

(از: امام احمد رضا بریلوی)

امام احمد رضا کے
فارسی منظوم شجرہ طریقت کا تعارف

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی علیہ الرحمہ برصغیر پاک و ہند کے ان چند عالموں میں سے ایک عالم دین ہیں جو تین (عربی، فارسی اور اردو) زبانوں میں تصانیف کثیرہ کے مؤلف ہیں۔ آپ نے جہاں مختلف علوم وفنون پر ۳/زبانوں میں رسائل لکھے، فتاویٰ تحریر فرمائے اور نعتیہ شاعری فرمائی ہے وہیں آپ نے ۳/زبانوں میں شجرۂ طریقت بھی قلمبند کیے۔ آپ نے پچھلے صفحات میں عربی شجرہ نویسی بصیغہ درود شریف ملاحظہ کرلی ہے اب آپ امام احمد رضا کا منظوم فارسی شجرہ نویسی میں شجرہ طریقت بھی ملاحظہ فرمایئے۔ جس کو مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی نے اپنی تالیف ''تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ'' میں مرتب کیا۔ جو ۱۹۸۹ء میں بنارس سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں آپ نے سلسلہ قادریہ رضویہ کے تمام مشائخ کا الگ الگ تذکرہ قلمبند کیا ہے اور ہر تذکرہ سے پہلے آپ نے امام احمد رضا کے تینوں زبانوں کے اشعار اس شیخ کے نام کے ساتھ مرتب کیے ہیں مثلاً:

نور ہفتدم (۱۷ویں شیخ):

حضرت غوث الثقلین قطب الکونین شیخ العالمین سید ابو محمد محی الدین عبدالقادری جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیدائش:......یکم رمضان المبارک ۴۷۰ھ/ ۱۰۷۷ء

وفات:......۱۷/ ربیع الثانی ۵۶۱ھ/ ۱۱۶۶ء

عربی:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْكَرِيْمِ غَوْثِ الثَّقَلَيْنِ وَ غَيْثِ الْكَوْنَيْنِ الْاِمَامِ اَبِى مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْحَسَنِيِّ الْحُسَيْنِيِّ الْجِيلَانِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى جَدِّهِ الْكَرِيْمِ وَ عَلَيْهِ وَعَلٰى مَشَايِخِهِ الْعِظَامِ وَاُصُوْلِهِ الْكِرَامِ وَفُرُوْعِهِ الفِخَامِ وَمُحِبِّيْهِ وَالْمُنْتَمِيْنَ اِلَيْهِ وَاِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اَبَدًا ط

اردو:

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا
قدرِ عبدالقادرِ قدرت نما کے واسطے

فارسی:

آہ ! یا غوثاہ یا غیثاہ یا امداد کن
یا حیوۃ الجود یا روح المنا امداد کن

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، مطبوعہ انڈیا، ص: ۲۲۶-۲۲۷)

امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے بزبان فارسی اپنے سلسلے کے تمام شیوخ کے ناموں کو تفصیلاً منظوم شجرہ طریقت استغاثہ کی صورت میں لکھا اور اس کے ابتداء میں قرآن کریم کی یہ آیت شجرہ لکھی:

شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

نالہ دل زار بسر کار ابد قرار صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ الاطہار

اس کا پہلا شعر یوں ہے:

یا خدا بہر جناب مصطفیٰ امداد کن
یا رسول اللہ از بہر خدا امداد کن

اس کے بعد ۲۵/مزید اشعار میں نبی کریم ﷺ کی تعریف وتوصیف اور ان کے اوصاف حمیدہ کے توسل سے امداد طلب فرمائی ہے جس کو ''حدائق بخشش'' کے حصہ دوم میں پڑھا جاسکتا ہے۔ اس کے پہلے شعر کو مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی نے منظوم فارسی شجرہ کے لیے منتخب فرمایا ہے۔

امام احمد رضا نے اس کے بعد اولیاء عظام کے توسل میں مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم کے توسل کے ۱۵/اشعار قلمبند فرمائے اور مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی نے پہلا شعر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے منتخب فرمایا جو مندرجہ ذیل ہے:

مرتضیٰ شیر خدا مرحب کشا خیبر کشا
سرورا لشکر کشا مشکل کشا امداد کن

امام احمد رضا نے اس کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے تیسرے امام ہیں ان سے ۱۱/اشعار میں استغاثہ کیا ہے اور یہاں بھی مولانا مجتبیٰ نے پہلا شعر شجرہ طیبہ کے لیے منتخب فرمایا:

یا شہید کربلا یا دافع کرب و بلا
گل رخا شہزادۂ گل گور قبا امداد کن

اس کے بعد امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے شجرہ طریقت کے چوتھے امام حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ تا سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی بہر امداد کن میں اشعار قلمبند کیے ہیں اور ان اشعار سے قبل ایک سرخی لگائی جس میں ان کا ذکر کرنے کا اظہار فرمایا وہ سرخی ملاحظہ کریں:

تر زبانی مدح نگاہ بذکر بقیہ ائمہ اطہار و دیگر اولیائے کبار
تا حضرت غوثیت مدار علیہم رضوان الغفار

مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی نے ان ۱۴؍اشعار میں سے ۱۱؍منتخب فرمائے ہیں جو آپ آگے مکمل منظوم فارسی اشعار میں ملاحظہ کریں گے۔

امام احمد رضا نے اس کے بعد مطلع دوم مشرق مہر مدحت از افق سپہر قادریت عنوان بنا کر ۱۴؍اشعار میں سیدنا غوث اعظم کو وسیلہ بنا کر استغاثہ کرتے ہوئے اشعار قلمبند کیے جس میں سے مولانا مجتبیٰ رضوی نے غوث اعظم کے لیے مندرجہ ذیل شعر کو منتخب فرمایا:

آہ! یا غوثاہ یا غیثاہ یا امداد کن
یا حیوۃ الجود یاروح المنا امداد کن

اس کے بعد آپ نے اپنے شجرہ شریف کے بقیہ شیوخ کے لیے ۲۵؍اشعار میں استغاثہ پیش کیا جس میں سے مولانا مجتبیٰ رضوی نے ۱۶؍اشعار منتخب فرمائے اور اس طرح یہ سلسلہ حضرت شاہ آل رسول مارہروی تک مکمل ہوا۔ اپنے پیر و مرشد کے لیے جو شعر آپ نے قلمبند فرمایا وہ ملاحظہ کریں:

تاجدار حضرت مارہرہ یا آل رسول
اے خدا خواہ و جدا از ماعدا امداد کن

جب کہ حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی کے لیے جو آپ نے شعر قلمبند کیا جس سے سلسلہ قادریہ برکاتیہ فروغ پا رہا ہے وہ مندرجہ ذیل یوں ہے:

شاہ برکات اے ابوالبرکات اے سلطان جود
بارک اللہ اے مبارک بادشاہ امداد کن

امام احمد رضا نے اختتام شجرہ پر چند دعائیہ اشعار رقم کیے تھے وہ آپ آخر میں ملاحظہ کریں گے یہاں صرف ایک شعر ملاحظہ کیجیے:

بے وسائل آمدن سوئے تو منظور نیست
ز آن بہر محبوب تو گوید رضؔا امداد کن

مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی نے جب شجرۂ امام احمد رضا کا تذکرہ شروع کیا تو اس کے لیے عربی درود یہ اور اردو میں شعر مولانا مفتی حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کا پیش کردہ لکھا اور فارسی منظوم شعر امین میاں مرادآبادی کا تحریر کیا ملاحظہ کیجیے:

حافظ قاری مفتی احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى الْهُمَامِ اِمَامِ اَهْلِ السُّنَّةِ مُجَدِّدِ الشَّرِيْعَةِ الْعَاطِرَةِ مُؤَيِّدِ الْمِلَّةِ الطَّاهِرَةِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ اَحْمَدْ رَضَا خَانْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِالرِّضَا السَّرْمَدِيِّ

کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے

(مولانا حامد رضا خاں بریلوی)

پاسبان اہلسنت اے شہ احمد رضا
رحم کن برحال ما اے با خدا امداد کن

(امین مرادآبادی، جامعہ حمیدیہ رضویہ، بنارس)

اب ملاحظہ کیجیے امام احمد رضا کا مکمل منظوم فارسی شجرہ طریقت جو مولانا مجتبیٰ رضوی نے ترتیب دیا ہے راقم نے اس کا اردو ترجمہ اپنے عزیز دوست محترم جناب محمد قادری افغانی سے کروایا ہے تا کہ قارئین زیادہ سے زیادہ اس فارسی منظوم شجرہ قادریہ برکاتیہ رضویہ سے بھی مستفیض ہوں۔

❁❁❁

☆......شجرہ نمبر۵

شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ
نالہ دل زار بسر کار ابد قرار
صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ الاطہار

❁

(۱)

یا خدا بہر جنابِ مصطفیٰ امداد کن
یا رسول اللہ از بہر خدا امداد کن

(اے اللہ! جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مدد کیجیے...... یا رسول اللہ! اللہ کے واسطے مدد فرمائیے)

(۲)

مرتضیٰ شیر خدا مرحب کشا خیبر کشا
سرورا لشکر کشا مشکل کشا امداد کن

(اے مرتضیٰ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب)، اے اللہ کے شیر، مرحب کے فاتح، خیبر کے فاتح...... اے ہمارے سردار، لشکروں کے فاتح، مشکل کو کھولنے والے، امدا کیجیے)

(۳)

یا شہیدِ کربلا دافع کرب و بلا
گلرخا شہزادہءِ گلگوں قبا امداد کن

(اے شہید کربلا (امام حسین رضی اللہ عنہ) اے کرب (غم) و آفتوں کو دور کرنے والے...... اے پھول گلاب جیسے چہرہءِ مبارک والے شہزادے اور سرخ قبا (یہ شہادت کے خون سے کپڑے سرخ ہونے کی طرف اشارہ ہے) امداد فرمائیے)

(۴)

اے ترا زین از عبادت و ز توزین عابداں
بہر ایں بے زینت از زین و صفا امداد کن

(اے وہ ذات جو خود عبادت سے مزین ہے اور عبادت گزار آپ سے زینت پاتے ہیں...... اس بے زینت (بدعمل) کی اپنی زینت و صفائی (قلب) کی برکت سے امداد فرمائیے)

(۵)

باقرا یا عالم سادات یا بحر العلوم

از علوم خود بدفع جہل ما امداد کن

یا امام باقر رضی اللہ عنہ آپ سادات کے بہت بڑے عالم اور علوم کا سمندر ہیں ......

آپ اپنے (خداداد) علوم سے میری جہالت کو دور کر کے میری مدد فرمائیے)

(٦)

جعفر صادق بحق ناطق واثق توئی

بہر حق مارا طریق حق نما امداد کن

(یا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ آپ کی گفتگو (گفتار) حق کے ساتھ ہوتی ہے اور مستند ہیں آپ ......اللہ کے واسطے مجھے سیدھا راستہ دکھائیے اور میری مدد فرمائیے)

(۷)

شانِ حلماً کانِ علماً جانِ سلماً السلام

موسیٰ کاظم جہانِ ناظم مرا امداد کن

(بردباری آپ کی شان، علم کے آپ کان ہیں، سلامتی کی آپ جان، آپ پر سلام ...... اے امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ جہان کے نظم کو چلانے والے میری مدد کیجیے)

(۸)

ضامن ثامن رضا بر من نگاہے از رضا

خشم را شایانم و گویم رضا امداد کن

(آٹھویں امام ضامن رضا رضی اللہ عنہ مجھ پر ایک نگاہ کیجیے اپنی رضا کی...... حالانکہ میں ڈانٹ کا حقدار ہوں اور کہتا ہوں یا امام رضا مدد کیجیے)

(۹)

یا شہٖ معروف ما را دہ سوئے معروف دہ

یا سری امن از سقط در دوسرا امداد کن

یا امام معروف کرخی رضی اللہ عنہ مجھے طریقت کے راستے کی طرف چلایئے……اے جواں مرد سری سقطی رضی اللہ عنہ دو جہاں کی محبت سے فارغ فرما کر مدد فرمایئے)

(۱۰)

یا جنید اے بادشاہ جند عرفاں المدد

شبلیا اے شبل شیر کبریا امداد کن

(یا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ اے اہل سنت کے گروہ کے بادشاہ مدد کیجیے……یا امام شبلی رضی اللہ عنہ اے میرے پروردگار کبریا کے شیر مدد کیجیے)

(۱۱)

شیخ عبدالواحد را ہم سوئے وحدتِ نما

بے فرح را بالفرح طرطوسیا امداد کن

(یا شیخ عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ (بن شیخ عبدالعزیز تمیمی رحمۃ اللہ علیہ) مجھے راہ دکھلایئے، وحدت (الٰہی) کی طرف…… مجھ جیسے ناخوش کو خوشیاں عطا فرما کر اے ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ مدد کیجیے)

(۱۲)

بوالحسن ہنکار یا حالم حسن کن بے ریا

اے علی اے شاہ عالی مرتضٰی امداد کن

یا امام ابوالحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ میرا حال ٹھیک فرما کر بے ریا کر دیجیے...... یا علی اے مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر کردہ بادشاہ علی مدد کیجیے)

(۱۳)

سرمد مخزوم سیف اللہ اے خالد بقرب
بوسعیدا اسعدا سعدالورٰی امداد کن

مخزوم (قبیلہ) کے سردار جو کہ سیف اللہ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ ہے اور قرب خالد (بن ولید رضی اللہ عنہ) کے آپ رشتہ دار ہیں...... آپ رضی اللہ عنہ ابوسعید مخزومی ہیں انتہائی نیک بخت اور خوش بختی کے عروج پر ہیں مدد کیجیے)

(۱۴)

آہ یا غوثاہ یا غیثاہ یا امداد کن
یا حیوٰۃ الجود یا روح المنا امداد کن

(آہ یا غوث پاک رضی اللہ عنہ اے باران رحمت امداد کیجیے...... اے سخاوت کو حیات بخشنے والے، اے ہماری روح و جان کو امداد کیجیے)

(۱۵)

یا ابن ھٰذالمرتجیٰ یا عبد رزاق الورٰی
تا کہ باشد رزق ما عشق شما امداد کن

(اے اس مرتجیٰ کے شہزادے یا رزاق الورٰی کے بندۂ خاص (عبدالرزاق گیلانی) ...... آپ کا عشق میری روح کی خوارک ہو، امداد کیجیے)

(۱۶)

یا ابا صالح صلاح دین و اصلاح قلوب
فاسدم گلزار و در جوش ہوا امداد کن

اے ابوصالح (گیلانی رضی اللہ عنہ) دین کے مصلح اور دلوں کی اصلاح فرمانے والے ......میرا گلزار اُجڑ رہا ہے، ہوا تیز ہے، امداد کیجیے)

(۱۷)

جان نصری یا محی الدین فانصر و انتصر
اے علی اے شہر یارِ مرتضیٰ امداد کن

(آپ یا محی الدین رضی اللہ عنہ آپ ابو نصر رضی اللہ عنہ کی جان ہیں مدد فرمایئے آپ کی مدد کی جائی گی......علی رضی اللہ عنہ اے و مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر کردہ، مدد کیجیے)

(۱۸)

سیدِ موسیٰ کلیم طور عرفاں المدد
اے حسن اے تاجدارِ مجتبیٰ امداد کن

(سید موسیٰ رضی اللہ عنہ آپ طریقت کے طور کے کلیم ہیں مدد فرمایئے......آپ کا نام حسن ہے اور امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ ہیں مدد فرمایئے)

(۱۹)

منتقی جوہر ز جیلاں سید احمد الاماں
بے بہا گوہر بہاء الدین بہا امداد کن

(جیلان کے نایاب جوہر ہیں سید احمد جیلانی رضی اللہ عنہ امان کی درخواست ہے......
آپ بیش قیمت موتی ہیں، بہاء الدین مدد فرمائیے)

(۲۰)

بندہ را نمرود نفس انداخت در نار ہوا
یا براہیم ابر آتش گل کنا امداد کن

(یہ ہمارا نفس نمرود کی مثل ہے جو بندے کو خواہشات کی آگ میں ڈالتا ہے) اس بندے کو نفس نے نمرود کی طرح خواہشات کی آگ میں ڈال دیا ہے...... یا ابراہیم ایرجی رضی اللہ عنہ آپ بارش فرما کر آگ کو گلزار فرما کر مدد فرمائیے)

(۲۱)

اے محمد اے بھکاری اے گدائے مصطفیٰ
ما گدایانِ درت اے باسخا امداد کن

اے سید محمد نظام الدین شاہ بھیکا (رحمۃ اللہ علیہ) آپ حضور ﷺ کے دربار کے گدا ہیں اور ہم آپ کے دربار کے گدا ہیں آپ سخی ہیں مدد فرمائیے)

(۲۲)

التجا اے زندۂ جاوید اے قاضی جیا
اے جمال اولیاء یوسف لقا امداد کن

(اے قاضی جیا رضی اللہ عنہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جاویدانی زندگی عطا کی ہے ہمیں نجات دیدیئے (نفس شیطان سے)...... اے جمال اولیاء (اولیاء کرام کے حسن) یوسف لقا امداد فرمائیے)

(۲۳)

یا محمد یا علم و آخر ز دست غفلتم

اے کہ ہر موئے تو در ذکر خدا امداد کن

(اے پیر سید محمد کالپوی (رحمۃ اللہ علیہ) آپ صاحب علم ہیں میں غفلت کے ہاتھوں میں گرفتار ہوں......آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہر بال مبارک ذکر خدا میں مشغول ہے میری مدد فرمایئے)

(۲۴)

اے بنامت شیرہءِ جاں شد نبات کالپی

احمدا نوشین لبا شیریں ادا امداد کن

(اے حضرت سید احمد کالپوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مبارک نام کے طفیل میری جان کا شیرہ کالپی کا نبات بنا...... یا احمد (رحمۃ اللہ علیہ) خوبصورت ہونٹ والے میٹھی ادا والے امداد فرمایئے)

(۲۵)

شاہ فضل اللہ یا ذوالفضل یا فضل اِلٰہ

چشم در فضل تو بست ایں بینوا امداد کن

(شاہ پیر سید فضل اللہ کالپوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب فضل ہیں آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے......اس بینوا نے آپ کے فضل و کرم سے اپنی امید کی آنکھیں لگائی ہوئی ہیں مدد فرمایئے)

(۲۶)

شاہ برکات اے ابو البرکات اے سلطان جود
بارک اللہ اے مبارک بادشاہ امداد کن

(اے ابوالبرکات سید شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ برکات کے بادشاہ ہیں سخاوت کے سلطان ہیں...... اللہ تعالیٰ کی برکات آپ پر نازل ہوں اے مبارک بادشاہ مدد فرمایئے)

(۲۷)

بیخودا و باخدا آلِ محمد مصطفیٰ
سیدا حق و اجدا یا مقتدا امداد کن

(اے سید آل محمد مارہروی! اپنے نفس سے بیخود اور اللہ سے لو لگائی ہوئی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہیں...... آپ سردار ہیں حق کے پانے والے ہیں اے رہبر و رہنما امداد فرمایئے)

(۲۸)

اے حریم طیبہءِ توحید را کوہِ اُحد
یا جبل یا حمزہ یا شیر خدا امداد کن

(اے شاہ سید حمزہ مارہروی! رحمۃ اللہ علیہ آپ طیبہء توحید کے کوہ احد ہیں...... اے طریقت کے پہاڑ (جیسے راسخ) اے اللہ کے شیر حمزہ (رحمۃ اللہ علیہ) مدد فرمایئے)

(۲۹)

یا ابوالفضل آل احمد حضرت اچھے میاں
شاہ شمس الدین ضیاء الاصفیاء امداد کن

اے ابوالفضل اچھے میاں آپ آل احمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم......آپ شاہ شمس الدین ہیں آپ اصفیاء کی روشنی ہیں، مدد فرمائیے)

(۳۰)

تاجدارِ حضرت مارہرہ یا آل رسول

اے خدا خواہ و جدا از ما عدا امداد کن

(مارہرہ کے تاجدار اے شاہ سید آل رسول مارہروی! رحمۃ اللہ علیہ آپ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں......دشمنوں کے خلاف امداد فرمائیے)

(۳۱)

یا الٰہی ذیل ایں شیراں گرفتم بندہ را

از سگانِ شان شمار و دائما امداد کن

(یا اللہ تیرے ان خاص بندوں کا دامن اس بندے نے تھام لیا ہے......ان نیک بندوں کے جو اللہ کے شیر ہیں ان کے کتوں میں ہمیں شمار کر اور ہمشیہ مدد فرمائیے)

(۳۲)

بے وسائل آمدن سوئے تو منظور نیست

ز ان بہر محبوب تو گوید رضؔا امداد کن

(یا اللہ بے وسیلہ تیرے پاس آنا تجھے منظور نہیں......اس لیے رضؔا تیرے ہر محبوب سے فریاد کرتا ہے، مدد فرمائیے)

(۳۳)

نیست عون از غیر تو بل غیر خود ہیچ نیست

یا الٰہ الحق الیک المنتہیٰ امداد کن

(یا اللہ تیرے سوا کوئی مددگار نہیں بلکہ تیرے سوا کوئی ہے ہی نہیں...... یا الٰہ الحق تیرے ہی طرف سب منتہی ہوتے ہیں مدد فرمائیے)

(۳۴)

پاسبانِ اہل سنت اے شہۂ احمد رضا

رحم کن بر حال ما اے با خدا امداد کن

(اہل سنت کے پاسبان آپ ہیں اے شہہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ...... میرے حال پر رحم فرمائیے آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ والے ہیں مدد فرمائیے)

(فارسی سے اردو ترجمہ از: محمد قادری افغانی ابن حاجی گل محمد قادری ساکن کراچی)

نوٹ: امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی علیہ الرحمہ کا فارسی شجرہ یہاں مکمل ہو گیا، آگے کے اشعار میں بھی امداد طلب کی جا رہی ہے مگر وہ اس منظوم شجرہ کا حصہ نہیں ہیں۔

❁❁❁

صدیق صفت حلیم عبدالقادر

فاروق نمط حکیم عبدالقادر

مانند غنی کریم عبدالقادر

در رنگ علی علیم عبدالقادر

(از: امام احمد رضا بریلوی)

امام احمد رضا کے
منظوم اردو شجرۂ طریقت کا تعارف

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی علیہ الرحمہ جو اپنی روایت کے مطابق ۵۵ علوم وفنون پر دسترس رکھتے تھے اور موجودہ دور کے علوم وفنون کے تناظر میں یہ تعداد ۱۰۰ ر سے تجاوز کرتی ہے۔ امام احمد رضا نے ہر فن پر کتاب، رسالہ تصنیف فرمایا ہے اور تینوں زبان میں یعنی اردو، فارسی اور عربی ساتھ ہی آپ نے بغیر کسی استاد کی مدد کے تینوں زبان میں نعتیہ شاعری کرتے ہوئے حمد و نعتیں اور منقبتیں لکھی ہیں جو حدائق بخش کے تین حصوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ نعتیہ شاعری کا پہلا اور دوسرا حصہ بھی آپ کی زندگی میں ''حدائق بخشش'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس کی پہلی نعت کا عنوان اور تاریخ بھی درج ہے ''ذریعہ قادریہ'' ۱۳۰۵ھ۔ اس نعت کا مطلع ہے:

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اسی حدائق بخشش حصہ اول میں ایک منقبت اعلیٰ حضرت کی لکھی ہوئی موجود ہے جو آپ نے اپنے مرشد کریم سید آل رسول قادری مارہروی کے وصال کے بعد ان کے جانشین سیدنا ابوالحسن احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ان کی مسند نشینی کی تقریب

کے لیے لکھی تھی یہ تقریب ۱۲۹۸ھ میں ہوئی تھی اس منقبت کے مطلع کے ساتھ چند اشعار ملاحظہ ہے:

برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسین
سدرہ سے پوچھ رفعت بام ابوالحسین
کرسی نشین ہے نقش مردان کے فیض سے
مولائے نقشبند ہے نام ابوالحسین
ہاں طالع رضاؔ تری اللہ رے یاوری
اے بندۂ جدود کرام ابوالحسین

اس حدائق بخشش کے حصہ اول میں ایک اور نعت کی تاریخ ۱۲۹۶ھ بھی ملتی ہے۔ آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ بعمر ۲۴ رسال اپنا پہلا حج کرنے تشریف لے گئے اور جب حج کا فریضہ انجام دے کر مدینہ منورہ جانے کا وقت قریب آیا اس وقت آپ نے یہ نعت قلمبند کی جس کا عنوان آپ نے خود تحریر کیا:

" غزل کہ در بار عزم سفر اطہر مدینہ منورہ
از مکہ معظّمہ بعد حج محرم ۱۲۹۶ھ عرض کردہ شد "

اس کا مطلع اور چند اشعار ملاحظہ ہوں:

حاجیو آو شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو
زینت کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ
جلوہ فرما یہاں کونین کا دولھا دیکھو

جمعہ مکہ تھا عید اہل عبادت کے لیے
مجرمو! آؤ یہاں عید دوشنبہ دیکھو
غور سے سن تو رضؔا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

اسی طرح جب آپ ١٣٢٤ھ میں دوسرے حج کے موقع پر حج کے بعد مدینہ منورہ جانے کی تیاری کررہے تھے تو آپ نے دو طویل نعتیں تحریر فرمائیں اول ''وصل اول رنگ علمی''، جس کا مطلع ہے:

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے

اس نعت میں ٦٢/اشعار ہیں جس کا مقطع یوں ہے:

آ کچھ سنا دے عشق کے بولوں میں اے رضؔا
مشتاق طبع لذت سوزِ جگر کی ہے

جب کہ دوسری نعت اسی بحر میں بعنوان ''حاضری درگاہ ابدی پناہ وصل دوم رنگ عشقی'' لکھی تھی جس کا مطلع ہے:

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے

اس نعت میں ٦٣/اشعار ہیں اور شاید امام احمد رضا نے آپ ﷺ کی عمر شریف ٦٣/سال کی مناسبت سے ٦٣/اشعار میں حضور کی شان میں قصیدہ لکھا اور راقم کا خیال یہ ہے کہ فصل اول میں بھی ٦٣/اشعار ہوں گے بہت ممکن ہے کہ بیاض میں

کوئی شعر رہ گیا ہو۔اس نعت کا ہر شعر عشق میں ڈوبا ہوا ہے یہاں صرف دو اشعار نقل کر رہا ہوں جو اعلیٰ حضرت کے عشق کا اظہار ہیں:

کعبہ ہے بے شک انجمن آرا دلہن مگر
ساری بہار دلہنوں میں دولھا کے گھر کی ہے
کعبہ دلہن ہے تربتِ اطہر نئی دلہن
یہ رشکِ آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے

امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے نعتیہ دیوان حصہ اول اور دوم میں سب سے قدیم نعت باعتبار تاریخ ۱۲۹۶ھ کی لکھی ہوئی نعت ملی جو آپ نے اپنے اول حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں لکھی تھی لیکن جب راقم نے حدائق بخشش حصہ سوم کا مطالعہ کیا جو مولانا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی برادر اصغر مولانا مفتی محمد حشمت علی خاں قادری رضوی پیلی بھیتی علیہ الرحمہ نے ۱۳۴۲ھ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد شائع کیا تھا، تو اس میں سب سے قدیم اردو شاعری کے اعتبار سے آپ کا منظوم تبصرہ ملا جو آپ نے اپنے والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں قادری برکاتی بریلوی کی تصنیف ''سرور القلوب فی ذکر المحبوب'' پر لکھا تھا جب کہ آپ کی اس وقت عمر شریفہ صرف ۱۲؍سال کی تھی اور اپنے والد ماجد سے درس نظامی کی کتابیں پڑھ رہے تھے مگر والد صاحب نے جب اپنی کتاب مکمل کر لی تو آپ نے ۷؍اشعار میں اس کتاب پر منظوم تبصرہ کیا جو قارئین کے ذوق کے لیے یہاں پیش کر رہا ہوں۔اس کتاب کی سال تصنیف ۱۲۸۴ھ ہے، ملاحظہ کریں تبصرہ:

میرے والد نے جب کیا تصنیف
یہ رسالہ بوصفِ شاہِ ھدیٰ

جس کا ہر صفحہ تختہء فردوس
ہر ورق سدرہ و طوبیٰ
گیسوئے حور ہے سواد حروف
مردم چشم حور ہر نقطہ
با قلم اس کا ابر نیساں ہے
ہر ورق اس کا علم کا دریا
ہر سطر رشک موج صافی ہے
دائروں کو صدف لکھوں تو بجا
نقطے جن کے ہیں گوہر شہوار
قیمت ان کی ہے جنت الماویٰ
سالِ تالیف میں رضؔا نے کہا
وصف خُلق رسول اُمی کیا
(۱۲۸۴ ھ)

جب ۴/سال کے بعد اس تصنیف لطیف کی اشاعت ہوئی اس وقت آپ نے باعتبار طبع قطعہ تاریخ لکھا تھا، ملاحظہ کریں:

شد چو مطبوع اس کتاب عجیب
بود در فکر سال طبع رضؔا
ناگہاں داد ہاتفش آواز
ذکر ہادی چہ مرہم جا نہا
(۱۲۸۴ ھ)

یہ منظوم کلام اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امام احمد رضا اپنی کم سنی میں ہی پختہ شاعر تھے اور اللہ عزوجل نے جہاں ان کو تمام علوم وفنون میں مہارت تامہ عطا کی تھی وہیں آپ کو شاعری کے تمام رموز بھی القا فرمادیے تھے کہ بغیر کسی استاد کے آپ نے ۱۲؍سال کی عمر میں شاعری کے جوہر دکھائے۔

راقم کی تمہید خاصی طویل ہوگئی ابتداً بتانا یہ چاہ رہا تھا کہ امام احمد رضا نے منظوم اردو شجرہ کب لکھا اس سلسلے میں جو تحقیق کرسکا آپ کے سامنے پیش کردی اور نتیجہ یہ نکلا کہ آپ ابتداء ہی سے اردو شاعری میں مہارت رکھتے تھے مگر راقم یہ تلاش کرنے میں ابھی بھی ناکام ہے کہ منظوم شجرہ کب لکھا۔ احقر نے ہندوستان کے کئی اسکالرز اور علماء سے اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ آپ لوگ تلاش کریں کہ امام احمد رضا کے دستخط کا کوئی شجرہ مل جائے تو ممکن ہے اس شجرہ کی سن طباعت بھی اس میں درج ہو۔

اب ملاحظہ کیجیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا تحریر کردہ اردو منظوم شجرہ اور اس کے بعد ان تمام مرشدان عظام کا مختصر تعارف اور اشعار کی مختصر شرح کہ امام احمد رضا قادری برکاتی نے اپنے ان شیوخ کی کن کن صفات کا واسطہ دے کر اللہ کے حضور استغاثہ پیش کیے ہیں۔

☆......شجر نمبر ٦

شجرۂ طیبہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

(بزبان اردو)

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰی کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقے میں صادق رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ھدٰی کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہر معروف و سری معروف دے بیخود سری
جند حق میں گن جنید با صفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے

بوالفراح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بو سعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا
قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

احسن اللّٰہ لھم رزقا سے دے رزق حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفاء کے واسطے

نصرابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیات دین محی جا نفزا کے واسطے

طور عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہر ابراہیم مجھ پر نار غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیاء دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے
خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

حبِ اہل بیت دے آلِ محمد کے لیے
کر شہیدِ عشق، حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُر نور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادم آلِ رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ رسولِ مقتدا کے واسطے

صدقہ اِن اعیاں کا دے چھ عین عز، علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت احمد رَضا کے واسطے

❁❁❁

عبدالقادر کریم عبدالقادر
عبدالقادر عظیم عبدالقادر
رحمانت رب و رحمت عالم اب
رحمت رحمت رحیم عبدالقادر

(از: امام احمد رضا بریلوی)

منظوم اردو قادریہ برکاتیہ رضویہ

شجرۂ طریقت کی مختصر شرح

امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے یہ منظوم شجرہ قرین وقیاس کے مطابق ۱۳۲۴ھ......۱۳۲۵ھ کے درمیان تصنیف فرمایا۔ راقم نے اس بات کی تحقیق کرنے کی کوشش کی کہ اس بات کا سراغ لگایا جائے کہ برصغیر میں اردو منظوم شجرہ نویسی کی ابتداء کب اور کہاں سے ہوئی اور کون اس کا موجد ہے۔ راقم نے اس سلسلے میں جامعہ کراچی کے شعبہء اردو کے کئی سینئر اساتذہ کرام سے اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی مگر کوئی خاص کامیابی حاصل نہ ہوئی اور کوئی اردو ادب کا پروفیسر یہ نہ بتا سکا کہ اردو منظوم شجرہ نویسی کب سے شروع ہوئی۔ راقم نے تاریخ اردو ادب کی کئی کتابوں کا مطالعہ کیا مگر کسی نے بھی اس موضوع پر کچھ نہ لکھا۔ راقم کا یہاں بھی قرین قیاس یہ ہی ہے کہ امام احمد رضا نے اگر ۱۳۲۴ھ میں یا اس کے آگے پیچھے اپنا منظوم اردو شجرہ تحریر کیا ہے تو یہ ممکن ہے کہ اول شجرہ ہو جو اس طرح اردو زبان میں لکھا گیا اور اگر یہ ہی اول شجرہ ہوا تو امام احمد رضا اس میں بھی اولیت حاصل کر کے اعلیٰ حضرت رہیں گے اور دیگر علوم وفنون کی طرح شاعری کی اس صنف میں بھی وہ اولیت حاصل کریں گے۔ اب ملاحظہ کریں شجرہ کے اشعار میں جو شیوخ کے نام کے ساتھ واسطہ دے کر دعائیں اور التجائیں کی گئی ہیں ان کی مختصر شرح:

پہلا شعر:

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے

یارسولؐ اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

امام احمد رضا کے شجرہ کے پہلے شعر کو اس پورے استغاثہ کا مطلع کہہ لیجیے۔ امام احمد رضا دراصل اپنے اس پورے منظوم شجرے میں اپنے شیوخ کے اوصاف کو وسیلہ بنا کر رب کی بارگاہ میں استغاثہ کر رہے ہیں اور اس کی بنیاد قرآن کی آیت استغاثہ ہے کہ ارشاد خداوندی ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰه وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ـــ

(المائدہ:۳۵)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو''۔

امام احمد رضا نے اس آیت کی روشنی میں ۱۲۹۴ھ میں اپنے والد ماجد کے ساتھ اس وسیلہ کو بصورت سید شاہ آل رسول قادری مارہروی کی شکل وصورت میں تلاش کر لیا اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس آیت کی بھی پیروی کر لی جس کی پیروی تمام صحابہ کرام نے کی تھی۔ امام احمد رضا اپنے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بعد ۳۶/واسطوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ تک پہنچے جن کے ہاتھ کو خداوند کریم نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الَّذِيْنَ يبا يعونك انما يبا يعون اللّٰه يدالله فوق

ايديهم (المائدہ:۳۵)

''جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں

ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے“۔

امام احمد رضا اپنے شجرہ میں ان تمام ہاتھوں کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا استغاثہ پیش کرتے ہیں۔

یہاں اول شعر میں اول مصرعہ میں آپ اللہ کی رحمت طلب کر رہے ہیں کہ اے اللہ اپنے حبیب احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ہم پر رحم فرما دے کہ تو نے ان کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور دوسرے مصرعہ میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ! خدا کے واسطے ہم پر کرم کر دیجیے کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

و لو انهم اذظلموا انفسهم جاء ك فاستغفروا اللّٰه
واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما

(النساء)

”جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں اور اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنیوالا مہربان پائیں“۔

یہ پہلا شعر اس آیت کی روشنی میں ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ! ہماری سفارش اللہ کے حضور کر دیں تاکہ ہماری بخشش و مغفرت ہو جائے اور اللہ عزوجل کی رحمت و کرم نوازی ہمیں آپکے صدقے حاصل ہو۔

شجرہ قادریہ برکاتیہ کی اصل جڑ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو محبوب رب العالمین ہیں اور ہمارے لیے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ

نبوت و رسالت میں اول و آخر ہیں اور آپ سلسلہ نبوت کی تکمیل کرنے کے بعد تا قیامت رسول العالمین ہیں۔آپ ہمارے لیے وسیلہ اعظم ہیں ۔آپ نہ صرف ہمارے تمام ظاہری اعمال سے آگاہ ہیں بلکہ وہ ہمارے دلوں کی باتوں سے بھی واقف ہیں ۔اللہ کا حکم ہے کہ ہر آن ان پر درود وسلام پڑھو اس لیے ہمارا یقین ہے کہ آپ ہمارا درود وسلام پڑھنا سنتے بھی ہیں اور جو جہاں سے بھی بھیجتا ہے اس کو دیکھتے اور سنتے ہیں اس لیے امام احمد رضا نے درود وسلام کا کلام لکھتے ہوئے لکھ دیا:

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

شعر نمبر۲:

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا[۲] کے واسطے

کر بلائیں رد شہید کربلا[۳] کے واسطے

اس شعر میں دو شیوخ کا واسطہ دے کر ان کے وصف خاص کے وسیلے سے دعا مانگی جاری ہے، اول مشکل کشا مولیٰ علی کرم اللہ وجہ الکریم کے واسطے سے اپنی مشکلات کے حل کے لیے دعا مانگی جارہی ہے کہ اے باری تعالیٰ مولا علی رضی اللہ عنہ جو مشکل کشا ہیں ان کے واسطے سے میری تمام مشکلات کا حل عطا فرمادے کہ وہ میرے لیے آسان بھی ہو جائیں اور جتنی بھی بلائیں جو کسی صورت میں بھی ہوں شہیدِ کربلا یعنی امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دور فرمادے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے دوسرے شیخ

ہیں۔آپ کی تمام ہی نسبتیں اتنی اعلیٰ ہیں کہ قیامت تک ایسی نسبت والا اب نہیں ہوسکتا آپ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے وقت آپ کے بستر پر آرام کرنے والے، حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد، امام حسنین کریمین کے والد ماجد، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ابوتراب کی کنیت پانے والے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، مرتضیٰ، اسد اللہ، حیدر کرار، شیر خدا اور فاتح خیبر جیسے عظیم القاب پانے والے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی سے ''کنت علی مولا'' کا لقب پانے والے اور اُمت محمدیہ کے لیے تمام مشکلات میں کام آنے والے ہیں، آپ خلافت راشدہ کے چوتھے خلیفہ ہیں اور دوران خلافت ۱۸/ رمضان المبارک ۴۰ھ میں کوفہ کی مسجد میں فجر کی نماز کے وقت حملے میں زخمی ہونے کے بعد ۲۱/ رمضان المبارک کو شہادت پانے والے نجف میں سپرد خاک کردیے گئے۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

سلسلہ کے تیسرے شیخ حضرت علی کے شہزادے، سیدنا فاطمہ کے دُلارے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کے تارے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جنتیوں کے نوجوانوں کے سردار کا تمغہ پانے والے، کربلا کے میدان میں اسلام کو بچانے والے اور اپنا پورا کنبہ اللہ کی راہ میں لٹانے والے، یزید کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کو قیامت تک قائم کرنے والے، اپنی جان کا نذرانہ دے کر حق کا علم بلند کرنے والے سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۶۱ھ بروز جمعہ کربلا کے میدان میں شہادت کا درجہ حاصل کرکے کربلا کی زمین کو قیامت تک آباد رکھنے والے آج کربلا

میں آرام فرما رہے ہیں۔ امام احمد رضا ان کے اس وصف خاص کے وسیلے سے دعا مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ! امام عالی مقام جو شہید کربلا ہیں ان کے وسیلے سے ہماری تمام دنیاوی بلائیں دور فرما دے۔

شعر نمبر ۳:

سیدِ سجاد[۴] کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے

علم حق دے باقرِ علم[۵] ھدیٰ کے واسطے

اس شعر کے پہلے مصرعہ میں امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ العزیز نے سلسلے کے چوتھے شیخ حضرت سیدنا امام زین العابدین ابن سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصف خاص کہ آپ کثرت سے سجدہ فرماتے تھے جس کے باعث آپ سجاد کے لقب سے معروف ہو گئے اس کا واسطہ دیا ہے کہ اے اللہ سید سجاد کے طفیل مجھے بھی ساجد یعنی کثرت سے سجدہ کرنے والا بنا دے دوسرے مصرعہ میں امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے اور سلسلے کے پانچویں شیخ، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے امام سیدنا محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصف خاص، ان کے علم اور حق گوئی کا واسطہ دے کر علم حق اور ہدایت طلب کر رہے ہیں آپ کتاب الٰہی کے بیان کرتے وقت علوم کی باریکیاں اور لطیف اشارات کو واضح کرنے میں مہارت رکھتے تھے، جس قدر علم دین اور سنن، علم قرآن وسیرت اور فنون ادب وغیرہ آپ سے ظاہر ہوئے وہ اہل بیعت میں کسی اور سے اتنے ظاہر نہ ہوئے۔ حدیث میں آپ ثقہ تسلیم کیے جاتے ہیں۔ امام زین العابدین کا وصال ۵/شعبان ۹۴ھ میں ہوا اور سیدنا

امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مبارک ۷/ذی الحجہ ۱۱۴ھ میں ہوا۔ دونوں شیوخ جنت البقیع مدینہ منورہ میں آرام فرما رہے ہیں۔

شعر نمبر۴:

صدق صادق کا تصدق صادق[۶] الاسلام کر

بے غضب راضی ہو کاظم[۷] اور رضا[۸] کے واسطے

اس شعر میں اہل بیت کے تین شیوخ کا ذکر کیا ہے یہ تینوں امام حسین کی ہی آل میں ترتیب سے پائے جاتے ہیں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شجرہ کے چھٹے شیخ طریقت ہیں جو حضرت باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے صاحبزادے بھی ہیں اور ان کے مرید و خلیفہ بھی۔ آپ کے وصف تو متعدد ہیں مگر آپ کی سچائی کا وصف بہت زیادہ نمایا ہے اس لیے امام احمد رضا خاں آپ کی سچائی کا تصدق پیش کر کے سچا مسلمان ہونے کی دعا مانگ رہے ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینے میں حاضری کے وقت آپ سے اکتساب فیض فرمایا۔ آپ اہل بیت میں صاحبِ تصنیف بزرگ ہیں۔ آپ نے تفسیر اور حدیث کی شرح بھی لکھی ہیں آپ کا وصال ۱۵/رجب المرجب ۱۴۸ھ میں ہوا تھا اور جنت البقیع میں اپنے والد امام باقر کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں۔

دوسرے مصرعہ میں امام احمد رضا نے سلسلے کے ساتویں شیخ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آٹھویں شیخ حضرت سیدنا امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ دے کر دعا مانگ رہے ہیں کہ اللہ مجھ پر غضب فرمائے بغیر مجھ سے راضی ہو جا کہ کاظم کے معنی ہیں غضب نہ کرنے والا اور رضا بمعنی راضی

ہو جانا تو امام احمد رضا نے اللہ کی بارگاہ میں امام کاظم کے لفظی معنی اور علی رضا کے رضا کے وصف کو شامل حال کرتے ہوئے دعا مانگی ہے کہ مجھ پر غضب نہ فرما اور تو مجھ سے راضی ہو جا۔

حضرت امام موسیٰ کاظم ''باب الحوائج'' (یعنی حاجتوں کے پورا ہونے کا دروازہ) کے وصف سے مشہور رہے، امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی قبر مبارک اجابت دعا کے لیے تریاق اعظم رکھتی ہے۔ آپکا علم و بردباری کے باعث آپکا لقب کاظم ہوا جس کے معنی ہیں غصہ پی جانے والا۔ آپ کا وصال ۵/رجب المرجب ۱۸۳ھ میں ہوا اور مدینہ منورہ کے جنت البقیع میں آپ آرام فرما رہے ہیں۔

سلسلے کے آٹھویں شیخ امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی ولادت مدینہ پاک ہی میں ہوئی مگر آپ ایران کے شہر مشہد مقدس میں ۲۱/رمضان المبارک ۲۰۳ھ میں وصال فرمانے کے بعد آرام فرما رہے ہیں آپ کو احادیث پر بہت عبور تھا اور ایک وقت سیکڑوں نہیں ہزاروں محدثین آپ سے حدیث سننے کے لیے بیتاب رہتے تھے۔ ایک موقع پر نیشا پور میں جب آپ نے ایک حدیث بیان کی تو اس وقت سننے والوں کی تعداد ۲۰/ہزار بتائی گئی ہے اور اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جو اس حدیث کو اگر اس اسناد کے ساتھ پڑھ کر کسی مجنوں پر دم کر دے تو اس کی دیوانگی جاتے رہے، ان تمام روایوں میں اہل بیت کے لوگ شامل ہیں اور امام علی رضا اس حدیث کو روایت کرتے ہیں اب سند کے ساتھ اس حدیث کو ملاحظہ کریں۔

''حدثنی ابو موسیٰ کاظم عن ابن جعفر الصادق عن

ابی محمد باقر عن ابی زین العابدین عن ابی شهید
کربلا عن ابی علی المرتضیٰ قال حدثنی مجھ سے حدیث
بیان کی میرے حبیب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضرت
ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھوں نے فرمایا کہ مجھے
آگاہ کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہ فرماتا ہے اللہ
عزوجل کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا قلعہ ہے پس جس نے
اس کو پڑھا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں
داخل ہوا وہ میرے عذاب سے بے خوف ہوا"۔

شعر نمبر ۵:

بہر معروف[۹] و سری[۱۰] معروف دے بے خود سری
جُندِ حق میں گن جنیدِ[۱۱] باصفا کے واسطے

اس شعر میں بھی ۳ ر شیوخ کا ذکر کیا ہے جن میں ۹ رویں شیخ معروف کرخی ہیں جب کہ دسویں شیخ حضرت سرالدین سقطی اور دسویں شیخ حضرت جنید بغدادی ہیں اور تینوں کے مزارت بغداد شریف میں مرجع الخلائق ہیں۔

امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمۃ نے پہلے مصرعہ میں حضرت کرخی جن کا اصل نام شیخ اسد الدین تھا اور جنہوں نے حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں عیسائیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کیا اور امام علی رضا سے مکمل تعلیم حاصل کرنے کے بعد خلافت سے بھی نوازے گئے، دوسری طرف آپ نے سیدنا حبیب راعی علیہ الرحمۃ کی بھی صحبت اختیار کی اور اسرارِ معرفت سے آگاہ ہوئے اور وقت کے

قطب کا مقام حاصل کیا۔آپ کا وصال ۲؍محرم الحرام ۲۰۰ھ میں ہوا۔امام احمد رضا نے آپ کی معرفت الٰہی میں شہرت کا وصف دعا میں شامل فرمایا کہ آپ اپنے زمانے کے ان چند عارف باللہ میں تھے کہ زمانے کے اولیاء ان پر ناز فرماتے ہیں اس لیے واسطہ دیا کہ بغداد کے علاقے کرخ کے معروف بزرگ کا واسطہ مجھے بھلائی عطا فرما۔اسی مصرعہ میں دسویں بزرگ حضرت سری سقطی جن کا اصل نام سرالدین تھا ان کے وصف خاص عاجزی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری تھا واسطہ دے کر دعا مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ مجھے حضرت سری سقطی کی عاجزی اور انکساری کا پیکر بنادے، حضرت سری سقطی، حضرت معروف کرخی کے مرید وخلیفہ تھے۔آپ بغداد کے ان اولین اہل اللہ میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے یہاں معرفت کے حقائق بیان کیے یہی وجہ ہے کہ عراق کے اکثر مشائخ آپ کے سلسلے ارادت سے منسوب ہیں۔حضرت جنید بغدادی آپ کے بھانجے، مرید، شاگرد اور خلیفہ ہیں جو اس سلسلے کے گیارہویں امام طریقت ہیں۔حضرت سری سقطی کا وصال ۱۳؍رمضان المبارک ۲۵۳ھ میں ہوا اور تقریباً ۹۸؍سال کی عمر پائی۔حضرت جنید بغدادی جو سلسلے کے گیارہویں شیخ ہیں دنیائے معرفت کے بادشاہ ہیں اور سید الطائفہ طاؤس العلماء جیسے القابات سے معروف ہیں۔امام احمد رضا ان کو حق کا لشکر قرار دیتے ہوئے دعا کررہے ہیں کہ اے اللہ جس طرح جنید بغدادی حق کے لشکر کے باصفا شیخ ہیں مجھے اس لشکر میں شامل فرمالے۔ آپ کا وصال ۲۷؍رجب المرجب ۲۹۷ھ میں ہوا اور اپنے شیخ کے قدموں میں آرام فرماں ہیں۔

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے اپنے شیخ سری سقطی علیہ الرحمہ کے ہمراہ

بعمر ۷۰ سال حرم مکہ میں چارسو سے زیادہ علماء ومشائخ کے درمیان مسئلہ شکر پر بحث ومذاکرہ کے دوران جوشکر کی تعریف کی، سب حیران ہوگئے آپ نے فرمایا شکر یہ ہے جونعمت تجھے رب تعالیٰ نے عطا کی ہے اس نعمت کی وجہ سے نافرمانی نہ کرے اوراس کی نعمت کونافرمانی ومعصیت کا ذریعے نہ بنا۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ یہ آپ نے کہا سے سیکھا توفرمایا' اپنے شیخ سری سقطی سے سیکھا ہے۔

شعر نمبر۶:

بہرِ شبلی[۱۲] شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ[۱۳] واحد بے ریا کے واسطے

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے اس شعر کے پہلے مصرعہ میں اپنے سلسلے کے ۱۲ویں شیخ حضرت جعفر ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ دیا ہے کہ اے اللہ حق کا شیر حضرت شبلی کے طفیل مجھے دنیا کے کتوں سے محفوظ رکھ اور حقیقت میں دنیا کے کتوں سے مراد دنیا کی لالچ اور ہوس ہے جس کے پیچھے دنیا بھاگ رہی ہے اور اللہ کو چھوڑ دیا ہے مگر حضرت شبلی نے عملاً بتادیا تھا کہ اگر اللہ کا بننا چاہتے ہوتو دنیا کو چھوڑ و اور اللہ کے ہوجاؤ اسی وجہ سے آپ نے درویشانہ زندگی گزاری کہ لوگ آپ کو دیوانہ سمجھ کر دھتکارتے اور پتھر مارتے تھے مگر جب وہ جنید بغدادی کی محفل میں آئے تو انھوں نے فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کتنا مقبول ہے اور میں نے اس کا ماتھا اس لیے چوما کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ماتھے کو چوما تھا اور پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ اس کی عادت ہے کہ قرآن کریم کی سورۃ توبہ کی آخری آیت سے پہلے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ

ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم (آیت:۱۲۸) تک جب یہ پڑھتا ہے تو پہلے مجھ پر درود پڑھتا ہے پھر آیت کا بقیہ حصہ تلاوت کرتا ہے اس لیے میں نے اس کے ماتھے کو چوما تھا۔ اللہ نے دنیا سے آپ کو بے نیاز کو دیا تھا اس لیے امام احمد رضا نے آپ کو آپ کے نام شبلی کی نسبت سے حق کا شیر قرار دیا۔

شعر کے دوسرے مصرعہ میں سلسلے کے ۱۳ ویں شیخ حضرت ابو الفضل عبدالواحد تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ ان کے نام کی نسبت سے دے رہے ہیں کہ اے اللہ ہمارے ۱۳ ویں شیخ کا واسطہ کہ ہمیں اپنے واحد در سے وابستہ رکھ اس لیے اس ایک کا واسطہ کہ ہم کو عبدالواحد کے طفیل ایک در کا گدا بنائے رکھ اور در در کی ٹھوکروں سے بچالے۔ حضرت شبلی کی وفات ۲۷/ذی الحجہ ۳۳۴ھ اور آپ کے مرید اور خلیفہ حضرت عبدالواحد کی وفات ۲۶/جمادی الثانی ۴۲۵ھ ہے اور دونوں کے مزار بغداد شریف میں ہیں۔ الحمدللہ جب احقر ۲۰۱۴ء میں بغداد کے سفر میں تھا اس سفر میں سلسلے کے شیوخ ۹۔۱۳ کے مزارات پر حاضری کا موقع ملا تھا۔ اللہ تعالیٰ ایک دفعہ پھر سکون سے وہاں کی حاضری نصیب فرمائے۔ آمین

شعر نمبر ۷:

بوالفرح [۱۴] کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن [۱۵] اور بو سعید [۱۶] سعدزا کے واسطے

اس شعر میں سلسلے کے تین شیوخ بوالفرح یعنی شیخ محمد یوسف ابوالفراح طرطوسی ابن شیخ عبداللہ طرطوسی جو خلیفہ ہیں حضرت عبدالواحد تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان کا ذکر ہے جن کا وصال ۳/شعبان المعظم کو ۴۴۷ھ میں ہوا اور بغداد کے

علاقے طرطوس میں آپ کا مزار مبارک ہے جب کہ ۱۵ویں شیخ حضرت ابوالحسن علی ہاشمی ہکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو حضرت طرطوسی کے خلیفہ ہیں اور جن کا وصال مبارک یکم محرم الحرام ۴۸۶ھ بغداد میں ہوا تھا اور وہیں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ اس شعر میں ۱۶ویں شیخ ابوسعد مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ دیا جارہا ہے جو سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے پیرومرشد ہیں۔آپ کا وصال بھی بغداد میں ۲۷رشعبان المعظم کو ۵۱۳ھ میں ہوا تھا اور بغداد میں آرام فرمارہے ہیں۔

امام احمد رضا خاں اس شعر میں اس طرح استغاثہ پیش کررہے ہیں کہ اے اللہ تجھے حضرت سیدنا ابوالفرح شیخ محمد یوسف کا واسطہ کہ جو میرے شیخ ہیں کہ جن کی کنیت ہے کہ خوشیوں کا باپ،تو میرے غموں کو خوشیوں میں بدل دے اور حضرت سیدنا ابوالحسن یعنی بھلائی والے کے واسطے سے مجھے بھلائی عطا فرما اور حضرت سیدنا ابوسعید مبارک مخزومی کے واسطے سے مجھے خوش بخت اور سعادت منہ بنادے۔

حضرت ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مجلس میں ایک موقع پر سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے فرمایا کہ لوگوں اس عجمی کا اعلیٰ مقام ہے ایک وقت آنے والا ہے جب یہ اعلان کرے گا کہ میرا قدم تمام اولیائے کی گردنوں پر ہے اور اس کے اس کلام کو اس زمانے کے تمام الیائے کرام اپنے اپنے مقام پر رہتے ہوئے سنیں گے اور تمام اولیاء کاملین اپنی اپنی گردنیں جھکادیں گے۔

حضرت ابوسعد مخزومی حضرت خضر علیہ السلام کے مصاحب میں سے تھے اور فرماتے تھے اپنے مرید شیخ عبدالقادر جیلانی کے لیے کہ عبدالقادر نے خرقہ ءخلافت مجھ سے پہنا اور میں نے ان سے اور ہر ایک نے دوسرے سے تبارک لیا۔

شعر نمبر ۸:

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا

قدرِ عبدالقادرِ قدرت نما کے واسطے

سلسلہ عالیہ قادریہ کے بانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکم رمضان بروز جمعہ ۴۷۰ھ......۱۰۷۵ء میں ایران کے شہر گیلان میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست اور والدہ کا نام اُم الخیر فاطمہ تھا۔ اپنے لقب محی الدین سے بہت مشہور ہوئے۔ اس لقب کا خود ذکر فرماتے ہیں کہ یہ ۵۱۱ھ کا واقعہ ہے ایک دفعہ سفر سے بغداد لوٹ رہا تھا، راستے میں مجھے ایک بیمار آدمی ملا جو بہت کمزور جسم والا تھا، مجھے اس نے سلام کیا' میں سے وعلیکم السلام کہا اس کے بعد اس نے کہا کہ میرے قریب آؤ، میں قریب ہوا تو مجھے کہنے لگا کہ مجھے اُٹھاؤ، میں نے اسے اُٹھا کر بٹھایا تو اس کا جسم اچھا ہونا شروع ہو گیا اور چہرے پر رونق آنے لگی اس نے پھر کہا کے مجھے پہچانتے ہو! میں نے نہیں میں جواب دیا تو وہ خود کہنے لگا میں تمہارا دین ہوں جو نحیف ہو رہا تھا اب تم سے از سر نو زندگی ملی ہے آج سے تمہارا نام محی الدین (دین کو زندہ کرنے والا) ہوگا۔ میں قریب کی مسجد پہنچا تو لوگ مجھے محی الدین، محی الدین کے نام سے پکارنے لگے حالانکہ آج سے پہلے کوئی مجھے اس نام سے یاد نہیں کرتا تھا۔

آپ نے ۲۵ سال کی عمر میں بغداد میں حصول علم کے بعد طویل عرصہ لگ بھگ ۲۵/سال بغداد اور اس کے اطراف کے جنگلوں اور ایرانی علاقوں میں خلوت

میں زندگی گزاری اور اللہ عزوجل کا قرب خاص حاصل کیا اور مقام ولایت کا اعلیٰ مقام پایا اور اللہ کی طرف سے جب یہ بات القا ہوئی کہ جاؤ ہمارے دین کی تبلیغ کرو تو فرماتے ہیں کہ میں بغداد واپس آیا اور بعمر ۵۱ر سال وعظ نصیحت کا سلسلہ شروع کیا اور مدرسہ شروع کیا۔ آپ نے عوام کے لیے درس کا اہتمام بھی فرمایا، ہفتہ میں دو بار منگل کی رات اور اتوار کی رات اور جمعہ میں خطبہ جمعہ کی صورت میں درس دیتے اور ہر ماہ کی بارہ تاریخ کو محفل میلاد منعقد فرماتے، یہ سلسلہ ساری حیات لگ بھگ ۴۰ر سال جاری رہا اور وصال کے بعد لوگوں نے آپ کے ایصال ثواب کے لیے ہر ماہ چاند کی گیارہ تاریخ کو محفل کا انعقاد شروع کیا جو صاحبان طریقت میں گیارہویں شریف کے نام سے موسوم ہوگئی۔ مولانا جمیل الرحمٰن قادری رضوی نے ایک منقبت میں ارشاد فرمایا:

تیرے جد کی ہے بارہویں غوث اعظم
ملی ہے تجھے گیارہویں غوث اعظم

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سلسلہ قادری کے تو بانی ہیں مگر معروف سلاسل چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ سلاسل کے پیشواؤں نے بھی غوث اعظم ہی سے فیض حاصل کیا تھا اس لیے آپ کا فیض صرف قادری سلسلہ ہی میں نہں چاروں سلاسل پر فیض جاری ہے اس حوالے سے امام احمد رضا نے اپنی ایک منقبت میں یہ شعر بھی لکھا:

مزرع چشت و بخارا و عراق ، اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا
کس گلستاں کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

چشت سلسلہ سیدنا معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے جبکہ نقشبندی سلسلہ بخارا کے شیخ خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری سے منسوب ہے اور عراق میں شیخ شہاب الدین سہروردی سے سلسلہ سہروردیہ منسوب ہے۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور تک ولایت کبریٰ کے مقام پر فائز رہیں گے۔ آپ کا وصال ۱۷؍ربیع الثانی ۵۶۱ھ/۱۱۶۶ء میں ہوا، بغداد میں آرام فرما رہے ہیں۔ آپ کی اولاد میں صرف لڑکوں کی تعداد ۲۷ تک لکھی ہے۔ امام احمد رضا کا سلسلہ قادری آپ کے صاحبزادے سیدنا عبدالرزاق سے آگے بڑھتا ہے۔

امام احمد رضا شجرہ کے شعر میں آپ کے نام عبدالقادر کا واسطہ دیتے ہیں کہ یا اللہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی کا واسطہ جو قدرت نما یعنی تیری قدرت کے مظہر ہیں اس لیے ان کی قدر و منزلت اور عظیم رتبہ کا واسطہ مجھے بھی قادری بنا' قادری ہونے پر استقامت عطا فرما اور بروز قیامت ان کے غلاموں میں اُٹھانا۔

امام احمد رضا اپنی اس نسبت قادری پر ہمیشہ نازاں رہے اور اپنی اس نسبت کو ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ لکھا کرتے بلکہ اس کے علاوہ بھی کئی نسبتوں کا اپنے نام کے ساتھ ان کو لکھا کرتے یہاں ان ہی کے قلم سے لکھی ہوئی نسبتوں کا ذکر ملاحظہ کیجیے:

''احمد رضا کہتا ہے جو ملت کے اعتبار سے محمدی' عقیدہ کے اعتبار سے سنی، عمل کے اعتبار سے حنفی' طریقت و انتساب کے اعتبار سے قادری برکاتی احمدی' مولود وطن کے اعتبار سے بریلوی اور اللہ نے چاہا تو مدفن و محشر کے اعتبار سے مدنی و بقیعی پھر اللہ کی رحمت سے منزل و مدخل کے اعتبار سے عدنی و فردوسی ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۳۰، مطبوعہ لاہور، ص: ۲۳۸)

امام احمد رضا نے سلسلہ قادری کی نسبت بہت سے اشعار قلمبند فرمائے جس میں آپ نے سلسلہ قادریہ کی فوقیت بتائی مثلاً:

صحابیت ہوئی پھر تا بیعت
بس آگے قادری منزل ہے یا غوث

☆

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

☆

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیارا تیرا

☆

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

شعر نمبر ۹:

احسن اللہ لہم رزقاً سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزاق [۱۸] تاج الاصفیا کے واسطے

سلسلہ قادریہ کے ۱۸ ویں شیخ حضرت عبدالرزاق گیلانی بغدادی ہیں۔ آپ تاج الدین کے لقب سے معروف ہیں اور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے صاحبزادہ اور خلیفہ ہیں۔ امام احمد رضا نے آپ کے نام کی نسبت سے اللہ کے آگے رزق کی دعا مانگی ہے کہ اے اللہ اپنے بندہ عبدالرزاق کے وسیلے سے ہمیں اچھا اور حلال رزق عطا

فرما۔ آپ شیخ عبدالقادر جیلانی کی ان ۱۰/اولاد میں سے ۵ ویں صاحبزادے ہیں جن کے ذریعے نہ صرف نسبی نسل آگے بڑھی بلکہ سلسلہ قادریہ کی اشاعت بھی ہوئی۔ آپ کا وصال ۶/شوال المکرّم ۶۲۳ھ میں ہوا اور بغداد میں حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبرے کے احاطے میں مدفون ہیں۔

شعر نمبر ۱۰:

نصر ابی صالح[19] کا صدقہ صالح و منصور رکھ

دے حیات دیں محی[20] جاں فزا کے واسطے

امام احمد رضا خاں قادری شعر نمبر ۱۰ میں سلسلے کے ۱۹ ویں اور ۲۰ ویں شیخ کا ذکر فرما رہے ہیں جو سیدنا غوث اعظم کے پوتے اور پڑپوتے ہیں۔ ۱۹ ویں شیخ سید ابوصالح عبداللہ نصر عماد الدین ابن و خلیفہ سید عبدالرزاق بغدادی رضی اللہ تعالیٰ ہیں جن کا وصال ۲۷/رجب ۶۳۲ھ میں ہوا اور ۲۰ ویں شیخ ابوصالح کے صاحبزادے ابونصر سید محی الدین قادری جیلانی بغدادی ہیں جن کا وصال ۲۷/ربیع الاول ۶۵۶ھ میں ہوا۔ دونوں کے مزارات بغداد شہر میں ہیں۔ امام احمد رضا ۱۹ ویں شیخ حضرت عبداللہ نصر عماد الدین کی کنیت ابوصالح کی نسبت سے صالح و منصور یعنی نیک اور کامیاب زندگی کی دعا مانگ رہے ہیں اور ابوصالح کے بیٹے محی الدین کی نام کے معنویت کے وسیلے سے ایمان کی سلامتی کی دعا کر رہے ہے کہ اے اللہ حضرت ابوصالح کا صدقہ مجھے بھی نیک اور منصور بنا دے یعنی مجھے کامیابی عطا فرما اور سید محی الدین کے وسیلے سے مجھے حیات ایمان کی سلامتی کے ساتھ نصیب فرما۔ آمین

شعر نمبر۱۱:

طور عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا
دے علی، موسیٰ، حسن، احمد، بہا کے واسطے
۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵

اس شعر میں امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز نے اپنے سلسلے کے پانچ شیوخ کا دوسرے مصرعہ میں ذکر کیا ہے جب کہ پہلے مصرعہ میں پانچ صفات عرفان یعنی پہچان، علو یعنی بلندی، حمد یعنی خوبی و نیک نامی، حسن یعنی بھلائی اور بہا یعنی چمک کے حوالے سے دعا مانگی ہے کہ اے اللہ ان پانچ بزرگوں کے واسطے جو تیری معرفت کی پہچان رکھتے تھے' جو اپنے اپنے زمانے میں بلند مقام پر فائز تھے جن کی نیک نامی مشہور ہے جنھوں نے ہمیشہ دوسروں کے ساتھ بھلائی کی اور جو شریعت اور طریقت کی چمک دمک تھے ان کے وسیلے سے مجھے بھی عطا فرما۔

حضرت سیدنا شیخ علی بغدادی (م۔۲۷ شوال المکرّم ۷۳۹ھ) کے وسیلے سے دین و دنیا میں بلندی' حضرت شیخ سید موسیٰ بغدادی (م۔۱۳/رجب ۷۶۳ھ) کے طفیل اپنی معرفت میں بلند مقام' حضرت سیدنا شیخ حسن قادری بغدادی (م۔۲۶/صفر ۷۸۱ھ) کے وسیلے سے دین و دنیا کی بھلائیاں' حضرت شیخ احمد جیلانی بغدادی (م۔۱۹ محرالحرام ۸۰۳ھ) کے طفیل خوبی و نیک نامی اور حضرت بہاء الدین شطاری جنیدی (م۔۱۱ ذی الحجہ ۹۲۱ھ) کے طفیل دنیا و آخرت میں نور عطا فرما۔ آمین

اس شعر میں امام احمد رضا کی شاعری کی داد دیجیے کہ پانچ شیوخ کے نام کے ساتھ جو پانچ نسبتیں لکھی ہیں مثلاً علی کے ساتھ علو، موسیٰ کے ساتھ طور عرفان، حسن کے

ساتھ حسنی، احمد کے ساتھ حمد اور بہاء الدین کے ساتھ بہا،نہایت مناسب تشبیہات اور نسبتیں لکھی ہیں اور یہ ہی احمد رضا کا شعری ذوق ہے کہ اس فن میں بھی انفرادیت کے مالک ہیں،شاید اور سلاسل کے شجروں میں دعائیہ کلمات اس مناسبت سے نہ ہوں جس طرح امام احمد رضا نے پورے شجرہ میں یہ اہتمام رکھا ہے مگر ایک شعر میں پانچ شیوخ اوران کی پانچ نسبتیں وہ بھی ان کے مرتبہ کے لحاظ سے لکھنا یہ صرف آپ ہی کا کمال ہے۔

سلسلہ قادریہ رزاقیہ کے ہندوستان کے پہلے شیخ:

امام احمد رضا خاں قادری جس سلسلے قادری رزاقی سے وابستہ ہیں اس سلسلے کے سات شیوخ تسلسل کے ساتھ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب سے تعلق رکھتے ہیں یعنی ۱۸ ویں شیخ سیدنا عبدالرزاق قادری بغدادی سے لے کر ۲۴ ویں شیخ سید احمد جیلانی بغدادی (م ۸۵۳ھ) تک اور یہ سب کے سب بغداد ہی میں مدفون ہیں اس سلسلے کے ۲۵ ویں شیخ بہاء الدین شطاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا تعلق ہندوستان کے علاقے سرہند سے ہے اور جنید نامی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں آپ حج کے لیے جب تشریف لے گئے وہاں حضرت شیخ احمد جیلانی بغدادی سے بیعت ہوئے اور خرقہ ءخلافت لے کر واپس ہندوستان آئے۔ یہ زمانہ سلطان محمد خلجی کا تھا اور آپ نے سلسلہ قادریہ رزاقیہ کی ہندوستان میں ترویج فرمائی اس لحاظ سے آپ سلسلہ قادریہ کی رزاقیہ شاخ کے ہندوستان میں بانی قرار پاسکتے ہیں اور آپ کا وصال ۱۱/ذی الحجہ ۹۲۱ھ میں ہوا اور حیدر آباد دکن کے علاقے دولت آباد میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ امام احمد رضا نے آپ کے لیے جو وصف استعمال کیا وہ ''بہا'' یعنی چمک

ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ۵۰۰/سال سے زیادہ یہ قادریہ چمک ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے مینارۂ نور بنی ہوئی ہے اور کروڑوں قادری آپ سے وابستہ ہیں اور اس چمک کو امام احمد رضا نے اپنی حیات میں ہر اعتبار سے ایسا بڑھا دیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔

حضرت شیخ بہاء الدین شطاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہندوستان میں سلسلہ قادریہ میں طریقہء سلوک کے لیے تین طریقے (۱) طریقہ اخیار (۲) طریقہ ابرار اور (۳) طریقہ شطاریہ اپنے رسالہ ''اذکار واشغال'' میں قلمبند کیے ہیں جن کو تفصیل سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی قادری علیہ الرحمہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''اخبار الاخبار'' میں ذکر بھی کیا ہے۔ سلسلہ قادریہ کے بزرگان دین اپنے مریدوں کی ان ہی تین اصول سے تربیت فرماتے ہیں اور ان کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لیے ان اصولوں پر چلنے کی تاکید فرماتے ہیں۔

شعر نمبر ۱۲:

بہر ابراہیم[۲۶] مجھ پر نار غم گلزار
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ[۲۷] کے واسطے

سلسلہ قادریہ کے ۲۶ ویں شیخ کا اسم گرامی سید ابراہیم ولد سید معین ولد عبدالقادر ولد مرتضیٰ الحسنی القادری ہے جو ہندوستان کے علاقے ایرج میں پیدا ہوئے آپ کے فضائل کا اعتراف اکثر مورخین نے کیا ہے بالخصوص حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔۱۰۵۲ھ) نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''اخبار الاخیار'' میں تفصیل سے کیا ہے۔

امام احمد رضا نے اپنے سلسلے کے ۲۶ ویں شیخ سید ابراہیم کے اسم گرامی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے نسبت دے کر اللہ تعالیٰ سے اپنے غموں کی آگ بجھانے کی بھیک مانگی ہے کہ جس طرح اے اللہ تو نے حضرت براہیم علیہ السلام کے لیے دہکتی آگ کو ان کے لیے گل گلزار کر دیا میرے لیے بھی میرے شیخ ابراہیم کے صدقے دنیا کے غموں کو دور کردے۔ دوسرے مصرعہ میں ۲۷ ویں شیخ حضرت محمد نظام الدین عرفہ شاہ بھیکہ کے عرف کو واسطہ بنایا کہ اے اللہ اپنے در کے بھکاری حضرت نظام الدین کا واسطہ جو ہر وقت تیرے آگے ہاتھ بڑھائے رہتے ،ان کی اس ادا کے صدقے مجھے بھی اپنی رحمتوں کی بھیک عطا فرما۔حضرت نظام الدین عرف شاہ بھیکہ کا اصل وطن مولود عراق کے شہر بغداد کی بستی محرام ہے مگر آپ کے اجداد ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لے آئے اور اودھ میں قیام کیا۔آپ کو متعدد بار نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی اور متعدد بار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی زیارت ہوئی اوران سے روحانی فیض حاصل کیا۔آپ سلسلہ قادریہ میں حضرت ابراہیم ایرجی سے بیعت ہوئے اور خلافت سے بھی نوازے گئے ۔حضرت نظام الدین بھیکا کا وصال ۹۱ / سال کی عمر میں ۸ / ذی القعدہ ۹۸۱ھ میں ہوا اور کاکور میں تدفین ہوئی جب کہ حضرت ابراہیم ایرجی کا وصال ۵ / ربیع الاول ۹۵۳ھ میں ہوا تھا اور دہلی میں سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درگاہ میں حضرت امیر خسرو کے قدموں میں آرام فرما رہے ہیں۔

شعر نمبر ۱۳:

خانہء دل کو ضیاء دے روئے ایماں کو جمال

شہ ضیاء[28] مولیٰ جمال الاولیاء[29] کے واسطے

اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں امام احمد رضا خاں قادری اپنے سلسلے قادری کے دوشیوخ کا ذکر کررہے ہیں ایک ۲۸ویں شیخ حضرت قاضی ضیاء الدین عرف شیخ جیا رضی اللہ تعالیٰ جن کا وصال ۲۱/رجب ۹۸۹ھ کو ہوا اور آپ کا مزار مقدس انڈیا کے علاقے اناؤ میں ہے۔ آپ حضرت نظام الدین بھیکہ قادری کے مرید وخلیفہ تھے اور دوسرے ۲۹ویں شیخ حضرت سید شیخ جمال الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ دے رہے ہیں جن کا وصال شب عیدالفطر ۱۰۴۷ھ میں ہوا اور آپ کا مزار مبارک انڈیا میں کوڑہ جہاد آباد ضلع فتح پوہنوا میں ہے اور آپ شیخ قاضی ضیاء الدین جیا کے خلیفہ ہیں۔

امام احمد رضا اس شعر کے پہلے مصرعہ میں دونوں شیوخ کے نام یعنی ضیاء سے وسیلہ دے رہے ہیں کہ اے اللہ حضرت ضیاء الدین کے نام کا صدقہ میرے دل کو روشن فرمادے اور شیخ جمال کے نام کے واسطے سے دعا کررہے ہیں کہ اے اللہ تجھے جمال اولیاء کے جمال کا صدقہ میرے ایمان کو حسن و جمال عطا فرما۔

حضرت قاضی ضیاء الدین عرف شیخ جیا لکھنو میں ۹۲۵ھ میں پیدا ہوئے تمام دینی تعلیم علامہ وجیہہ الدین بن نصر اللہ علوی گجراتی سے گجرات جا کر حاصل کی۔ آپ ۴۰/سال تک حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہے اور باطنی علوم کا خزانہ حاصل کیا۔ آپ نے زندگی میں صرف ۱۱/مرید کیے مگر یہ تمام مرید اپنے وقت کے باطنی علوم کے عظیم رہنما بنے جن سے فیض کے چشمے آج تک جاری ہیں۔

حضرت سید شیخ جمال اولیاء کی پیدائش سے قبل ۱۲۰ر برس کی عمر کے ایک فقیر خدا بخش علیہ الرحمہ نے آپ کے والد مخدوم جہانیاں بن بہاء الدین کو بشارت دی کہ جہانیاں کے گھر میں جمال آئے گا اس لیے آپ کا نام سید شیخ جمال اولیاء رکھا گیا۔ آپ ۲۸ر واسطوں سے حسینی سید ہیں۔ آپ نے نبی کریم ﷺ کی بشارت پر جنگل میں جہاں خشک گھاس ہوا کرتی تھی وہاں ڈیرہ ڈال دیا، مسجد بنوائی، خانقاہ آباد کی، لوگ جس کو کوڑہ گر کہا کرتے تھے وہ کوڑہ جہاد آباد بن گیا۔ حضرت خضر علیہ السلام کا ارشاد تھا کہ اے جمال تم یہاں رہ کر دین کی خدمت کرو صدیوں تمہاری اولاد سے لوگوں کو دین کی روشنی ملے گی اور تمہاری اولاد میں بڑے بڑے اولیاء کرام ہوں گے آپ اپنے والد کے شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ مرید بھی ہیں مگر قاضی ضیاء الدین عرف شیخ جیا کی صحبت اور خدمت کے باعث آپ کو خرقہ خلافت ملا اور یوں آپ سلسلہ قادریہ کے ۲۹ ویں شیخ طریقت بنے۔ آپ کے خلفاء میں کالپوری خاندان کے ایک سید زادے سید محمد کالپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جو سلسلہ قادریہ کے ۳۰ ویں شیخ طریقت ہیں۔

شعر نمبر ۱۴:

دے محمد[۳۰] کے لیے روزی کر احمد[۳۱] کے لیے
خوان فضل[۳۲] اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

امام احمد رضا نے اپنے سلسلے کے ان تینوں بزرگوں کا جن کا تعلق ترمذی سادات سے ہے ایک ساتھ ذکر کیا ہے یہ تینوں بزرگ ہندوستان کے شہر کالپوی میں آباد ہوئے اور یہاں سلسلہ قادریہ کو فروغ دیا۔ امام احمد رضا پہلے مصرعہ اولیٰ میں سلسلے کے ۳۰ ویں شیخ حضرت میر سید محمد کالپوی ابن میر سید ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ

دے رہے ہیں جن کا وصال ۶ رشعبان المعظم ۱۰۷۱ھ میں ہوا تھا اور ۳۱ ویں بزرگ حضرت شیخ میر سید احمد کالپوی ابن میر سید محمد کلپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ دے رہے ہیں جن کا وصال ۱۵ رصفر المظفر ۱۰۸۴ھ میں ہوا اور ان دونوں بزرگوں کے اسم محمد اور احمد کے ناموں کو وسیلہ بنا کر رزق، روزی طلب کر رہے ہیں اور دوسرے مصرعہ میں کالپوی شریف کے بڑے بزرگ اور سلسلے کے ۳۲ ویں شیخ حضرت میر سید فضل اللہ کالپوی ابن سید احمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ دے رہے ہیں جن کا وصال ۱۶ رذیقعدہ ۱۱۱۱ھ میں ہوا اور حضرت فضل اللہ کے اسم کو اللہ کا فضل جانتے ہوئے اس کے فضل کے دستر خوان سے حصہ طلب کر رہے ہیں۔

سلسلہ قادریہ کے یہ تینوں بزرگ کالپوی شہر میں قیام پذیر رہے اگر چہ حضرت میر سید محمد کالپوی کو تمام سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل تھی مگر تینوں بزرگوں نے جو یکہ بعد سجادہ نشین ہوئے سلسلے قادریہ کو ہی فروغ دیا۔ حضرت میر سید محمد کالپوی کو حضرت شیخ جمال اولیاء سے بیعت کے ساتھ ساتھ اجازت خلافت حاصل تھی اور حضرت میر سید محمد کالپوی پھر انکے بیٹے اور پوتے حضرت میر سید فضل اللہ کالپوی اس سلسلے کو فروغ دیتے رہے اور آپ کے ہاتھ پر بلگرام کے ایک سید زادہ حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی نے بیعت کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا اور یوں مرکز کالپوی سے سلسلہ طریقت قادریہ مارہرہ شریف پہنچا۔

شعر نمبر ۱۵:

دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی[۳۳] انتما کے واسطے

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی قدس سرہ العزیز کے شجرہ شریف کے یہ ۳۳ ویں شیخ حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی علیہ الرحمہ ابن سید شاہ اویس ہیں جن کا نسب ۳۵؍ واسطوں سے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے آپ کا اسم گرامی چونکہ برکت اللہ تھا اس لیے آپ کے اسم کی مناسبت سے امام احمد رضا خاں دین و دنیا کی برکتیں طلب کر رہے ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے بہت بڑے عاشق رسول ﷺ تھے اور کئی دفعہ جاگتے ہوئے زیارت نبی ﷺ سے مشرف ہو چکے تھے جس کے باعث آپ کا عشق رسول ﷺ بھی انتہا پر تھا اور عشقی تخلص بھی رکھتے تھے اس لیے امام احمد رضا دوسرے مصرعہ میں آپ کے عشق رسول ﷺ کا واسطہ دے کر اللہ عزوجل سے اس عشق کو طلب کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ قادریہ یہاں سے برکاتیہ سلسلہ بنا اور امام احمد رضا خود اس دوسرے مصرعہ کے پرتو بنے اور زمانے نے ان کو عاشق رسول کہا اور عاشق رسول مانا۔

حضرت شاہ برکت اللہ سلسلہ قادریہ کے بزرگ حضرت سید فضل اللہ کالپوی سے سلوک و معرفت کی تعلیم کے لیے کالپوی تشریف لے گئے جہاں آپ نے سلسلہ قادریہ میں آپ سے بیعت کی اور جلد ہی اپنے شیخ سے اجازت و خلافت لے کر مارہرہ شریف پہنچے اور یہاں خانقاہ قادریہ برکاتیہ کی بنیاد ڈالی۔ آپ خود فرماتے ہیں جب اپنے شیخ کے پاس سے ان کے حکم پر روانہ ہوئے تو انھوں نے چلتے وقت سینے سے لگایا اور تین مرتبہ یہ کلمہ ارشاد فرمایا ''دریا بدریا پیوست'' اس کے بعد میرا باطن کھل گیا اور تمام مقامات کی سیر کر لی۔ آپ کو ایک دن چشم سر سے حضور اقدس ﷺ اور ساتھ میں اپنے جد سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ کو بشارت دی گئی

کہ مارہرہ شریف جا کر وہاں مستقل سکونت اختیار کرلو۔ چنانچہ آپ اس ویران علاقے میں پہنچے اور اس کو آباد کیا۔ آج آپ کے نام کی برکت سے وہاں برکت ہی برکت ہے اور آپ کا سلسلہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف سے آج بھی جاری وساری ہے اور اس خانقاہ میں آپ کی ۸/ویں پشت سے حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر امین میاں برکاتی مارہروی سجادہ نشین ہیں اور سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی خانقاہ سے سلسلے کو فروغ دی رہے ہیں۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ ''فقیر کو اگر چہ تمام سلاسل میں خلافت واجازت حاصل تھی''۔ مگر آپ نے سلسلہ قادریہ میں لوگوں کو بیعت کیا اور یہ اس لیے کہ آپ کو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے یہ بشارت ملی جس کو آپ نے اپنی زبان سے بیان فرمایا۔

''حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا تمہارے خاندان کے مریدوں متوسلوں کی شفاعت کا ذمہ دار ہوں میں جنت میں ہرگز قدم نہ رکھوگا جب تک تمہارے خاندانی مریدوں کو جنت میں داخل نہ کرلوں''۔

آپ کئی زبانوں میں شاعری فرماتے تھے آپ کا عربی زبان میں لکھا ہوا سلام صدیوں سے پڑھا جارہا ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں:

يا شفيع الورىٰ سلام عليك
يا نبي الهدىٰ سلام عليك
خاتم الانبياء سلام عليك
سيد الاصفياء سلام عليك

سیـــد ی یـــا حبیبـــی مـــولائـــی
لك روحـــی فـــدا ســـلام عـــلیك
هـــذا قـــول غـــلامك الـــعشـــقـــیّ
مـــنـــه یـــا مـصـطـفـی ســـلام عـــلیك

شاعری کے علاوہ آپ کے تصوف پر زیادہ رسائل ہیں۔

آپ کی خانقاہ میں ایک نہایت نادر تبرک بصورت خرقہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے جو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا، اس کے بعد یہ ہند کے ولی حضرت خواجہ غریب نواز کو حاصل ہوا ان سے ان کے سلسلے میں بزرگوں کو ملتا رہا اور حضرت نصر الدین چراغ دہلوی تک ان سے ان کے خاندانی بزرگوں سے ہوتا ہوا بلگرام کے بہت بڑے عالم دین اور وقت کے مجدد میر عبدالواحد بلگرامی تک پہنچا جن کی تصنیف ''سنا سنابل'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول تصنیف ہے ان سے حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی تک پہنچا اور آج بھی اس خرقہ کی زیارت کرائی جاتی ہیں۔اس کی برکت سے یہ سلسلہ برکاتیہ قادریہ ہندوستان کے ان چند خاندانوں میں سے ایک ہے جہاں سلسلہ قادریہ میں کثیر لوگ آج بھی بیعت ہوتے ہیں اس کی ایک شاخ آگے چل کر امام احمد رضا کی نسبت سے قادریہ رضویہ کہلائی جس میں کروڑوں لوگ آج سلسلہ قادریہ میں بیعت ہیں۔

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز نے شاہ آل رسول قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ سے سلسلہ میں نسبت حاصل کرنے کے بعد اگرچہ ۲۸۔۳۰ سال بعد سلسلہ قادریہ کو فروغ دیا مگر آپ نے اپنے سلسلہ کے بزرگوں کا ہمیشہ ادب واحترام رکھا، آپ نے اپنی نعتوں میں بھی کئی جگہ ان کا ذکر کیا ہے، ان کی شان

میں مناقب لکھی ہیں اور اپنے قصیدہ سلامیہ میں بھی ان کا ذکر خیر فرمایا ہے۔ ملاحظہ کریں قصیدہ سلامیہ کے وہ اشعار جن میں خاندان برکاتیہ مارہرہ کے بزرگوں کا ذکر شامل ہے:

شاہ برکات طریقت و برکات پیشینیاں
نو بہار طریقت پہ لاکھوں سلام
سید آل محمد امام الرشید
گل روحِ ریاضت پہ لاکھوں سلام
حضرت حمزہ شیر خدا و رسول
زینت قادریت پہ لاکھوں سلام
نام و کام وتن و جان و مال و مقال
سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام
نورِ جاں عطر مجموعہء آل رسول
میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام

آخر میں اپنے سلسلہ قادریہ برکاتیہ احمدیہ کے سجادہ نشین اور شیخ مجاز حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی سلام میں شامل رکھا اور آخری شعر اس خانقاہ سے متعلق مندرجہ ذیل ہے:

زیب سجادہ سجاد نوری نہاد
احمد نور طینت پہ لاکھوں سلام

آپ کا وصال ۱۱؍رجب المرجب ۱۳۲۴ھ بوقت صبح صادق ۷۱؍برس کی عمر میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک مارہرہ شریف ضلع ایٹہ میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

اب ملاحظہ کریں بقیہ اشعار جن میں مشائخ برکات کا واسطہ دے کر دعائیں کی گئیں ہیں۔

شعر نمبر۱٦:

حُبِ اہل بیت دے آلِ محمد[۳۴] کے لیے
کر شہیدِ عشق حمزہ[۳۵] پیشوا کے واسطے

امام احمد رضا اس شعر کے پہلے مصرعہ میں سلسلہ قادریہ برکاتیہ کے بزرگ حضرت سید آل محمد مارہروی رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید شاہ برکت اللہ قادری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلہ قادریہ برکاتیہ کے ۳۴ ویں شیخ ہیں ان کے نام آل محمد کو اس طرح وسیلہ بنا رہے ہیں کہ اے اللہ عزوجل تجھے حضرت شاہ ابوالبرکات آل محمد مارہروی علیہ الرحمہ کا واسطہ مجھے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے (آل محمد) اہل بیعت کی محبت عطا فرما اور اگلے مصرعہ میں حضرت شاہ حمزہ مارہروی ابن حضرت سید آل محمد مارہروی علیہ الرحمہ کی نسبت کا واسطہ دے رہے ہیں کہ اے اللہ حضرت سید شاہ حمزہ مارہروی کے نام کا واسطہ مجھے بھی شہید عشق بنا یعنی اپنی محبت میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والا بنا دے۔ (آمین)

حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی علیہ الرحمہ کو اپنے والد ماجد حضرت شاہ برکت اللہ سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل تھا اور شاہ برکت اللہ نے اپنی حیات ہی میں آپ کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ آپ مسلسل ۱۸ برس ریاضت میں مصروف رہے جس دوران آپ نے صرف جَو کی روٹی پر گزارا کیا۔ آپ بادشاہوں نوابوں سے مکمل دور رہتے اور ان کے نذرانوں سے بھی پرہیز کیا کرتے۔ آپ کا وصال ۱٦/ رمضان

المبارک ۱۱۶۴ھ میں ہوا اور اپنے والد ماجد سید شاہ برکت اللہ مارہروی کے مزار مبارک کے قریب آرام فرمارہے ہیں۔

شعر نمبر ۱۷:

دل کو اچھا تن کر ستھرا جان کو پُر نور کر

اچھے[۳۶] پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کے واسطے

حضرت شیخ سید شاہ آل احمد قادری مارہروی ولد سیدنا شاہ حمزہ قادری مارہروی المعروف اچھے میاں سلسلہ قادریہ برکاتیہ کے ۳۶ ویں شیخ طریقت ہیں جن کی پیدائش ۲۸ رمضان ۱۱۶۰ھ اور وصال ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ میں ہوا۔ امام احمد رضا نے آپ کے عرفی نام کی نسبت سے روح، بدن اور دل کو ستھرا اور پُر نور ہونے کی دعا مانگی ہے کہ ان اچھے کے صدقے جو دین متین کے چمکتے سورج اور بلندیوں کے چاند ہیں میرے دل کو ہر برائی سے پاک اور میرے دل کو ہر ظاہری غلاظت سے پاک کرکے روح کو پرنور کردے۔

آپ کے جد امجد حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی نے یہ بشارت سنائی تھی کہ چند واسطوں سے مجھے ایک لڑکا عنایت ہوگا جس سے رونق خاندان دوبالا ہوگئی اپنا ایک خرقہ عطا فرمایا اور اپنے بیٹے حضرت ابوالبرکات سید آل محمد مارہروی کو دیا کہ یہ اس صاحبزادے کے لیے ہے۔ چنانچہ آپ کے دادا سید آل محمد مارہروی نے اپنے پوتے سید آل احمد اچھے میاں کی تسمیہ خوانی کے وقت گود میں بٹھا کر اپنے والد کی بشارت لوگوں کو سنائی تھی۔

حضرت آل احمد مارہروی بڑے باکمال اور عارف باللہ تھے کرامات اور

تصرفات میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ملفوظات میں بھی آپ کا بلند کلمات کے ساتھ ذکر شامل ہے۔

آپ نے سلسلہ قادریہ کو بہت فروغ دیا اور اعداد و شمار کے مطابق آپکے اس زمانے میں کئی لاکھ مرید تھے اور سلسلہ قادریہ کو یوں بھی آپ سے بہت زیادہ فروغ ملا کہ سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں آپ کے ۷۰/ سے زیادہ خلیفہ تھے جنھوں نے سلسلہ قادری میں بیعت کو جاری رکھا۔ آپ صاحب تصنیف بزرگ بھی تھے اور آپکی تصوف میں ایک معرکۃ الآرا فارسی تصنیف ''آداب السالکین'' بھی ہے جس کا اردو ترجمہ حضرت شاہ اولادرسول مارہروی نے کیا تھا دونوں مطبوعہ کتابیں آسانی سے دستیاب ہیں۔

امام احمد رضا جہاں اپنی نسبت قادری لکھتے ہیں وہیں برکاتی اور احمدی بھی لکھتے ہیں جس سے مراد شاہ برکت اللہ عشقی اور سید آل احمد مارہروی المعروف اچھے میاں ہیں۔ امام احمد رضا آپ کی روحانیت سے واقف کار تھے اس لیے آپ کی شان میں ایک طویل منقبت لکھی ہے جس کے چند اشعار یہاں نقل کر رہا ہوں یہ کلام آپ نے فارسی میں لکھا تھا۔ حدائق بخشش حصہ دوم میں شامل اس منقبت کے چند اشعار ملاحظہ کریں:

اے بدور خود امام اہل ایقاں آمدہ
جان انس و جان جاں و جان جاناں آمدہ
نامت آل احمد و احمد شفیع المذنبین
زاد دل از دست گنہ پیش تو نالاں آمدہ

چوں گل آل محمد رنگ حمزہ بر فروخت
بوئے آل احمد اندر باغ عرفان آمدہ
اے ز لال چشمۂ کوثر لب سیراب تو
بر در پاکت رضؔا با جان سوزاں آمدہ

امام احمد رضا نے اپنے دادا پیر شیخ آل احمد مارہروی کے لقب شمس الدین کے حوالے سے ایک قطعہ فارسی میں لکھا تھا جو حدائق بخشش حصہ سوم میں شامل ہے ملاحظہ کریں:

انجم شدہ تابندہ و جوشاں ہجوم
ہم ہادی خلق و ہم بے دیود جوم
این ہا ہمہ در کرامت شمس الدین
دریاب و نگر کہ شمس بارید و نجوم

امام احمد رضا نے حضرت آل محمد کی تاریخ وصال جو قرآن کریم کی آیت ''ادخلی فی جنتی'' ۱۱۹۸ھ سے تخریج کی تھی یہ بھی حصہ سوم میں شامل ہے۔
شعر نمبر ۱۸:

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے

سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ احمدیہ کے ۳۷ ویں شیخ طریقت حضرت سید شاہ آل رسول قادری مارہروی ابن سید شاہ آل برکات مارہروی المعروف بہ ستھرے میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت ابوالبرکات ستھرے میاں حضرت اچھے میاں کے بھائی

ہیں آپ بھی والد ماجد حضرت شاہ حمزہ مارہروی کی طرف سے صاحب اجازت وخلافت ہیں اور خانقاہ مارہرہ میں یہ دونوں شاخیں سلسلہ قادری کو فروغ دے رہی ہیں امام احمد ررضا کے پیرو مرشد حضرت شال آل رسول مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد سے بیعت تھے اوران سے خلافت واجازت حاصل تھی مگر آپ سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں مرید سلسلے اچھے میاں میں ہی کرتے تھے اس اعتبار سے امام احمد رضا کے دادا پیر حضرت اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حضرت شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمۃ کے اساتذہ کرام میں بڑے اکابر علماء ومشائخ شامل تھے مثلاً حضرت عین الحق شاہ عبدالمجید بدایونی، حضرت شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی، مولانا انوار صاحب فرنگی محلی، حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جب کہ طب کی تعلیم اپنے والد ماجد کے علاوہ حکیم فرزند علی خان موہانی سے حاصل کی۔امام احمد رضا نے آپ کے علوم ظاہری و باطنی اور مکاشفہ کی اکثر اشعارِ منقبت میں شان بیان فرمائی ہے اور آپ کو اولیاء کرام میں خاتم الاکابر جیسے لقب سے یاد فرمایا ہے۔آپ کی شان میں ۴۲/ اشعار پر مشتمل بزبان فارسی ایک منقبت لکھی تھی جس کا مطلع ہے:

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آل رسول
خوشا سرے کہ کنندش فدائے آل رسول
گناہِ بندہ بجشش اے خدائے آل رسول
برائے آل رسول از برائے آل رسول
ببیں تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا

تبارک اللہ ما و ثنائے آل رسول

مرا ز نسبت ملک است اُمید آن کہ بہ حشر

ندا کنند بیا اے رضائے آل رسول

آپ کی ایک کرامت سلسلہ معراج النبی ﷺ بہت مشہور ہے ملاحظہ کریں اس واقعہ کا مختصر بیان:

''بدایوں کے ایک صاحب جو آپ کے مرید خاص تھے اور حضرت کے پاس موجود تھے اس وقت حضرت وضو فرما رہے تھے یہ مرید سوچنے لگے کہ معراج شریف چند لمحوں میں کیسے ممکن ہوگئی ۔آپ نے وضو کرنے کے بعد کہا کہ میاں اندر سے تولیہ لے آؤ، وہ اندر گئے تو ایک کھڑکی نظر آئی اور وہ اس کھڑکی سے پر فضا باغ میں پہنچ گئے، سیر کرنے لگے اور ایک دوسرے شہر پہنچ گئے وہاں کاروبار، کیا شادی کی، بچے ہوئے اور یوں ۲۰ر سال گزر گئے ۔ادھر کچھ لمحات کے بعد حضرت نے آواز دی وہ چونک کر آئے تو دیکھا کہ حضرت کے وضو کے پانی کے قطرے زمین پر گر رہے ہیں وہ انتہائی حیرانی میں تھے کہ حضرت نے فرمایا' میاں وہاں ۲۰ر برس گزر آئے اور شادی بھی کی اور یہاں ابھی تک وضو کے قطرے ہی خشک نہ ہوئے ۔اب آئی سمجھ کہ معراج چند لمحوں میں کس طرح ہوگئی''۔

حضرت آل رسول مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو صاحبزادے تھے ایک

بڑے سید ظہور حسین مارہروی جن کی پیدائش ۱۲۲۹ھ تھی ان سے ایک صاحبزادے حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری پیدا ہوئے تھے۔ حضرت ظہور حسین کا جلد وصال ہوگیا تو سید شاہ ابوالحسین احمد نوری کی بچپن سے کفالت جد امجد حضرت آل رسول مارہروی فرماتے رہے جو آپکے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے جو مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کے پیرو مرشد اور شیخ مجاز بھی تھے۔ دوسرے صاحبزادے شاہ ظہور حسن تھے وہ بھی جلد انتقال فرما گئے تھے۔

امام احمد رضا نے اپنے شجرہ شریف کے آخری شیخ جو سلسلہ قادریہ برکاتیہ کے ۳۷ ویں شیخ طریقت ہیں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یوں استغاثہ پیش کررہے ہیں کہ الٰہی تجھے سید آل رسول علیہ الرحمہ کا واسطہ مجھے دونوں جہاں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا خادم بنا۔ امام احمد رضا کی زندگی کے متعدد واقعات میں آل رسول کی تعظیم وتکریم ان کے اس مصرعہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی آل رسول کی تعظیم وتکریم اور خدمت کی ہمیشہ توفیق عطا فرمائے۔

شعر نمبر۱۹:

صدقہ ان اعیان کا دے چھ عین عز و علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت احمد رَضَا کے واسطے

امام احمد رضا آخر میں اپنے تمام شیوخ کا واسطہ دے کر اپنے لیے عین سے شروع ہونے والی چھ صفات طلب کررہے ہیں کہ اے اللہ ان تمام اعیان یعنی سرداران طریقت ومعرفت کے وسیلے سے مجھے (۱) عزت (۲) علم (۳) عمل (۴) معافی (۵) معرفت (۶) عافیت عطا فرما۔

امام احمد رضا نے یہ شجرہ کب تصنیف فرمایا اس کی حتمی تاریخ احقر کو نہ مل سکی۔ گمان یہی ہے کہ سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں مرید ہونے کے بعد اور حضرت ابوالحسن احمد نوری میاں مارہروی علیہ الرحمہ کے ۱۳۲۴ھ وصال کے بعد آپ نے سلسلہ بیعت شروع کیا ہوگا اور اس کے بعد ۱۶؍سال آپ کی حیات رہی۔ اس زندگی کا جائزہ لیں اور اس شعر کے چھے اوصاف دیکھیں تو محسوس ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ کی اس دعا کو شرف قبولیت عطا فرمائی کہ آپ کو دنیا میں عزت بھی ملی، علم بھی ایسا ملا کہ ان کے زمانے میں کوئی دوسرا ان جیسا نہ تھا، شریعت پر عمل اپنی بلوغت سے شروع کیا اور آخر دم تک شریعت پر عمل کیا کہ جب آخری وقت تھا اور زندگی کے چراغ گل ہونے میں چند منٹ باقی تھے اس وقت بھی فرمایا کہ کمرے سے تمام تصاویر ہٹا دو۔ لوگوں نے پوچھا یہاں تو کوئی تصویر نہیں، فرمایا کہ' ماچس کی ڈبیا اور سکوں میں تصویر ہیں انکو بھی ہٹادو، یہ ہے آپ کا شریعت پر مکمل عمل، اسی طرح اللہ عزوجل نے دنیا میں بھی معافی کے ساتھ ساتھ اپنی معرفت بھی عطا فرمائی اور اپنی عافیت بھی نصیب فرمائی اس لیے امام احمد رضا نے ایک اور دعائیہ انداز اپنے شعر میں اس طرح ادا کیا:

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضؔا تم پہ کروڑوں درود

☆......شجرہ نمبر ۷

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ سیدنا معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کے آستانے کے ایک مخدوم گرامی حضرت علامہ سید غلام علی چشتی معینی بن حضرت مولانا سید نور محمد معینی کو سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ نظامیہ کی سند خلافت و اجازت اپنے ہاتھ سے تحریر فرما کر دی تھی، جس پر یوم الجمعہ ۱۳۳۰ھ/ ۱۳۳۸ھ درج ہے۔ سند کے ساتھ ممکن ہے کہ اردو زبان میں یہ منظوم شجرہ لکھ کر دیا ہو۔

شجرۂ مبارکہ چشتیہ نظامیہ برکاتیہ رضویہ

۱) یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

۲) مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
حضرت مولا علی مرتضیٰ کے واسطے

۳) پیروی خواجہ حسن بصری کی کر مجھ کو عطا
یا الٰہی مرشدانِ سلسلہ کے واسطے

۴) اِک نگاہِ لطف و رحمت کا ہوں مولا ملتجی
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

۵) یا الٰہی فضل فرما از پئے خواجہ فضیل
بخش ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے

۶) دو جہاں میں از پئے خواجہ حذیفہ مرعشی
سرخرو کر بوہبیرہ پارسا کے واسطے

۷) دین و دنیا میں الٰہی شاد و آباد رکھ
حضرت ممشاد سلطانِ ھدیٰ کے واسطے

۸) میرے مولیٰ ذکر مولیٰ ورد ہو صبح و شام
شہ بو اسحاق شامی مقتدا کے واسطے

۹) بہر بو احمد جناب شہ محمد کے طفیل
بخش دے بو یوسفِ یوسف نما کے واسطے

۱۰) قطبِ دیں مودودِ چشتی کا تصدق اے خدا
رحمتیں نازل ہوں تیری مجھ گدا کے واسطے

۱۱) یا الٰہی حج و زیارت سے مشرف کر مجھے
حضرت حاجی شریف حق نما کے واسطے

۱۲) یا خدا دارین کے برکات سے مجھ کو نواز
خواجہ عثمان فخرالاولیاء کے واسطے

۱۳) مرشدانِ چشت کی سچی غلامی کر نصیب
شہ معین الدین چشتی با خدا کے واسطے

۱۴) بخت خوابیدہ کو بیدار کر دے بختیار
بختیارِ کاکی قطب الاولیاء کے واسطے

۱۵) لذت و ذوقِ عبادت کر عطا گنجِ شکر
شہ فرید الدین بابا اولیاء کے واسطے

۱۶) اتباعِ سنتِ خیرالوریٰ کر دے عطا
شہ نظام الدین محبوب خدا کے واسطے

۱۷) ناصر و منصور اور محمود و حامد کر مجھے
شہ نصیر الدین محمود الشّفاء کے واسطے

۱۸) دو جہاں کی نعمتوں سے بندۂ در کو نواز
خواجہء بندہ نواز اہلِ صفا کے واسطے

۱۹) یا خدا بہرِ جلال الدین مخدومِ جہاں
دین کا خادم بنا دے اولیاء کے واسطے

۲۰) سیدی راجوئے قتّال و شہِ سارنگ کے
رنگ میں رنگ دے مجھے اپنی رضا کے واسطے

۲۱) شاہِ مینا لکھنوی اور سعدِ اسعد کے طفیل
بخش دے خواجہ صفیِ باصفا کے واسطے

۲۲) رحم فرما فضل فرما از پئے خواجہ حسین
میر سید عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

۲۳) سیدی عبدالجلیل و شہِ اویس با صفا
کر عطا اپنی رضا ان اولیاء کے واسطے

۲۴) دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقیٔ عشق انتما کے واسطے

۲۵) حُبِ اہلِ بیت دے آلِ محمد کے لیے
کر شہیدِ عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

۲۶) دل کو اچھا تن کو سُتھرا جان کو پُر نور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدرالعلیٰ کے واسطے

۲۷) دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرت آلِ رسولِ مقتدا کے واسطے

۲۸) نورِ جان و نورِ ایماں نورِ قبر و حشر دے
بوالحسینِ احمدِ نوری لقا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمدِ مرسل مجھے
میرے آقا حضرت احمد رضا کے واسطے

❁❁❁

☆......شجرہ نمبر ۸

شجرہ مبارکہ قادریہ رزاقیہ برکاتیہ رضویہ

شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

اللّٰهم صل علٰی سیدنا و مولانا محمدٍ مّعدن الجود والکرم و اله الکرام
و ابنه الکرام و امته الکریمة یا اکرم الاکرمین و بارك و سلم

فخر و امام اہل سنت محی سنت ماحی بدعت
شمس ہدایت اعلیٰ حضرت حامی دین و ناصر ملت
نائب شاہِ ختم نبوت
صلی اللہ علیہ وسلم

آل رسول و آل احمد سید حمزہ آل محمد
شہ برکات اکرم امجد شہ فضل اللہ احمد ارشد
هُمْ شفعائی عند الاحید
صلی اللہ علیہ وسلم

شاہ محمد عین عنایت ماہ جمال اہل ولایت
قاضی شرع و ضیائے ملت شاہ بھکاری کان سخاوت
آئینہ ہائے ماہِ رسالت
صلی اللہ علیہ وسلم

سید ابراہیم مکرم شاہ بہاء الدین معظم
احمد جیلاں شاہ حسن ہم موسیٰ پاک و علی مفخم
ہم برکات نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم

شاہ محی الدین معلیٰ سید ابو صالح شاہ والا
عبدالرزاق احسن الا لا غوث الاعظم از ہمہ بالا
ابن رسولِ اللہ تعالیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم

شاہ مبارک اصل سعادت بوالحسن ہمکار اقامت
بوالفرح طرطوسی نسبت عبدالواحد فانی وحدت
نوابانِ شاہ رسالت
صلی اللہ علیہ وسلم

شبلی شافع بندہ مخطی شاہ جنید و سری سقطی
شہ معروف رضائے مُنطی کاظم و جعفر باقر معطی
رَحْمَۃ ذُخْرِیْ کَنْزِیْ فَرَطِی
صلی اللہ علیہ وسلم

عابد ساجد ابن اماجد شاہ شہیداں شاہد واحد
حیدر صفدر شیرِ مشاہد سید عالم عبد مشاہد
بَدْرِ مَکَارَم ختمِ مَحَامِدْ
صلی اللہ علیہ وسلم

(منقول از بیاض حضور پرنور سیدی وسندی حضرت مولانا مولوی الحاج حافظ سید شاہ ابوالقاسم محمد اسماعیل حسن عرف شاہ جی صاحب قادری برکاتی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف جسے امام احمد رضا نے اپنے مرشد کی فرمائش پر
بصیغہ درود شریف قلم برداشتہ تحریر فرمایا!

فقیر برکاتی: سید مصطفےٰ حیدر حسن برکاتی سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ مارہرہ (ایٹہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا
محمد المصطفی رفیع المکان والمرتضی
علی الشان والذی رجبل من امتہ
خیر من رجال من السالفین وحسین
من ذریتہ الحسن من کذا وکذا احسان من
السابقین والسید السجاد زین العابدین
باقر علوم الانبیاء والمرسلین ساقی
الکوثر مالک تسنیم وجعفر الذی
یطلب موسے الکلیم ضاریہ
بالصلاۃ علیہ ویذھب ابرھیم الخلیل
لطلب معروف جودہ الیہ

العارفين نص الشرع المطهر وزمرة

الضاغم المتحملين شدة الجهاد الاكبر و

حمزة عم آل احمد العظيم الكريم

آل الرسول الرؤف الرحيم اللهم و

على اصحابه العظام ومشائخنا الكرام

وعلينا معهم يا ذا الجلال والاكرام

سقى مارهرة اقمار اليقين في محمه صمد

العارفين آمين آمين يا ارحم الراحمين

اللهم ومن انشأ هذه الصيغة المباركة

فاغفر له يا عظيم وارض عنه حبيبك

احمد رضا المولى العفو الكريم آمين

كتبه الفقير احمد رضا القادري غفر له في مارهرة المطهرة ۲۱ محرم يوم الجمعة ۱۳۰۶

بسم الله الرحمن الرحيم

اعلیٰ حضرت کی [illegible] رسالہ قلمی تحریر اجمیر پاک میں

[illegible]

اللهم إليك انتهاء الحمد وغاية سلاسل الشكر صل على حبلك
الموصول المتصل الغير المنقطع ورسالك المرفوع برسالك فوق كل [illegible]
وعلى آله وصحبه خير الصحب رواة علم وحجة دينه [illegible]
إلى سائر سبله الرحيبة. وبعد فقد أجزت أخي في الله المولوي السيد
غلام علي الأجميري ابن المولوي السيد نور محمد بالسلسلة العلية
العالية القادرية البركاتية والجشتية النظامية المباركة وأوصيه بتقوى
الحق في [illegible] في حماية السنن وإماتة البدع [illegible]
وإهانة أصحابها لا سيما الوهابية فإنهم [illegible] والقاديانية
فإنما أخبث الطوائف الشيطانية أعاذنا الله وإياه والمسلمين
من شرورهم وشرور كل الكفرة أجمعين آمين. وأن لا ينسانا
في الدعاء [illegible] العبد الفقير [illegible] وكان
[illegible] يوم الجمعة المباركة [illegible]
[illegible] وعليه وعليهم أفضل الصلاة والثناء [illegible]
أما السلسلة العلية العالية القادرية [illegible] فقد [illegible]
أما الجشتية النظامية [illegible]
[illegible] إلى الرسول [illegible]
[illegible] عن [illegible] السيد [illegible]
[illegible] عن [illegible] عن [illegible]
[illegible] عن أبيه [illegible] السيد [illegible] عن أبيه [illegible]
عن أبيه السيد [illegible] عن أبيه السيد [illegible] عن [illegible]
[illegible] عن [illegible] عن الشيخ [illegible] عن الشيخ [illegible]
الشيخ [illegible] عن السيد [illegible] عن [illegible]

عن السيد [illegible] عن السلطان نظام الحق
والدين [illegible] عن السيد [illegible] عن [illegible]
[illegible] عن [illegible] سلطان الهند حبيب الله
وارث النبي معين الحق والدين حسن [illegible]

اختتامیہ

قارئین کرام !

الحمدللہ پیش نظر کتاب میں آپ نے امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کے تصنیف شدہ آٹھ شجرۂ طریقت، عربی، فارسی اور منظوم اردو میں ملاحظہ فرمائے۔اس کتاب کی تدوین کے دوران راقم کی کوشش اور یہ تمنا رہی کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے دستخط کے ساتھ ان کے کسی مرید کا شجرہ مل جاتا اور وہ اس کتاب کی زینت بنتا لیکن تمام تر کوششوں کے باوجود کامیابی حاصل نہ ہوئی البتہ ۱۹۱۰ء میں جب اعلیٰ حضرت کا نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' کا اول حصہ شائع ہوا تو اس میں آپ کا پورا شجرہ بھی شامل تھا، اس تک رسائی ہوگئی جس کا عکس آخر میں شامل کردیا گیا ہے۔اس کے علاوہ دونادر عربی شجروں کے بھی عکس شامل کردیے ہیں۔

اللہ عزوجل کے آگے دعا گو ہوں کہ اس حقیر فقیر کی اس کاوش کو اپنے پیارے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے قبول فرمائے اور شجرۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے تمام شیوخ کی نظر عنایت فقیر کو نصیب کرے۔آمین

امام احمد رضا کے لکھے ہوئے ''درودِ بے نقطہ'' پر اختتام کرتا ہوں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ لِرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ

سگ غوث ورضا

فقیر مجید اللہ قادری

۳ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ

۲۱ اکتوبر ۲۰۲۰ء

Printed by: AL-RAZA Publications Karachi.+92-300-2393848

امام احمد رضا کے تصنیف شدہ آٹھ شجرہ ہائے طریقت

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ جہاں متعدد علوم و فنون میں منفرد مصنف نظر آتے ہیں وہیں طریقت کے میدان اور شجرہ نویسی میں بھی منفرد نظر آتے ہیں۔ عالم اسلام میں مختلف سلاسل کے پیشواؤں میں شاید ہی کوئی ایسا شیخ طریقت ہوگا جس نے تنہا مختلف زبانوں میں آٹھ شجرے لکھے ہوں مگر امام احمد رضا نے اس میدان میں بھی اپنے جوہر دکھاتے ہوئے آٹھ شجرہ طریقت تین زبانوں یعنی عربی، فارسی اور اردو میں تصنیف فرمائے، یہی انفرادیت اس کتاب کی وجہ تالیف بنی' مصنف نے وہ آٹھ شجرہ اس کتاب میں یکجا کردیے ہیں، ذیل میں صرف تاریخی اعتبار سے آٹھ شجروں کا ذکر کیا جارہا ہے، تفصیل کتاب میں موجود ہے۔

(۱) امام احمد رضا نے سب سے پہلے ۱۳۰۳ھ میں فارسی میں طویل قصیدہ اپنے سلسلے کے شیوخ کے لیے لکھا جس کے منتخب اشعار شجرہ کی صورت میں شائع ہوئے ہیں۔

(۲) دوسرا شجرہ عربی زبان میں ۱۳۰۵ھ میں اپنے مرشد کی خانقاہ میں قلم برداشتہ لکھا۔

(۳) تیسرا شجرہ ۱۳۲۲ھ میں درود کے صیغہ میں تصنیف فرمایا جو کہ شجرہ صلاتیہ کہلاتا ہے۔

(۴) چوتھا شجرہ ۱۳۲۲ھ میں بشکل سند حدیث عربی زبان عرب خلفا کے لیے تصنیف فرمایا۔

(۵) پانچواں شجرہ ۱۳۲۸ھ میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کا عربی میں بشکل سند حدیث لکھا۔

(۶) چھٹا شجرہ ۱۳۲۵ھ میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے لیے اردو میں لکھا۔

(۷) ساتواں شجرہ ۱۳۳۳ھ میں اردو میں لکھا جو آپ کے سلسلے میں معروف و رائج ہے۔

(۸) آٹھواں شجرہ نویسی کی تاریخ کا منفرد مسدس شجرہ لکھا جس کے ہر بند کا چھٹا مصرعہ درود ہے

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

25- بابان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی، پاکستان۔ (74400) فون: +92-21-32725150

واٹس ایپ: 0303-9205511 ای میل: imamahmadraza@gmail.com